عمران سریز

ڈارک کلب

مکمل ناول

از

مظہر کلیم ایم، اے

http://forums.hibuddiez.com

کاریں عمران کے فلیٹ کے سامنے رکیں اور پھر سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کاروں سے اتر کر فلیٹ کی سڑھیاں چڑھنے لگے۔ آج ان سب نے مل کر عمران کے فلیٹ پر دھاوا بولنے کا پروگرام بنایا تھا۔ گذشتہ کئی ہفتوں سے وہ ایک کیس میں مصروف رہے تھے کہ انہیں محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً سر کھجانے کی بھی فرصت نہ ملی تھی اور اس کیس کے خاتمے کے بعد وہ اب خاصتاً تفریح کے موڈ میں تھے اور ظاہر ہے عمران کی شمولیت کا تصور ایسا تھا کہ جیسے روح کے بغیر جسم۔

چنانچہ آج صفدر کے کہنے پر وہ سب جولیا کے فلیٹ میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے پروگرام بنایا کہ عمران کے فلیٹ پر دھاوا بولا جائے۔ پہلے تو وہاں خوب کھایا پیا جائے اور عمران اور سلیمان کو اچھی طرح زچ کرنے کے بعد عمران کو ساتھ لے کر کسی خوبصورت کلب یا ہوٹل میں دھما کہ چوکڑی مچائی جائے۔

صفدر نے عمران کے فلیٹ پر فون کر کے اس کی موجودگی کی تسلی کر لی تھی۔ اس نے جان بوجھ کر کوئی بات نہ کی تھی۔ صرف اس کی آواز سنتے ہی رسیور رکھ دیا تھا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ عمران کی قوت شامہ انتہائی تیز ہے اور وہ ان کے پروگرام کی بو لازماً سونگھ لے گا۔ اور اس کے بعد اسے ڈھونڈنا ناممکن ہو جائے گا۔

سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سب سے آگے صفدر اور جولیا تھے ان کے بعد کیپٹن شکیل اور اس کے بعد باقی ممبران چوہان، صدیقی نعمانی وغیرہ تھے۔

صفدر نے ہاتھ بڑھا کر کال بیل کا بٹن دبا دیا اور اسے اندر گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں بعد دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ لیکن صفدر اور جولیا یہ آواز سنتے ہی چونک پڑے کیونکہ آواز نسوانی تھی۔ اونچی ایڑی کے سینڈل کی ٹک ٹک دور

سے پہچانی جاتی تھی۔ اور پھر انہیں چوڑیاں کھنکنے کی آواز بھی سنائی دی اور صفدر اور جولیا تو ایک طرف تقریباً تمام ممبروں کی بھنویں کھینچ کر کان بن گئیں اور وہ ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھنے لگے۔ جولیا کے چہرے پر غصے کی سرخی ابھرنے لگ گئی۔

''کون ہے؟'' چند لمحوں بعد ہی دروازے کے پیچھے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ آواز سے بولنے والی کوئی نوجوان لڑکی لگتی تھی۔ اور اب تو بہرحال انہیں یقین ہو گیا کہ معاملہ گڑبڑ ہے۔ عمران کے فلیٹ میں نوجوان لڑکی کی موجودگی کا وہ تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔

''دروازہ کھولئے!۔ ہم عمران صاحب سے ملنے آئے ہیں۔'' صفدر نے کہا۔

''کس سے ملنے آئے ہیں... جاپان سے... یہاں کوئی جاپان نہیں ہے''۔۔۔ اندر سے لڑکی کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جاپان سے نہیں... عمران سے... دروازہ کھولئے'' صفدر نے بڑی مشکل سے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا۔

''بھائی جان سے... مگر آپ کون ہیں؟'' اندر سے لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پہلی بار انہیں بھائی جان کا لفظ سن کر خیال آیا کہ کہیں یہ عمران کی بہن ثریا نہ ہو۔ لیکن آواز سے ظاہر ہوتا تھا کہ بولنے والی ثریا نہیں۔ کیونکہ وہ ثریا سے بے شمار بار مل چکے تھے۔ اور وہ اس کی آواز پہچانتے تھے۔

''تم دروازہ تو کھولو'' اچانک جولیا نے غصے سے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔ اس کا چہرہ اب پوری طرح سرخ ہو چکا تھا جیسے عمران کے فلیٹ میں کسی لڑکی کی موجودگی اس کے لیے زبردست شاک کا باعث بنی ہو۔

جولیا کی آواز سنتے ہی چٹخنی ہٹنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے

دروازہ کھل گیا۔ اب بولنے والی دروازے کے سامنے تھی۔ وہ دروازے پر اتنے سارے افراد کو دیکھ کر خوف اور حیرت سے جھجک کر ایک قدم پیچھے ہٹ گئی۔ لڑکی کی عمر واقعی بیس بائیس سال تھی۔ وہ خاصی خوبصورت بھی تھی۔ لیکن اس کا لباس گھریلو سا تھا۔

''کک... کیا بات ہے...؟'' لڑکی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو...؟ اور یہاں کیا کر رہی ہو؟''... جولیا نے غصے سے ہونٹ کاٹتے ہوئے اس لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ یوں اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے کچا ہی چبا جائے گی۔

''میں... میں دلربا ہوں... مگر...'' لڑکی نے بھی اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔ مگر جولیا بڑے غصے سے اسے دھکیلتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

''دلربا!... کون ہے دروازے پر''... اسی لمحے اندر سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا کا چہرہ عمران کی آواز میں موجود چہکار سنتے ہی بھٹی کی طرح جلنے لگا۔ وہ تیزی سے ڈرائنگ روم کی طرف لپکی۔ باقی ممبران بھی اس کے پیچھے تھے جب کہ لڑکی وہیں دروازے کے پاس کھڑی حیرت سے انہیں دیکھ رہی تھی جیسے وہ کوئی بات سمجھ نہ سکی ہو۔

''آخر آ ہی گیا ناں تمہارا اصلی کردار سامنے... اسی لئے ڈھنڈورا پیٹتے رہتے تھے اپنی شرافت کا...'' جولیا نے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور سامنے صوفے پر لیٹا ہوا عمران جولیا کی آواز سنتے ہی اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے صوفے کے سپرنگوں نے اسے اچھال دیا ہو۔

''ارے ارے جولیا تم... اور اس وقت... ارے یہ تو پوری کرکٹ ٹیم ہی چلی آ رہی ہے... یاالٰہی خیر... مم... مم... مگر یہ تو فلیٹ ہے... کرکٹ

گراؤنڈ تو نہیں۔" عمران نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
اس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے سیکرٹ سروس کے ممبران مسلسل اندر آرہے تھے اور ان سب کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے جیسے کسی کا اچانک چوراہے پر بھانڈا پھوٹنے پر لوگ حیران ہوتے ہیں جیسے کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس کا انہیں یقین نہ آرہا ہو۔
"کون ہے یہ دلربا... کیا لگتی ہے تمہاری... کیوں یہ فلیٹ میں موجود ہے۔" جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
"دلربا... اچھا تو تم دلربا کی وجہ سے غصے ہو رہی ہو... ارے جولیا!... کیا بتاؤں مجبوری ہے... تم دیکھو ناں جولیا انسان کس قدر مجبور واقع ہوا ہے... ایمان سے اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے... بس مجبوری ہے.. اب کیا بتاؤں"... عمران نے یوں شرمندہ انداز میں نظریں چراتے ہوئے کہا جیسے عین موقع پر اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔
"کیا مجبوری ہے تمہیں...؟ بتاؤ ناں کہ کیا مجبوری ہے...؟ اگر منہ ہی کالا کرنا تھا تو کیا تم کہیں اور جا کر نہ کر سکتے تھے۔ لعنت ہے تم پر... بڑے اکڑے پھرتے تھے کہ جناب میرا کردار بے داغ ہے میں بڑا شریف آدمی ہوں۔" جولیا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"جج... جولیا!... قسم اٹھوا لو... میرا کوئی قصور نہیں.. مم.. میں مجبور ہوں... اور منہ کالا کرنے کے لئے میں نے کوئلوں کی دلالی کرنے کی بڑی کوشش کی... لیکن ہمیشہ یہی جواب ملا کہ دلالی تو مونث ہے جناب!"... عمران نے مسمسے اور خجالت آمیز لہجے میں کہا
"یہ کون لوگ ہیں...؟ کہہ رہے تھے کہ جاپان سے ملنے آئے ہیں... پھر کہنے لگے بھائی جان سے ملنا ہے... مجھے تو یہ بدمعاش قسم کے لوگ لگتے ہیں۔ بڑی اماں کہتی ہیں کہ ایسے لوگوں سے ہمیشہ بچ کر رہنا

چاہئے“...اسی لمحے انہیں پشت پر دلربا کی آواز سنائی دی۔
”تم بدمعاش ہیں... بدمعاش تم ہو...جو یہاں منہ کالا کرنے آگئی ہو چڑیل“...جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔
”ارے ارے جولیا!...ارے خدا کی قسم...سمجھو تو سہی...ارے مجبوری تو سمجھو“...عمران نے فوراً ہی مداخلت کرتے ہوئے کہا۔
”چڑیل ہو گی تم...چڑیل ہوں گے تمہارے ہوتے سوتے...بڑی آئی مجھے چڑیل کہنے والی بڈھی میم...پرکٹی کبوتری...اپنی شکل تو سنبھالو...سڑی ہوئی مولی کی طرح تو شکل ہے تمہاری...“ جواب میں دلربا نے بھی لڑاکا عورتوں کی طرح چیختے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار سر پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ جب کہ باقی ممبران حیرت سے کبھی عمران کو اور کبھی دلربا کو دیکھ رہے تھے۔ ان کی سمجھ میں کوئی بات نہ آ رہی تھی۔
”تم...تم مجھے کہہ رہی ہو“ ...جولیا تو جیسے غصے سے پاگل ہو گئی اور وہ تیزی سے مڑ کر دلربا کی طرف لپکی جیسے ابھی اسے جان سے مار ڈالے گی۔
”ارے ارے مس جولیا!...یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔ پلیز“...صفدر نے اسے روکتے ہوئے کہا۔
”ہٹ جاؤ راستے سے...میں اسے بتاتی ہوں کہ میں کون ہوں“...جولیا نے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔
”یہ کیا ہو رہا ہے دلربا!...تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟...“ اسی لمحے دروازے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔
”بھائی جان!...یہ مجھے چڑیل کہہ رہی ہے...اچھی میں یہاں تم سے ملنے آئی...تم تو کہتے تھے کہ شہر کے لوگ بڑے اچھے ہوتے ہیں“...دلربا نے اچانک زور زور سے روتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دلربا اور سلیمان کو دیکھنے لگی۔

''کس نے تمہیں چڑیل کہا ہے... کس کی مجال ہے کہ سلیمان کی بہن کو چڑیل کہے... میں اسے بغیر بھونے نہ کھا جاؤں...'' سلیمان نے روتی ہوئی دلربا کو سینے سے لگا کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ وہ بھی اب غصے سے کمرے میں موجود لوگوں کو دیکھ رہا تھا اور اب سیکرٹ سروس کے ممبران شرمندہ انداز میں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

''تم... تم سلیمان کی بہن ہو... ارے تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ اوہ ویری سوری... میں شرمندہ ہوں... سخت شرمندہ...'' جولیا نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر دلربا کو گلے لگا کر اسے چمکارنے لگی۔

''تم نے پوچھا ہی نہیں... اور مجھے چڑیل کہنے لگی...'' دلربا نے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔

''چلو غلطی ہو گئی... تم نے بھی تو بدلہ چکا لیا اور مجھے سڑی ہوئی مولی اور پر کٹی کبوتری کہہ دیا... چلو اب معاف کر دو...'' جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر غصے کی بجائے عجیب سی طمانیت بھری مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

''مس صاحبہ!... آئندہ خیال رکھا کریں... بغیر سوچے سمجھے نہ بول پڑا کریں... آؤ دلربا!... تم میرے پاس آ جاؤ... دیکھو میں نے تمہارے لئے کشمش والا حلوہ بنایا ہے... شاباش...'' سلیمان نے دلربا سے کہا اور پھر وہ اسے لئے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گیا اور جولیا واپس مڑی۔ اس کے چہرے پر اب بھی خجالت تھی۔ وہ عمران سے نظریں نہ ملا رہی تھی۔

''چلو شکر ہے... رسیدہ بود بلائے مگر بخیر گذشت... سلیمان نے سچویشن سنبھال لی... مگر آج تم سب لوگ یہاں آئے کیسے ہو۔ آج کل تو میں

شدید کڑکی میں ہوں... ساری رقم تو دلربا... ارے توبہ... پھر زبان غوطہ کھا گئی۔ دلربا کا بھائی سلیمان سمیٹ لیتا ہے۔'' عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اب وہ سب لوگ صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔

''عمران صاحب!... دراصل آپ کے فلیٹ میں لڑکی کی موجودگی نے ہمارے ذہنوں کو ماؤف کر دیا تھا۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں... اس فلیٹ میں لڑکی کا آنا منع ہے... اب دیکھو کہ جولیا کتنی بار یہاں آئی ہے... تب تو تمہارے دماغ ماؤف نہ ہوئے تھے''... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چلو چھوڑو اس قصے کو... آج یہاں ہماری آمد کا مقصد آپ سے دعوت کھانا ہے اور سنیئے... کوئی بہانہ نہیں چلے گا کسی قسم کا بھی''... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''دعوت... مگر دعوت ولیمہ کا کارڈ تو ابھی چھپنے گیا ہے۔ اس میں تو شائد آج کی تاریخ درج نہیں ہے... پھر یہ پیشگی...'' عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''دعوت ولیمہ... کس کی دعوت ولیمہ؟''۔ اچانک جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''خاکسار علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس (آکسن) کا... اور ہاں!... تم سب کے لئے خوشخبری ہے۔ تمہارے ایکسٹو نے بھی وعدہ کیا ہے کہ وہ دعوت ولیمہ میں بغیر نقاب کے شامل ہوگا۔'' عمران نے بڑے سرگوشیانہ انداز میں کہا۔

''بس اب رہنے دیجئے عمران صاحب!... ہمارے تو کان پک گئے ہیں یہ باتیں سنتے سنتے... چلو بھائی کاغذ سنبھالو اور سب اپنی اپنی پسند کی ڈش لکھو تاکہ دعوت زوردار ہو جائے۔'' صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کی شادی ہو رہی ہے... کب اور کس کے ساتھ؟'' اچانک تنویر نے معنی خیز نظروں سے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یار اب تم لوگوں سے کیا چھپانا... میں نے سوچا کہ چلو کر ہی لی جائے شادی... ایک بزرگ کہہ رہے تھے کہ کنوارے آدمی کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوتا... ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں کو ناجائز جنازہ پڑھنا پڑ جائے''... عمران نے شرماتے ہوئے کہا۔

''یار تنویر!... تم بھی خوامخواہ بول پڑتے ہو... عمران صاحب تو دعوت ٹالنے کے لئے یہ باتیں کر رہے ہیں''... اس بار نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''بتاؤ تو سہی کس کے ساتھ کر رہے ہو شادی...؟'' مجھے یقین نہیں آتا''... اس بار جولیا نے کہا۔

''یقین تو مجھے بھی نہیں آرہا... لیکن مجبوری ہے... اب سلیمان منہ چڑھ کر کہہ دے تو لحاظ کرنا پڑتا ہے۔'' عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اور عمران کی بات سن کر ایک بار پھر سب چونک پڑے۔ دلربا جیسی نوجوان لڑکی کی فلیٹ میں موجودگی اور سلیمان کا منہ چڑھ کر کہنے سے ان کے ذہنوں میں پھر شک کے کنکھجورے رینگنے لگے۔

''تو تم دلربا سے شادی کر رہے ہو... اور شادی سے پہلے تم نے اسے فلیٹ میں بلا کر رکھ لیا ہے اور اوپر سے مجبوری کا ڈھنڈورا بھی پیٹ رہے ہو''... جولیا نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے اور نفرت کے ملے جلے تاثرات نمایاں ہونے لگ گئے تھے۔ جب کہ تنویر کا چہرہ نجانے کس جذبے سے کھل اٹھا تھا۔

''ہاں!... وہ واقعی دلربا ہے... دلکش... اور غصے میں تو وہ اور بھی زیادہ خوبصورت ہو جاتی ہے... ابھی تم نے خود دیکھا ہوگا لیکن نہیں... آئینہ تو تم نے دیکھا ہی نہیں... سلیمان!... دلربا کے بھائی سلیمان''... عمران

نے اچانک زور زور سے آوازیں لگانی شروع کر دیں۔
''اب کیا ہے''...دوسرے لمحے دروازے میں سلیمان کی پھاڑ کھانے والی آواز سنائی دی۔
''ذرا آئینہ لے آنا بھائی سلیمان!...مس جولیا نے نجانے کب سے آئینہ نہیں دیکھا...سر جھاڑ منہ پہاڑ لئے پھر رہی ہیں غضب خدا کا...کارڈ چھپنے چلے گئے ہیں اور یہاں آئینہ دیکھنا ہی چھوڑ دیا...کل کو میں....''عمران کی زبان رواں ہو گئی۔مگر دوسرے لمحے وہ فقرہ ادھورا چھوڑ کر تیزی سے غوطہ لگا گیا ورنہ جولیا کا ہینڈ بیگ اس کی کنپٹی پر پڑتا۔
''تم پکے شیطان ہو''...جولیا نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔وہ عمران کی بات کی تہہ تک پہنچ گئی تھی۔
''کیوں سلیمان!...اب تم نے شیطان پکانے شروع کر دیئے ہیں۔''...عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔
''عمران صاحب پلیز...اور مس جولیا!... آپ کس چکر میں پڑ گئیں وہ پروگرام ہونا چاہیے جس کے لئے آئے تھے''...صفدر نے دوبارہ موضوع بدلتے ہوئے کہا۔جولیا ایک بار پھر صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔
''اب میں جاؤں...یا یہیں دروازے میں ہی کھڑا رہ جاؤں۔اندر بیٹھنے کے لئے تو جگہ ہی نہیں رہی۔''...سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
''جناب سلیمان صاحب!...آج ہم نے عمران صاحب سے دعوت کھانی ہے...انتہائی زوردار دعوت...تم ذرا تیاری کر لو...آج تمہارے ہنر کا بھی پتہ چل جائے گا''...صفدر نے سلیمان سے مخاطب ہو کر کہا۔
''زوردار دعوت سے میرے ہنر کا کیا تعلق...میں باورچی ہوں

باکسر محمد علی تو نہیں ہوں.. اور اگر آپ کا مطلب کھانے کی دعوت سے ہے تو ویری سوری!... میں دلربا کو فلم دکھانے جا رہا ہوں .. ذرا کشش والا حلوہ کھا لے۔ اس کے بعد میں نے اس کے لئے فیرنی بنا رکھی ہے"۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"بھائی سلیمان!... یہ نہیں چھوڑیں گے... کچھ کرنا ہی پڑے گا"... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کچھ کیا... بہت کچھ کیجئے.. آخر یہ ہوٹلوں والے کس لئے لاکھوں روپے لگا کر ہوٹل کھولے بیٹھے ہیں۔" سلیمان نے ترت جواب دیا اور مڑ کر واپس چلا گیا۔

"لو برادران!... سن لیا.. اب بولو"۔ عمران نے یوں کہا جیسے اس کے بعد تو دعوت والا مسئلہ ہی ختم ہو گیا ہو۔

"ہم کچھ نہیں جانتے... ہم نے دعوت کھانی ہے... اگر تم نے اپنے باورچی کو اتنا سر پر چڑھا رکھا ہے تو پھر کسی ہوٹل میں چلو"... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یار تنویر!... ذرا اخبار اٹھا کر دیکھنا کہ شہر میں کسی معزز آدمی کی شادی وادی ہو رہی ہو تو میں انہیں بھگتا دوں"۔۔ عمران نے ایک طرف بیٹھے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچھا تو ہم بھگتانے والوں کی صف میں شامل ہیں... دیکھئے عمران صاحب!... آج ہم پروگرام بنا کر آئے ہیں کہ پہلے آپ سے دعوت کھانی ہے... اس کے بعد آپ کی طرف سے کسی اچھے سے کلب میں کوئی فنکشن اٹنڈ کرنا ہے... اور ہمارے اس پروگرام میں چوں چراں کی گنجائش نہیں ہے اس لئے فوری اٹھیئے اور ہمارے ساتھ چلیئے"... صفدر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن برادر صفدر!... کم از کم پروگرام بناتے وقت مجھے بھی تو شامل کر

لیا تھا... میں آپ کو اس سے بھی نیک صلاح دیتا۔''...عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اٹھتے ہو یا نہیں...''۔ جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے پیروں کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''ارے باپ رے... ابھی تو صرف کارڈ چھپنے دیئے ہیں اور یہ حالت ہے پھر... یار کیپٹن شکیل!... پھر کیا ہوگا۔ مجھے تو گنتی بھی نہیں آتی کہ سر پر پڑنے والی جوتیوں کی گنتی کر کے دل بہلالوں۔'' عمران نے خوف سے سمٹتے ہوئے کہا۔

''گنتی کے لئے ہم آپ کو کلکولیٹر لا دیں گے... آپ بالکل فکر نہ کریں''۔۔کیپٹن شکیل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھا سنو!... پھر میری بھی ایک شرط ہے۔''...اچانک عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''شرط... کیسی شرط؟''...سب نے چونک کر پوچھا۔

''اس دعوت اور فنکشن میں دلربا بھی شامل ہوگی... دیکھو نا!... سلیمان کی بہن پہلی بار گاؤں سے شہر آئی ہے... مہمان کا بھی تو کوئی حق ہوتا ہے۔''...عمران نے کہا۔

''ہرگز نہیں... یہ نہیں ہوسکتا''...جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''تو پھر دعوت بھی نہیں ہوسکتی۔''...عمران نے روکھے سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دعوت ہوگی... ہوگی... بالکل ہوگی... ضرور ہوگی... سمجھے۔'' جولیا نے غصے سے میز پر مکے مارتے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے... ظالم مارے بھی سہی... اور گننے بھی نہ دے... اچھا بھئی... میں ہارا تم جیتے... چلو دعوت منظور...'' لیکن پھر بعد میں

دعوت ولیمہ کا اصرار نہ کرنا۔ اسے ہی سب کچھ سمجھ لینا''۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔۔ نہیں کریں گے اصرار''۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''او کے!۔۔۔ اب ہوٹل منتخب کر لو۔۔۔ جہاں دعوت کھانی ہے''۔۔۔ عمران نے جھکتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں کانمٹن ہوٹل ٹھیک رہے گا۔ اس کا ڈائننگ ہال بھی خوبصورت ہے اور کھانے کا مینو بھی خاصا بڑا ہوتا ہے''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''یہ کوئی نیا ہوٹل کھلا ہے۔۔۔ کمال ہے جس رفتار سے ہوٹل کھلتے جا رہے ہیں اس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تمام شہر کی بیویاں، بیگمات بنتی جا رہی ہیں''۔۔۔ عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''ہاں! ۔۔۔ یہ نیا ہوٹل ہے۔۔۔ ایک ہفتہ پہلے اس کا افتتاح ہوا ہے۔۔۔ بہت خوبصورت اور جدید ہوٹل ہے''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اچھا پھر میں لباس بدل لوں۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ ہوٹل والے مجھے اندر ہی نہ جانے دیں اور تم بیٹھے دعوت کھاتے رہو۔۔۔ اور میں باہر کھڑا انوالے گنتا رہ جاؤں''۔۔۔ عمران نے صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''سنو!۔۔۔ وہ اپنا احمقانہ لباس پہن کر نہ آجانا۔۔۔ وہ ٹیکنی کلر سا۔۔۔ سمجھے۔۔۔ کوئی ڈھنگ کا لباس پہن کر آؤ۔۔۔ کوئی سوٹ وغیرہ''۔

جولیا نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''سوٹ۔۔۔ مگر سوٹ تو سارے سلیمان کے قبضے میں ہیں۔۔۔ وہ کہتا ہے کہ سوٹ اس پر سجتے ہیں''۔۔۔ عمران نے ایک بار پھر رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اس پر سوٹ سجتے ہیں۔۔۔ بس تم جاؤ۔۔۔ زیادہ نخرے نہ کرو بڑی زور دار بھوک لگی ہے''۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''اچھا!... آج تو واقعی تم مجھے دولہا بنانے پر تلی ہوئی ہو... چلو ایسے ہی سہی''.. عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

''یہ ڈربا والا قصہ بھی خوب رہا... سلیمان کی بہن کا تو ہمیں خیال تک بھی نہ آیا''... عمران کے جانے کے بعد صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''پہلے وہ کبھی آئی بھی نہیں۔''.....جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

''ویسے مس جولیا!... آخر آپ کو غصہ کیوں آجاتا ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔''...تنویر نے کہا۔

''یہ بڑوں کی باتیں ہیں تنویر! ...تم ابھی ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔'' ...صفدر نے چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''بڑوں کی نہیں... بوڑھوں کی کہو'' ...تنویر نے بجائے غصہ کرنے کے لطف لیتے ہوئے کہا۔

''یہ عمران ہوٹل میں ہنگامہ کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ اسے کنٹرول میں رکھنا''...جولیا نے صفدر سے کہا۔

''کنٹرول ...اور عمران پر ... سر رحمان آج تک اس پر کنٹرول نہیں کر سکے...ہماری کیا جرات''...صفدر نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد عمران ڈریسنگ روم سے باہر نکلا تو اس نے کشمشی رنگ کا انتہائی اعلیٰ تراش کا خوبصورت سوٹ پہن رکھا تھا۔ میچ کرتی ہوئی خوبصورت ٹائی کے ساتھ یہ خوبصورت سوٹ اس پر اتنا سج رہا تھا کہ جولیا تو بس اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔ وہ تو پلکیں جھپکانا ہی بھول گئی تھی۔ جب کہ باقی ممبران کے چہروں پر عمران کی وجاہت کا اثر تحسین آمیز

انداز میں پڑا تھا۔

''خوب!... بہت خوب عمران صاحب!.. اس لباس میں تو آپ واقعی پرنس لگ رہے ہیں۔''... صفدر نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''واقعی کا کیا مطلب۔۔؟... میں تو ہوں ہی پرنس... کیوں جولیا۔''... عمران نے مسکرا کر جولیا سے کہا۔

''اوہ ہاں!... واقعی یہ لباس تم پر خوب بج رہا ہے۔ پھر نجانے کیوں تم وہ اوٹ پٹانگ لباس پہنے رہتے ہو۔''... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب!... یہ سوٹ کب سلوایا ہے آپ نے... مجھے کوئی پرانا سا لگتا ہے۔ بڑے کالروں کا فیشن تو مدت ہوئی ختم ہو گیا۔''... تنویر سے بھلا عمران کی تعریف اور وہ بھی جولیا کے منہ سے، کیسے برداشت ہو سکتی تھی۔

''یار سلوایا تو ابھی ہے... مگر درزی بوڑھا تھا۔ وہ خود آوٹ آف فیشن ہو چکا تھا۔''... عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''ارے نہیں!... تنویر کو کیا پتہ... آجکل پھر بڑے کالروں کا فیشن چل نکلا ہے... چھوٹے کالروں کا فیشن تو پچھلے سال کا ہے۔''... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر منہ بنا کر رہ گیا۔

''آؤ بھئی!... آج میں دیکھوں گا کہ تم کتنا کھا سکتے ہو''... عمران نے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باقی ممبران بھی اٹھ کر اس کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف لپکے۔

''سلیمان!... دروازہ بند کر لو... اور سنو!... اب ڈیڈی کو دروازہ کھولنے نہ بھیج دینا۔ جولیا بے چاری تو چکر میں آ گئی ہے، ڈیڈی نہیں آئیں گے۔''... عمران نے زور سے ہانک لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا مسکرا دی۔ باقی

ممبران کے چہروں پر بھی مسکراہٹ رینگنے لگی۔
لیکن ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچے تھے کہ اچانک ڈرائنگ روم سے فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی۔
''اس وقت کون ٹپک پڑا''..عمران نے ناگوار لہجے میں کہا۔
''چھوڑو ہوگا کوئی... سلیمان اٹنڈ کرلے گا''..صفدر نے ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔
''ارے کہیں تمہارے اس چوہے کا نہ ہو...وہی غلط موقعوں پر ٹپک پڑتا ہے''....عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس بار سب خاموش ہو گئے۔
گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔عمران تیزی سے واپس مڑا اور اس نے ڈرائنگ روم میں جا کر رسیور اٹھالیا۔
''یس پرنس چارمنگ آف فلیٹ نمبر ۲۰۰ کنگ روڈ سپیکنگ''..عمران نے پورا پتہ بتاتے ہوئے کہا۔
''عمران صاحب میں....'' دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔
''اوہ! ... یس سر... آپ سر....سوری سر...میں سمجھا سر...''
عمران نے فوراً ہی اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔کیونکہ باقی ممبران بھی اس کے پیچھے کمرے میں آگئے تھے اور عمران جانتا تھا کہ اگر ایکسٹو کی اس انداز میں کی گئی بات کا معمولی سا حصہ بھی ان کے کانوں میں پڑ گیا تو ایکسٹو کا سارا کھیل ہی بگڑ جائے گا اور عمران کو معلوم تھا کہ اس کا لہجہ بدلتے ہی بلیک زیرو سمجھ جائے گا کہ اسے کس انداز میں بات کرنی ہے۔
''کیا ہو رہا ہے؟''....اور واقعی دوسری طرف بلیک زیرو کا لہجہ یکلخت بدل گیا تھا۔

سر!.... بارات آئی ہے اور میں دولہا بن کر جا رہا ہوں۔ مس جولیا کا اصرار ہے سر.. اب دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ ویسے مس جولیا بھی آج پوری طرح تیار ہے۔''.... عمران نے ایک طرف کھڑے صفدر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو؟... کیا جولیا تمہارے فلیٹ میں ہے؟''.... بلیک زیرو کی غصے سے بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

''سس۔ سر!... غلط فہمی کی ضرورت نہیں سر... پہلے بھی دلربا کی وجہ سے بڑی غلط فہمی ہو گئی تھی... مس جولیا ہی نہیں پوری سیکرٹ سروس ہی موجود ہے سر''.... عمران نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ!... تم اب ضرورت سے زیادہ سر چڑھتے جا رہے ہو۔ تمہیں اب یہ بھی تمیز نہیں رہی کہ تم کس سے بات کر رہے ہو۔؟ تمہیں سزا دینی ہی پڑے گی۔''.... ایکسٹو نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کی غصیلی آواز سنتے ہی کمرے میں موجود باقی ممبران کے چہرے زرد پڑ گئے۔ انہوں نے ایکسٹو کو اتنے غصے میں کبھی نہ دیکھا تھا۔

''مم۔ مم۔ معافی چاہتا ہوں سر... میں تو صرف غلط فہمی دور کر رہا تھا سر.... ویری سوری سر''.. عمران نے یکلخت انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر نمایاں ہو گیا تھا۔

''یہ میں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں تمہیں.. میرے ساتھ بات کرتے ہوئے ہوش میں رہا کرو.. ورنہ کسی روز خارش زدہ کتے کی طرح سڑکوں پر ٹیاؤں ٹیاؤں کرتے پھر رہے ہو گے۔ سمجھے،

ایکسٹو کا لہجہ بے پناہ سرد تھا۔

''ب۔ ب۔ بہت بہتر سر.. مگر سر خارش زدہ کتا ٹیاؤں ٹیاؤں نہیں کرتا... چیاؤں چیاؤں کرتا ہے سر... مم... میرا مطلب ہے زبان کی اصلاح ہونی چاہیے سر''.... عمران نے لڑکھڑائے ہوئے لہجے میں

جواب دیا۔ لیکن بات کرنے سے پھر بھی وہ باز نہ رہا تھا۔

''رسیور جولیا کو دو''۔ ایکسٹو نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''مم۔ مم۔ مگر سر۔ ٹیاؤں ٹیاؤں والی غلطی...'' عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں رسیور جولیا کو دو''.... ایکسٹو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران نے یوں بوکھلا کر رسیور جولیا کے ہاتھ میں پکڑا دیا جیسے رسیور میں اچانک کرنٹ دوڑنے لگا ہو۔

''یس سر... جج... جولیا سپیکنگ''.... جولیا جو قریب کھڑی تھی بات کرنے سے پہلے ہی ایکسٹو کے غصے کی وجہ سے لڑکھڑانے لگی۔

''تم لوگ عمران کے فلیٹ میں کیوں آئے ہو؟''.... ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا۔

''سس۔ سر۔ ہم فارغ تھے۔ اس لئے سر۔ عمران صاحب سے دعوت کھانے کا پروگرام بن گیا.. اور اب ہم سب کافشن ہوٹل میں اس سے دعوت کھانے جا رہے تھے سر''.... جولیا نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

''میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ اس احمق سے زیادہ واسطہ نہ رکھا کرو... تم سیکرٹ سروس کے ممبر ہو... تمہارا اس سے زیادہ میل جول ٹھیک نہیں.. اگر اس سے کسی وقت کام لے لیا جاتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کی پوزیشن تمہارے برابر ہوگئی ہے۔ اسے اس کی حیثیت میں رکھا کرو''.... ایکسٹو نے بے حد سرد لہجے میں کہا۔

''بب۔ بب بہتر سر''.... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ عمران جو قریب ہی کھڑا تھا اس نے ایکسٹو کی بات سن کر سر جھکا لیا تھا جیسے اسے اپنی حیثیت کا احساس ہوگیا ہو۔

''اب تم پروگرام طے کر چکے ہو تو ٹھیک ہے... آج چلے جاؤ لیکن

آئندہ خیال رکھنا... مجھے تم سب کی عمران سے زیادہ بے تکلفی پسند نہیں... یہ احمق اپنی حیثیت بھول کر سر چڑھ جاتا ہے''... ایکسٹو نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیتے ہوئے کہا۔

''شش۔ شکریہ سر۔ مگر سر۔ فون سر۔ کس لئے''... جولیا کہہ تو بیٹھی لیکن بوکھلاہٹ میں اس سے بات مکمل نہ ہو سکی۔

''مجھے اطلاع ملی تھی کہ تم سب اچانک اپنے فلیٹوں سے غائب ہو گئے ہو۔ اس لئے میں نے عمران کو فون کیا تھا کہ شائد اسے تمہاری عدم موجودگی کا پتہ ہو''... ایکسٹو نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''سر!... چونکہ کوئی کیس نہ تھا۔۔ اس لئے ہم یہاں آ گئے سر''... جولیا نے جواب دیا۔

''کیس شروع ہونے سے پہلے کیا اخبار میں اشتہار دے جاتا ہے۔ کیس کسی بھی لمحے شروع ہو سکتا ہے... اس لئے آئندہ بغیر اطلاع دیئے اکٹھے غائب مت ہوا کرو۔ اب جاؤ''... ایکسٹو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور جولیا نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔ ایکسٹو نے اس کا سارا موڈ ہی چوپٹ کر دیا تھا۔ سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے جبکہ عمران سر جھکائے خاموش کھڑا تھا جیسے اس کے سر پر گھڑوں پانی انڈیل دیا گیا ہو۔

''صاحب آپ تو جاتے رہیں... میں دلربا کے ساتھ جا رہا ہوں... دروازہ بند کر لیں... اور ہاں!... رات کا کھانا آپ کسی تنور پر بیٹھ کر کھا لیں... ہم رات کا کھانا کسی اعلیٰ سے ہوٹل میں کھا کر ہی واپس آئیں گے''... دروازے پر سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور وہ سب سلیمان کی آواز سن کر چونک پڑے۔

سلیمان عمران جیسا ہی خوبصورت سوٹ پہنے کھڑا تھا اور اس کے ساتھ

دلربا تھی جس نے لباس بدل لیا تھا اور اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

"آؤ دلربا... یہ تو شائد رات تک اسی طرح کھڑے ایک دوسرے کی شکلیں دیکھتے رہیں گے... ہم تو چلیں"... سلیمان نے دلربا سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"اب کیا پروگرام ہے؟ کیا اب بھی سیکرٹ سروس کے ممبران مجھ جیسے احمق اور کم حیثیت آدمی سے دعوت کھانا پسند فرمائیں گے؟"... عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں جولیا اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرا تو سارا موڈ ہی چوپٹ ہو گیا ہے... میرے خیال میں اب واپس اپنے فلیٹ پر چلا جائے... جی ہی نہیں چاہ رہا کہیں جانے کو"... جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے... باس نے ٹھیک ہی تو کہا ہے۔"... تنویر نے باقی ممبران سے ہٹ کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جولیا اسے یوں گھورنے لگی جیسے ابھی کچا چبا جائے گی لیکن اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"ٹھیک ہے جولیا!... واقعی موڈ آف ہو گیا ہے۔ میرے خیال میں واپس چلا جائے۔"... صفدر نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"سنو!... پہلے تم مجھ سے زبردستی دعوت کھا رہے تھے۔ اب میں زبردستی تمہیں دعوت کھلاؤں گا... اور ایک بات بتا دوں۔ تنویر! تم ذرا اپنے کان بند کر لو۔ ورنہ تمہارا آدھا خون جل جائے گا۔ ایکسٹو کا تبادلہ ہو رہا ہے اسی لئے بے چارہ آپے سے باہر ہو رہا ہے اس کا قصور نہیں ہے۔"... عمران نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"تبادلہ ہو رہا ہے۔ ایکسٹو کا... کیا مطلب؟"... جولیا سمیت سب

ہی عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے وہ سب کچھ بھول کر حیرت سے عمران کو دیکھ رہے تھے ان کا انداز ایسا تھا جیسے اب وہ بھی عمران کی دماغی صحت کو مشکوک سمجھنے لگ گئے ہوں۔

''ہاں!... مجھے سر سلطان نے بتایا تھا... تمہارے ایکسٹو کو ملٹری انٹیلی جنس کا سربراہ بنایا جا رہا ہے... اور ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ کو ایکسٹو... تمہارا چیف... وہ ویسے میرا یار ہے۔ پھر میں دیکھوں گا کہ تنویر کی بطور ممبر سیکرٹ سروس کیا حیثیت ہے... اور میری حیثیت کیا ہو گی''... عمران نے کہا۔

''نہیں... ایسا ہونا ناممکن ہے۔'' .... جولیا نے بے اختیار ہو کر کہا۔

''ناممکن کیوں ہے؟ آخر سرکاری آدمی ہے... تبادلہ کیوں نہیں ہو سکتا... بھئی حکومت کی مرضی... جیسا چاہے کرے۔'' عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ!... یہ تو انتہائی غلط فیصلہ ہے... ہم تو استعفٰی دے دیں گے... ہم کسی کرنل شاہ کے ماتحت نہیں کر سکتے... یہ ہمارا فیصلہ ہے۔''.... جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''دے دو... حکومت کو کیا فرق پڑتا ہے۔ وہ مجھے نہیں تو سلیمان۔ جوزف۔ جوانا۔ ٹائیگر وغیرہ کو سیکرٹ سروس کا ممبر بنا دے گی۔''.... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں جواب دیا۔

''بکواس... سراسر بکواس.... میں نہیں مان سکتی.... یہ تم جل کر انتقامی طور پر ایسا کہہ رہے ہو۔''.... جولیا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں... یقین نہ آئے تو سر سلطان سے تصدیق کرا دوں... اور ایک بات اور بھی بتا دوں... میں چاہوں تو یہ تبادلہ رک سکتا ہے... لیکن مجھے کیا ضرورت ہے کہ اس تک چڑھتے کے

لئے کوشش کرنے کی... میری طرف سے کل کا جاتا آج چلا جائے... خس کم سیکرٹ سروس پاک۔“ ...عمران نے کہا اور سب ممبران حیرت بھرے انداز میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ یہ ایک ایسی بات تھی جس کا کبھی ان کے ذہنوں میں تصور بھی نہ آیا تھا کہ ایکسٹو کا بھی تبادلہ ہو سکتا ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لے سکتا ہے۔

”چلو کرا لو تصدیق... اگر واقعی یہ بات سچ ہے تو پھر کم از کم میں تو ابھی اور اسی وقت استعفے دے دوں گی... پھر سیکرٹ سروس میں رہنے کی بجائے گھاس کھودنا زیادہ پسند کروں گی۔“ جولیا نے انتہائی جذباتی انداز میں کہا۔

”نہیں... تمہیں گھاس کھودنے کی کیا ضرورت ہے... یہ کام تو تنویر کرے گا... تم شادی کر کے بچے وچے پالتی رہنا۔ اور رات کو TV پر شادی بیاہ ٹائپ کے گھریلو اور اصلاحی ڈرامے دیکھ دیکھ کر اپنا اور اپنے خاوند کا جی بہلاتی رہنا“ ...عمران نے کہا۔

”بکواس مت کرو... سر سلطان کو فون کرو... یہ بات ابھی طے ہو جانی چاہیے... ابھی اور اسی وقت۔“ ...جولیا نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھالیا۔

”میں خود بات کرتی ہوں سر سلطان سے“ ....جولیا نے کہا۔

”ارے ارے یہ غضب نہ کرنا... ورنہ ٹاپ سیکرٹ سرکاری راز افشا کرنے پر مجھے جیل جانا پڑے گا۔ ٹھہرو! میں خود طریقے سے بات کرتا ہوں“ .... عمران نے جلدی سے اس کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جلدی سے سر سلطان کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

”پی اے ٹو سیکرٹری فارن منسٹری“ ...رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں پی اے صاحب!...ذرا سیکرٹری فارن منسٹری سے بات تو کراؤ...شائد ان کی شارٹ ہینڈ اور ٹائپ کی سپیڈ اچھی ہو تو میں انہیں اپنا سیکرٹری رکھ لوں''....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ عمران صاحب!... آپ ایک لمحہ ہولڈ کیجئے۔''...دوسری طرف سے پی اے کی ہنسی آمیز آواز سنائی دی۔

''یس...سلطان سپیکنگ''....چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز رسیور پر ابھری۔

''سر سلطان صاحب!...اس وقت میرے فلیٹ میں بھوک ہڑتال ہو رہی ہے...سیکرٹ سروس کے تمام ممبر زا کٹھے ہیں۔ وہ ایکسٹو کے تبادلے کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں...ان کا کہنا ہے کہ اگر یہ تبادلہ نہ روکا گیا...اور ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل شاہ کو ایکسٹو بنایا گیا تو وہ استعفے دے دیں گے...وہ کام نہیں کریں گے...میں نے انہیں بڑا سمجھایا ہے کہ سرکاری آدمیوں کے تبادلے ہوتے ہی رہتے ہیں... لیکن وہ مانتے ہی نہیں۔ اب آپ خود ہی ان سے بات کرلیں...یہ مس جولیا بات کریں گی آپ سے۔''....عمران نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور رسیور قریب کھڑی جولیا کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔ اس کی آنکھوں میں شرارت کی چمک نمایاں تھی۔

میں جولیا بول رہی ہوں جناب!....کیا عمران صاحب کی بات سچ ہے جناب!...ہمیں تو یقین نہیں آ رہا جناب''...جولیا نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

''یقین کیوں نہیں آ رہا''....سر سلطان نے سرد لہجے میں کہا ظاہر ہے سر سلطان اب اتنے احمق نہ تھے کہ عمران کا اشارہ نہ سمجھ سکتے۔

''ج۔جی۔جی۔میرا مطلب ہے ایکسٹو کا تبادلہ۔سر یہ کیسے ممکن

ہے۔''.....جولیا نے بوکھلاتے ہوئے جواب دیا۔ظاہر ہے اب اس کے پاس کوئی معقول بات تو نہ تھی صرف جذباتی لگاؤ کی وجہ سے وہ ایسا کہہ رہی تھی۔

''کیوں ممکن نہیں ہے...سب کچھ ممکن ہے۔''...سر سلطان نے جواب دیا وہ شائد جان بوجھ کر لمبی بات نہ کرنا چاہتے تھے۔کیونکہ انہیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ عمران نے اچانک کیا چکر چلا دیا ہے۔

''اگر یہ سچ ہے سر...تو پھر ہم استعفےٰ دے دیں گے۔ہم کسی اور کی سربراہی میں کام نہیں کر سکتے۔''...جولیا نے یکلخت لہجے کو سخت کرتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارا ذاتی فعل ہوگا...تو سکتا ہے تمہارے استعفے قبول کر لئے جائیں...یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نہ کیا جائیں۔اس وقت کچھ نہیں کہا جا سکتا۔رسیور عمران کو دو۔''...سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر!...عمران صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر وہ چاہیں تو یہ تبادلہ رک سکتا ہے۔''.....جولیا نے اچانک عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں...یہ تبادلہ میرے آرڈر سے تو نہیں ہو رہا کہ میں عمران کے کہنے پر اسے بدل دوں...یہ تو صدر مملکت کا اختیار ہے۔ویسے اتنا میں جانتا ہوں کہ عمران کے صدر مملکت سے مجھ سے زیادہ قریبی تعلقات ہیں۔۔۔اس شیطان کی وہ اتنی عزت کرتے ہیں کہ بعض اوقات مجھے بھی اس پر رشک آنے لگتا ہے۔''.....سر سلطان نے جواب دیا اور جولیا نے سر ہلاتے ہوئے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''سر سلطان صاحب!... آپ واقعی سر ہیں...بہت بہت شکریہ''.....عمران نے جلدی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

سب ممبران کے چہرے بری طرح لٹک گئے تھے۔اب تو انہیں یقین آ گیا تھا۔ظاہر ہے سر سلطان جیسے ذمہ دار آدمی تو غلط بات نہ کر سکتے تھے۔

''عمران!... تمہیں یہ تبادلہ رکوانا ہوگا... ہر قیمت پر... ہر حالت میں'' .....جولیا نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''ہر قیمت کا کیا مطلب؟''....عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''سنو!... ہم تمہاری ہر شرط منظور کر سکتے ہیں... بہر حال یہ تبادلہ ہر صورت میں رکنا چاہیے۔''جولیا نے پیر پٹختے ہوئے کہا۔

''ہاں عمران صاحب!... مس جولیا درست کہہ رہی ہیں۔آپ کو حکومت کا یہ احمقانہ فعل رکوانا ہوگا''....صفدر نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''پہلے تنویر سے تو پوچھ لو...اس کا سکوپ بن رہا ہے۔''....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر مس جولیا استعفٰی دے گی تو پھر میں بھی استعفٰی دے دوں گا۔'' تنویر نے دوسرے پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''کمال ہے....وہ چوہا سب پر رعب بھی جھاڑتا رہتا ہے اس کے باوجود تم سب اصرار کر رہے ہو...لیکن اس نے میری بے عزتی کی ہے..اگر وہ مجھ سے تم سب کے سامنے معافی مانگ لے تو میرا وعدہ ہے کہ اس کا تبادلہ رک جائے گا۔''....عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ایکسٹو تم سے معافی مانگے....وہ کٹ تو سکتا ہے جھک نہیں سکتا۔''....کیپٹن شکیل جواب تک خاموش کھڑا تھا اچانک بول پڑا۔

''اس کی جگہ میں تم سے معافی مانگتی ہوں..عمران پلیز...میری خاطر''

.....جولیا نے اچانک عمران کے سامنے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی بے حد جذباتی ہو رہی تھی۔

''ارے ارے... اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ ایکسٹو تو کیا۔ میں اس کے والد شریف کا تبادلہ بھی رکوا دوں گا۔ یہ کوئی بات ہے کہ جولیا کہے اور کام نہ ہو۔'' عمران نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

جولیا اور سب ساتھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگے کہ آخر یہ شخص ہے کیا بلا۔ جو ایکسٹو سے تو جھاڑیں کھا لیتا ہے۔ لیکن تعلقات اتنے زیادہ رکھتا ہے کہ اسی ایکسٹو کا تبادلہ رکوانے کے لئے صدر مملکت کو اس طرح ٹیلیفون کر سکتا ہے جیسے وہ صدر مملکت نہ ہوں، اس کے لنگوٹیے ہوں کہ جب چاہا نمبر گھما کر بات کر لی۔ ظاہر ہے ان کے خیال کے مطابق عمران صدر مملکت ہی سے تبادلہ رکوانے کی بات کرنے والا تھا۔

''یس۔ پی اے ٹو سیکرٹری فارن منسٹری''.....رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بار پھر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی اور اس بار جولیا سمیت سب لوگ چونک پڑے۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ جلدی سے سر سلطان سے بات کراؤ.....فوراً'' عمران نے اس بار پی اے سے مذاق کرنے کی بجائے اس قدر تحکمانہ لہجے میں کہا کہ سر سلطان نے بھی کبھی ایسے لہجے میں اپنے پی اے سے بات نہ کی ہو گی۔

''اوہ۔ یس سر۔ ہولڈ کیجئے۔''.....دوسری طرف سے پی اے نے بھی مودبانہ لہجے میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں..اب کیا بات ہے...میں مصروف آدمی ہوں...تمہاری طرح فارغ نہیں ہوں۔'' اس بار سر سلطان اس پر

چڑھ دوڑے۔ ظاہر ہے پی اے نے انہیں بتا دیا ہوگا کہ عمران کا فون ہے۔

"آپ اپنی مصروفیت کی تنخواہ لیتے ہیں جناب!....اس لئے آپ کو مصروف رہنا چاہیے...ویسے بھی مصروف آدمی کا دماغ شیطان کا کارخانہ...نہیں بن سکتا۔"....عمران نے جان بوجھ کر وقفہ دے کر بات کی اور سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم سے تو جھگڑا ابھی نہیں کیا جا سکتا...بہرحال اب کیا سلسلہ ہے۔ بولو"...سر سلطان نے کہا۔

"وہ میں نے ایک غلط فہمی دور کرانی تھی....میں نے آپ کو بتایا تھا کہ ایکسٹو کا تبادلہ ہو رہا ہے۔ وہ دراصل ایک مذاق تھا۔ اور آپ نے اسے سچ سمجھ کر بے چاری جولیا کو یقین دلا دیا۔ اب وہ اس وقت سے بیٹھی رو رہی ہے کہ۔۔۔ جب بلم سدھاریں گے پردیس تو...اس لئے اب آپ ہی اسے بتائیں کہ ایکسٹو کا تبادلہ اس جہان میں تو دوسری جگہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔البتہ دوسرے جہان کے تبادلے کو وقت آنے پر کوئی نہیں روک سکتا۔"....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا جو شائد اب ساری بات سمجھ گئی تھی غصے سے اس کے نتھنے پھولنے پچکنے لگ گئے تھے۔

"او۔تم۔تم نے مجھ سے بات بھی جڑ ڈالے....اور اب کہتے ہو کہ مذاق ہے۔"......جولیا غصے سے پھٹ پڑی۔

"سر سلطان سے بات کرو....میں تو کھڑے کھڑے تھک بھی گیا ہوں"...عمران نے جلدی سے رسیور جولیا کے ہاتھ میں تھمایا اور تیزی سے ہٹ کر صوفے پر جا بیٹھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی بچہ اپنی دلچسپ شرارت سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔

"مس جولیا"....دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''یس سر''...جولیا نے بڑی کوشش سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے سر سلطان کے سامنے تو وہ کوئی بات نہ کر سکتی تھی۔

''مس جولیا!...آئی ایم سوری کہ عمران نے مجھے درمیان میں ڈال کر تم سے مذاق کیا ہے.... اس نے خود ہی مجھے بتایا تھا کہ اس نے پریذیڈنٹ سیکریٹریٹ سے خبر سنی ہے کہ ایکسٹو کا تبادلہ کیا جا رہا ہے میں اس بات پر حیران تو ہوا تھا...لیکن میں نے کچھ زیادہ خیال نہ کیا کہ جو ہو گا بہر حال سامنے آ جائے گا...اور اب وہ خود ہی کہہ رہا ہے کہ خبر غلط تھی....مجھے افسوس ہے۔ میں آئندہ خیال رکھوں گا کہ یہ شیطان کم از کم مجھے استعمال نہ کر سکے۔''....سر سلطان نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کوئی بات نہیں سر...آپ کا شکریہ''....جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اب وہ سر سلطان سے کیا کہتی۔ ورنہ اس کا دل تو چاہ رہا تھا کہ اور کچھ نہیں تو یہی رسیور ہی سر سلطان کے سر پر مار دیتی۔

''او۔ کے....گڈ بائی۔''.....سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

جولیا نے جلدی سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر آنکھیں نکال کر عمران کی طرف لپکی۔

''یہ کیسا مذاق تھا...میں تمہاری کھوپڑی توڑ دوں گی۔''.....جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''ارے ارے دعوت تو کھا لو...وہ تو میں نے اس لئے سب کچھ کیا تھا تاکہ تم سب کا آف موڈ آن ہو جائے''...عمران نے خوف سے سمٹتے ہوئے کہا اور جولیا نہ چاہنے کے باوجود ہنس پڑی۔ وہ دل ہی دل میں اب بھی اپنے اس منظر پر ہنس رہی تھی جب وہ عمران کے

سامنے بڑے جذباتی انداز میں ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔

''ویسے ایک بات ہے مس جولیا!....عمران نے واقعی موڈ بدل دیا ہے....میرے خیال میں اب دعوت ہو ہی جائے''....صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اچھی دعوت ہے کہ یہاں سے نکلنے کا کوئی نام ہی نہیں لیتا''....تنویر نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ اسے شائد ایکسٹو کا تبادلہ نہ ہونے کا سن کر کوفت ہوئی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اسے ظاہر نہ کر سکتا تھا۔

''ہاں چلو....ورنہ یہ پھر کوئی نیا مسئلہ کھڑا کر دے گا''....جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''فکر نہ کرو....اب مسئلہ بیٹھا ہی رہے گا....کیوں تنویر! بیٹھے رہو گے ناں''....عمران نے مسکرا کر تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرے ساتھ بے تکلف ہونے کی ضرورت نہیں ہے''....تنویر نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اجی قبلہ آنجہانی ....اوہ سوری....ایں جہانی....جنت مکانی۔اوہ پھر غوطہ کھا گئی زبان۔فلیٹ مکانی...''عمران نے بے تکلف گفتگو شروع ہی کی تھی کہ اچانک جولیا نے آگے بڑھ کر اسے کان سے پکڑ لیا۔

''اب چلو...ورنہ یہاں سے کانٹی نینٹل ہوٹل تک جوتے مارتے لے جاؤں گی''....جولیا نے کہا۔

''ارے ارے...میرا کان...ارے عیب دار کی تو قربانی بھی جائز نہیں ہوتی...نکاح کیسے جائز ہو جائے گا''....عمران نے جلدی سے کہا اور پھر تیزی سے کان چھڑا کر اس نے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ لگا دی اور سب ممبرز جولیا سمیت ہنستے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔

گہری اندھیری رات میں مضافات کی طرف جانے والی نیم پختہ سڑک پر سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار بری طرح ہچکولے کھاتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان اور خوبصورت سی لڑکی بیٹھی بڑے ماہرانہ انداز میں کار کو کنٹرول کر رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں پر سیاہ رنگ کے دستانے تھے اور اس نے سیاہ رنگ کا انتہائی چست لباس پہن رکھا تھا لیکن اس کا چہرہ اندھیرے کے باوجود چمک رہا تھا اور کار کے ہچکولوں کی وجہ سے اس کے خوبصورت انداز میں تراشیدہ بال بار بار بکھر جاتے جنہیں وہ ایک ہاتھ سے سنوار لیتی۔ ساتھ والے سیٹ پر ایک لمبے قد اور خاصے چوڑے جسم والا ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔ پچھلی نشست پر دو لمبے تڑنگے نوجوان بیٹھے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور ان کے بیٹھنے کا انداز خاصا مودبانہ تھا۔

''کیا خیال ہے۔ باس نے آج ہنگامی میٹنگ کیوں طلب کی ہو گی''۔۔۔اچانک لڑکی نے پاس بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کوئی خیال سوچنے کی ضرورت نہیں ہے مس شیری!۔۔۔ہمارا کام صرف عمل کرنا ہے اور بس۔۔۔سوچنا باس کا کام ہے''۔۔۔ادھیڑ عمر آدمی نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔۔۔ہمیں سوچنے کا حق کیوں نہیں۔۔۔آخر ہم بھی ڈارک کلب کے ممبر ہیں''۔۔۔لڑکی نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔۔۔پھر سوچتی رہو۔۔۔مجھ سے کیوں پوچھتی ہو؟''۔۔۔ادھیڑ عمر نے بدستور سرد لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے بارٹن!۔۔۔آج تم ضرورت سے زیادہ ہی فرمانبردار

بننے کی کوشش کر رہے ہو"۔۔۔لڑکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
"میں پہلے کب کم فرمانبردار رہا ہوں۔۔۔میں صرف اپنے کام سے کام رکھنے کا عادی ہوں"۔۔۔ادھیڑ عمر نے جس کا نام بارٹن تھا جواب دیتے ہوئے کہا۔اور لڑکی خاموش ہوگئی۔
کار سڑک پر اچھلتی کودتی آگے بڑھتی جارہی تھی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی لڑکی نے کار کی رفتار کم کر دی۔سڑک کے دائیں طرف اندھیرے میں ایک کار کا ہیولہ نظر آرہا تھا۔کار کی پچھلی چھوٹی بتیاں روشن تھیں۔البتہ اندر اندھیرا تھا۔
"لڑکی نے کار اس کے قریب جا کر روک دی تو پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد تیزی سے دروازہ کھول کر باہر نکلے اور وہ پہلے سے موجود کار کی طرف بڑھ گئے۔انہوں نے کار کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولا اور یوں بیٹھ گئے جیسے انہوں نے اب تک کا سفر اسی کار میں بیٹھنے کے لئے کیا ہو۔ان کے اندر بیٹھتے ہی ایک طرف سے ایک نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اندھیرے سے نمودار ہوا اور سیدھا اس لڑکی کی طرف آیا۔
"کیا رپورٹ ہے جیری؟"۔۔۔لڑکی نے اس کے قریب آتے ہی کہا۔
"او۔کے"۔۔۔۔جیری نے جھک کر قدرے مودبانہ انداز میں جواب دیا۔البتہ اس کی تیز نظریں کار کے اندرونی حصے کا جائزہ لے رہی تھیں۔
"اگر او۔کے ہے تو پھر یہاں کار روکنے کی کیا ضرورت تھی؟"
اس بار بارٹن نے کہا۔
"بس میں ڈرائیونگ کرتے کرتے تھک گیا تھا"۔۔۔جیری نے جواب دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر وہ دوسری کار کی طرف بڑھ گیا اس نے پچھلی نشست پر بیٹھے ہوئے دونوں افراد کا باہر آنے کا اشارہ کیا اور

دونوں ایک بار پھر دوسری کار سے نکل کر واپس شیری والی کار کی پچھلی نشست پر بیٹھ گئے اور شیری نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔ جیری اب پھر اندھیرے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

''اس نے چیکنگ کا خوب انتظام کیا ہے۔ مجھے باس کی یہی باتیں پسند ہیں... ہر بار نیا ہی انداز ہوتا ہے... اب بھلا غیر متعلق آدمی اس چیکنگ کو کیسے ڈاج دے سکتا ہے۔''... شیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بارٹن نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ وہ شائد ضرورت سے زیادہ الفاظ بھی منہ سے نکالنے میں محتاط رہتا تھا۔

کار آگے بڑھتی گئی اور پھر انہیں دور ایک چھوٹی سی پہاڑی کے اوپر موجود ایک پرانی سی قلعہ نما عمارت نظر آنے لگ گئی۔ عمارت مکمل اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ البتہ اس کا وسیع و عریض ہیولہ ضرور یہ بتا رہا تھا کہ عمارت خاصی وسیع و عریض ہے۔

''نجانے کس نے یہ شاندار عمارت کنگن پیلس بنوائی ہوگی۔ مجھے یہ عمارت بے حد پسند ہے۔ انتہائی شاندار اور باوقار''... شیری نے ایک بار پھر بارٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں!... خاصی شاندار عمارت ہے۔''... بارٹن نے مختصراً سا جواب دیا۔

''اوہ! ... تم سے تو بات کرنا ہی حماقت ہے... تم جیسا بور آدمی میں نے پوری زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔''... شیری اس کے انداز سے چڑ سی گئی۔

''مس شیری!... میں زبان ہلانے کی بجائے ہاتھ ہلانے کا زیادہ عادی ہوں۔''... بارٹن نے تلخ سے لہجے میں کہا اور شیری خاموش ہو گئی۔

کار اب تیزی سے اس شاندار عمارت کے پھاٹک کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ یہ کلنٹن پیلس تھا جس کی ایک تاریخی حیثیت تھی۔
کار پھاٹک کے سامنے جا کر رک گئی۔ لکڑی کا بنا ہوا بڑا سا دروازہ بند تھا اور دروازے سے باہر لگی ہوئی موٹی سی فولادی زنجیر میں ایک بڑا سا تالا لٹک رہا تھا۔ اتنا بڑا تالا جیسے کسی زمانے میں بنک کے سٹرانگ روم کو لگایا جاتا ہے۔
شیری نے کار رکتے ہی ڈیش بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک تھا جس کے ساتھ لچھے دار تار ڈیش بورڈ تک منسلک تھا۔
''شیری سپیکنگ باس...اوور''.... شیری نے مودبانہ لہجے میں کہا۔
''یس۔ کوڈ بتاؤ۔ اوور''.... ڈیش بورڈ سے ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔
''ڈارک کلب۔ اوور''.... شیری نے اسی طرح مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
''تمہارے ساتھ کون ہے؟...اوور''... دوسری طرف سے کہا گیا۔
''بارٹن ہے جناب۔ اوور''.... شیری نے جواب دیا۔
''مائیک اسے دو۔ اوور''.... دوسری طرف سے کہا گیا اور شیری نے مائیک بارٹن کی طرف بڑھا دیا۔
''یس... بارٹن سپیکنگ باس۔ اوور''.... بارٹن نے بھی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔
''پرسنل کوڈ دوہراؤ۔ اوور''.... باس کی سرد آواز سنائی دی۔
''ڈارک کلب نمبر تھری۔ اوور''.... بارٹن نے جواب دیا۔
''اوکے!...میں گیٹ کھول رہا ہوں...ڈارک روم میں آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل''.... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا۔
بارٹن نے طویل سانس لیتے ہوئے مائیک شیری کو واپس دے دیا جس نے اسے ڈیش بورڈ کے نچلے حصے میں اٹکا دیا۔
چند لمحوں بعد بڑا سا گیٹ درمیان سے کھلتا چلا گیا اور اس وقت دیکھنے والے کو اسی زنجیر اور تالے کی ساخت کا پتہ چل سکتا تھا۔ کیونکہ گیٹ کھلتے وقت زنجیر کا ایک حصہ اسی طرح دروازے کے ساتھ جڑا ہوا ایک پٹ کے ساتھ اور زنجیر کا دوسرا حصہ اور تالا دوسرے پٹ کے ساتھ منسلک رہ گیا تھا۔ اندر وسیع و عریض لان تھا۔ شیری نے کار آگے بڑھائی اور لان میں سے گذرتی ہوئی وہ سیدھی پورچ میں جا کر رک گئی۔
عمارت کا لان خشک اور ویران تھا۔ البتہ سوکھی ہوئی گھاس ہر طرف سر اٹھائے نظر آ رہی تھی۔ لان کی حالت دیکھ کر کوئی یہ اندازہ نہ لگا سکتا تھا کہ اس عمارت کے اندر بھی کوئی ذی روح موجود ہو سکتا ہے۔ کار رکتے ہی شیری اور بارٹن تیزی سے نیچے اترے۔ جبکہ پیچھے بیٹھا ہوا ایک نوجوان باہر آ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور کار ذرا سی بیک ہو کر تیزی سے دائیں طرف جاتی ہوئی بجری کی سڑک پر بڑھ کر اندھیرے میں غائب ہو گئی۔ اب پورچ پہلے کی طرح سنسان اور ویران نظر آنے لگا۔ شیری اور بارٹن کو معلوم تھا کہ کار عمارت کے پیچھے بنے ہوئے خفیہ گیراج میں پہنچ جائے گی۔
چنانچہ وہ دونوں تیزی سے مڑے اور عمارت کے اندر داخل ہو گئے سامنے موجود ایک راہداری کو کراس کرتے ہوئے وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے۔ کمرے میں پرانی طرز کا فرنیچر موجود تھا جس پر بے پناہ گرد جمی ہوئی تھی۔ شیری نے جلدی سے آگے بڑھ کر ایک دیوار کی جڑ پر زور سے پیر مارا اور دیوار درمیان سے پھٹتی چلی گئی۔ اب

نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف نظر آ رہی تھیں۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے نیچے اترتے چلے گئے۔
تقریباً بیس سیڑھیاں اترنے کے بعد ان کے سامنے ایک دیوار اور آگئی۔ وہ دونوں اس دیوار کے سامنے خاموش کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد دیوار ایک سائیڈ میں ہوگئی اور وہ دونوں ایک طویل سانس لیتے ہوئے اندر داخل ہو گئے۔
یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس کے درمیان میں ایک بڑی سی میز کے گرد چار افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ جبکہ تین کرسیاں خالی تھیں۔
''ہیلو۔ ہیلو''.... شیری اور بارٹن نے اندر داخل ہوتے ہوئے زور سے ہاتھ ہلاتے ہوئے کہا اور کرسیوں پر بیٹھتے ہوئے چاروں افراد نے بھی جواب میں ہاتھ ہلا کر انہیں ہیلو کہا اور وہ دونوں ان چاروں کے ساتھ موجود دو خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اب صرف درمیان میں رکھی ہوئی ایک کرسی خالی تھی۔ پہلے سے بیٹھے ہوئے چار افراد میں بھی ایک نوجوان عورت اور تین مرد تھے جن میں سے دو تو خاصے سڈول اور بھاری جسم کے مالک تھے۔ جب کہ ایک سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبے قد کا تھا۔
''کیسی ہو سمکا؟''.... شیری نے پہلے سے بیٹھی ہوئی نوجوان لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔
''او ویس۔ تھینک یو شیری۔ تم سناؤ۔ بارٹن نے بور تو بہت کیا ہو گا۔''.... سمکا نے ہنستے ہوئے کہا۔
''بور... خدا کی پناہ... بارٹن سے تو بات کرنا اپنی جان جلانے کے برابر ہے۔''.... شیری نے مسکرا کر بارٹن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بارٹن صرف مسکرا کر رہ گیا۔
''مس شیری!... آپ بھی تو بارٹن کے ساتھ ہی آنا پسند کرتی ہیں...

کبھی ہمیں بھی اپنا ہمسفر ہونے کا اعزاز بخشیں تو آپ کو پتہ چلے کہ سفر کیسا پر لطف گزرتا ہے۔''... ایک نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا۔

''یہ تو سمکا ہی بتا سکتی ہے۔۔۔وہ یقیناً تمہارے ساتھ آئی ہوگی۔''... شیری نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔

''جیکمی درست کہہ رہا ہے شیری ... یہ ہنسا ہنسا کر پاگل کر دیتا ہے۔'' ....سمکا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور شیری اور جیکمی دونوں ہنس پڑے۔

''صرف ہنساتا ہی رہتا ہے سمکا...اوہ...پھر تو یہ بدذوق ہوا''... ایک اور گنجے ہوئے نوجوان نے زبان کھولی۔

''خدا کی پناہ جاکی!.... تمہارے ذہن پر تو لڑکی کو پاس بیٹھے دیکھ کر بھوت سوار ہو جاتا ہے۔''...سمکا نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا اور نوجوان جاکی جھینپ کر کھسیانی ہنسی ہنس کر رہ گیا۔

''یہ دونوں ہی بدذوق واقع ہوئے ہیں مس سمکا...کبھی میرے ساتھ سفر کیجئے۔میں آپ کو بھرپور عزت دونگا۔''....دبلے پتلے نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور شاندار بے عزتی بھی سام کے ہاتھوں ہی وقوع پذیر ہوگی۔''.... شیری نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب ہی ہنس پڑے۔ اسی لمحے دیوار ایک بار پھر درمیان سے ہٹی اور ایک لمبے تڑنگے جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔وہ سر سے بالکل گنجا تھا اور چہرے پر سختی اور خشونت کے آثار نمایاں تھے۔اس نے بھی سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔اس کو اندر آتے دیکھ کر وہ سب خاموش ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔

''بیٹھو''.....آنے والے نے سرد لہجے میں کہا۔یہ چیف باس تھا۔ اس نے درمیانی خالی کرسی سنبھال لی۔اور باقی سب بھی بیٹھ گئے ان

سب کی نظریں باس پر جمی ہوئی تھی جس کی سانپ جیسی کرنجی آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔

''ڈارک کلب کو ایک اہم مشن درپیش ہے...اس لئے ٹاپ ممبرز کی یہ ہنگامی میٹنگ طلب کی گئی ہے۔''...گنجے چیف باس نے کرسی پر بیٹھتے ہی سپاٹ لہجے میں کہا۔

''وہ کیا مشن ہے باس!...وضاحت کریں۔''...سام نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

''ایشیا کا ایک ملک ہے ساگالینڈ...اس کی ایک انتہائی خطرناک شخصیت کرنل فریدی کے قتل کا مشن ہمیں سونپا گیا ہے۔''...چیف باس نے کہا۔

''کرنل فریدی۔کیا یہ ساگالینڈ کا سربراہ ہے؟''...ممکا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''نہیں۔وہ ساگالینڈ کی ایک خصوصی سا کاری تنظیم بلیک فورس کا سربراہ ہے۔بلیک فورس کے کوڈ نام زیرو سروس اور بلیک سروس بھی ہیں۔بہرحال یہ ایک خاصی مضبوط اور فعال فورس ہے کرنل فریدی انتہائی ذہین۔سخت مزاج اور بے پناہ لڑاکا ہے۔پوری دنیا کے مجرم صرف دو ناموں سے الرجک رہتے ہیں۔ایک تو ساگالینڈ کا کرنل فریدی۔اور دوسرا پاکیشیا کا علی عمران۔۔ان دونوں نے نجانے کتنی بڑی بڑی تنظیموں کی گردنیں مروڑ دی ہیں۔پوری دنیا کے جرائم پیشہ افراد میں یہ بات مشہور ہے کہ ان دونوں میں سے کسی سے بھی جو تنظیم ٹکرائی وہ دوسرا سانس نہیں لے سکی۔اور اس کرنل فریدی کے قتل کا مشن ڈارک کلب کو سونپا گیا ہے۔''...چیف باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''باس!...یہ مشن پرائیوٹ ہے یا مقدس مشن ہے۔''...شیری نے

پوچھا۔

''یہ مقدس مشن ہے۔ جیوش آرگنائزیشن کا مشن۔''.... چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن باس!.... جیوش آرگنائزیشن کا کرنل فریدی سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟''.... جاکی نے پوچھا۔

''بظاہر تو کوئی تعلق نہیں.. لیکن تعلق پیدا ہو گیا ہے.... ساگالینڈ کے کرنل فریدی کو آرگنائزیشن کے خفیہ ہیڈکوارٹر کا علم ہو گیا ہے اور آپ ہم سب جانتے ہیں کہ اس کی سزا موت ہے۔۔۔ اس کے علاوہ یہ اطلاعات بھی ملی ہیں کہ کرنل فریدی اس ہیڈکوارٹر کی تباہی کے سلسلے میں کوئی اقدام کر رہا ہے۔ چنانچہ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی اسے سلسلے میں کوئی اقدام کرے۔ اسے قتل کر دیا جائے... اور یہ کرنل فریدی کی شخصیت کی اہمیت ہے کہ یہ مشن ڈارک کلب کے ذمہ لگایا گیا ہے۔''.... چیف باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے باس!... ہم سمجھ گئے... واقعی کرنل فریدی کا قتل ضروری ہے... اور ڈارک کلب کے لئے یہ مشن باعث مسرت ہوگا۔''... جیکی نے بڑے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''ہاں!... اسی لئے تو چیرمین نے اس مشن کو ڈارک کلب کے ذمہ لگایا ہے... ورنہ تنظیم کے اور بھی بے شمار کلب ہیں۔ لیکن چیرمین کو یقین ہے کہ کرنل فریدی ڈارک کلب سے بچ نہیں سکے گا۔''... چیف باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس!... ایک آدمی چاہے وہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، ہمارے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا... ہم اسے حقیر مچھر کی طرح مسل کر رکھ دیں گے... بس آپ ساگالینڈ چلنے کی تیاری کریں۔''... سام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس!... آپ نے ابھی کہا ہے کہ کرنل فریدی سرکاری تنظیم کا سربراہ ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر وہ جیوش آرگنائزیشن کے خلاف ذاتی حیثیت سے تو کام نہیں کرسکتا۔۔ اور جہاں تک مجھے معلوم ہے ساگالینڈ کے یہودیوں سے نہایت اچھے تعلقات ہیں۔ البتہ پاکیشیا ایک اسلامی ملک ہے وہ سرکاری طور پر جیوش آرگنائزیشن کے خلاف کام کرسکتا ہے۔ ان حالات میں کرنل فریدی کیوں جیوش آرگنائزیشن کے خلاف کام کرنا چاہتا ہے؟''... اچانک بارٹن نے کہا۔

''گڈ!... بارٹن تمہارا سوال اچھا ہے۔ میں نے بھی اس پہلو پر بات کی تھی۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ جیوش آرگنائزیشن نے اپنے مخصوص مقاصد کے لئے ساگالینڈ میں موجود یورینیم کی ایک کان سے خفیہ طور پر یورینیم نکال کر لے جانے کا منصوبہ بنایا تھا جس کا علم کرنل فریدی کو ہو گیا۔ جیوش آرگنائزیشن کی اس تنظیم سے ٹکرا کر کرنل فریدی نے اس کا خاتمہ کر دیا اور شائد اسی ذریعے سے جیوش آرگنائزیشن کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق بھی اسے پتہ چلا۔ چونکہ جیوش آرگنائزیشن بہت بڑی تنظیم ہے اس لئے ساگالینڈ کو خطرہ ہے کہ وہ دوبارہ کوشش کریں گے۔ اس خطرے کے سدباب کے لئے وہ جیوش آرگنائزیشن کو کوئی لمبی چوٹ پہنچانا چاہتے ہیں تاکہ جیوش آرگنائزیشن آئندہ ساگالینڈ کا رخ کرنے کا سوچ بھی نہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چونکہ کرنل فریدی مسلمان ہے اس لئے اس نے ذاتی طور پر جیوش آرگنائزیشن کے خلاف کوئی اقدام کرنے کا فیصلہ کیا ہو''..... چیف باس نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس!... آپ بس ساگالینڈ چلنے کی تیاری کریں''.... جاکی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''جسے آپ لوگ معمولی بات سمجھ رہے ہیں یہ معمولی بات نہیں ہے۔

بلکہ ہوسکتا ہے کہ یہ مشن ڈارک کلب کا سب سے کٹھن ۔اور ہنگامہ خیز مشن ثابت ہو۔کرنل فریدی انسان نہیں ، بدروح ہے اس کی ہزار آنکھیں اور کروڑ کان ہیں ۔۔۔اگر ہم کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کئے بغیر ساگالینڈ پہنچ گئے تو شائد ائیر پورٹ پر ہی ہمیں گھیر لیا جائے ۔اس لئے اس مشن کے لئے ہمیں انتہائی سوچ بچار کے بعد کوئی لائحہ عمل تیار کرنا پڑے گا۔ایسا لائحہ عمل جو ہمیں کامیابی سے ہمکنار کر سکے ۔''...

چیف باس نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

''باس !...مجھے حیرت ہے کہ آپ ڈارک کلب کے چیف ہو کر ایسی بات کر رہے ہیں ۔کرنل فریدی بدروح ہو، یا انسان ۔ڈارک کلب کا مقابلہ کہاں کر سکتا ہے ۔''...ہمکا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس بات کا علم تمہیں وہاں پہنچنے پر خود بخود ہو جائے گا۔فی الحال کوئی بات سمجھانا بیکار ہے ۔میں نے اس مشن کے لئے ایک لائحہ عمل تیار کیا ہے ۔آپ اسے دیکھ لیں ''...چیف باس نے کہا اور پھر جیب سے چند کاغذات نکال کر میز پر پھیلا دیئے اور سب ممبرزان کاغذات پر جھک گئے ۔

کیپٹن حمید نے آئینے پر تنقیدی نظریں ڈالیں ۔وہ اپنے لباس کو بڑی گہری نظروں سے چیک کر رہا تھا تا کہ کہیں لباس میں کسی خامی کی وجہ سے اس کی وجاہت میں فرق نہ پڑ جائے ۔آج ایک نئی خوبصورت لڑکی سے کیفے دلبہار میں ملاقات طے تھی اور کیپٹن حمید اسے ہر لحاظ سے مرعوب کر دینا چاہتا تھا۔لڑکی بے حد خوبصورت اور اس کے ساتھ ساتھ خاصی شوخ وشنگ بھی تھی ایک دعوت میں اس سے ملاقات ہوئی تو کیپٹن حمید اسے دیکھتے ہی ریجھ گیا اور پھر کیپٹن حمید نے اسے دوسرے روز کیفے میں ملاقات پر آمادہ کر ہی لیا۔یہی وجہ تھی کہ وہ

گذشتہ دو گھنٹوں سے تیاری کے چکر میں تھا۔ مسرت اس کے چہرے سے نمایاں تھی۔ اور آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی۔ یہ اس کی فطرت تھی کہ جب بھی اس کی ملاقات کسی نئی لڑکی سے ہوتی وہ اسی طرح لطف اندوز ہوتا تھا۔ پھر جیسے جیسے ملاقاتیں بڑھتی جاتیں، اس کی دلچسپیاں بھی اسی مناسبت سے کم ہوتی چلی جاتی تھیں اور یہ پہلی ملاقات تھی اس لئے وہ فطرت کے مطابق بیحد خوش تھا۔

''آج پتہ چلے گا شبلا کو کہ کیپٹن حمید اس کے خوابوں کا شہزادہ ہے یا نہیں۔ اگر رات کی نیندیں نہ اڑادوں تو نام بدل دونگا''۔۔۔ کیپٹن حمید نے مسرت بھرا انداز میں سیٹی بجاتے ہوئے کہا۔

''کیا نام رکھو گے؟''۔۔۔ اچانک دروازے سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور کیپٹن حمید تیزی سے مڑا۔

''آپ!۔۔۔ آپ تو کہیں گئے ہوئے تھے۔ پھر اچانک کہاں سے ٹپک پڑے''۔۔۔ کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسے دراصل خطرہ تھا کہ کرنل فریدی اس کا پروگرام نہ تباہ کردے۔

''مجھے جیسے ہی اطلاع ملی کہ کیپٹن حمید نے کوئی نیا شکار پھنسایا ہے، میں فوراً ہی واپس آ گیا۔ تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلے کہ کیپٹن حمید صاحب کے ذوق نے کہاں تک ترقی کی ہے''۔۔۔ کرنل فریدی نے اندر آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے شوخ سے لہجے میں کہا۔

''کیا گھٹیا زبان استعمال کر رہے ہیں آپ۔ نجانے کن لوگوں میں آپ کا اٹھنا بیٹھنا ہو گیا ہے کہ زبان ہی گندی ہو گئی ہے۔ شکار پھنسانا شرفا کی زبان ہے کیا''۔۔۔ کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اور کسی لڑکی کو محبت کا دھوکہ دینا تو شرفا کی ہی عمل ہے۔ بہرحال تم جو کچھ بھی کہو۔ آج میں تمہارے ساتھ چلوں گا''۔۔۔ کرنل فریدی نے

برا منائے بغیر مسکراتے ہوئے کہا۔
''میرے ساتھ!.....یہ کیسے ہوسکتا ہے...میں تو پاگل خانے جارہا ہوں۔''.....کیپٹن حمید نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
''اگر کیفے دلبہار پاگل خانہ ہے تو پھر ٹھیک ہے۔اچھی جگہ ہے۔''...کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔
''آپ کو یہ سب باتیں کس نے بتائی ہیں۔آخر یہ کون ذات شریف ہیں کہ جو میری مخبری کرتے رہتے ہیں۔''...کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''اگر قیامت کے دن انسان کے ہاتھ پاؤں اور زبان اس کے اعمال کی گواہی دے سکتے ہے۔تو پھر یہاں دنیا میں ایسا کیوں نہیں ہوسکتا۔تم نے کیفے دلبہار میں سیٹیں بک کرائیں ٹیلیفون پر۔ اورتمہاری تیاری اور چہرے پر پھیلا ہوا مسرت کا رنگ بتا رہا ہے کہ اس لڑکی شہلا سے تمہاری پہلی ملاقات ہے۔''...کرنل فریدی نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
''اوہ!...اب آپ کو اپنا نام شرلاک ہومز رکھ لینا چاہیے۔''...حمید نے جھینپتے ہوئے کہا۔
''چلو اب جلدی کرو۔تمہیں دیر ہورہی ہے۔ایسا نہ ہو کہ شہلا بور ہوکر چلی جائے۔''...کرنل فریدی نے کہا۔
''لیکن ایک بات کان کھول کر سن لیں۔آپ میرے ساتھ نہیں جائیں گے۔''...کیپٹن حمید نے پیشانی پر تیوریاں ڈالتے ہوئے کہا۔
''وہ کیوں۔میں تو بس وہاں بیٹھ کر تمہاری ایکٹنگ دیکھوں گا۔تمہاری زبان سے جھڑنے والے پھول گنوں گا۔''....کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''ہرگز نہیں...آپ کے وہاں بیٹھنے کے بعد ہمیں کون پوچھے گا۔

نجانے یہ لڑکیاں کس مٹی کی بنی ہوئی ہیں کہ آپ جیسے بور آدمی انہیں یکلخت پسند آجاتے ہیں۔''..... کیپٹن حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں نے تو فیصلہ کیا ہے کہ آج میں تمہارے ساتھ ضرور جاؤں گا۔ اگر تم مجھے ساتھ نہ لے گئے تو میں خود وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اگر اس کے بعد مجھے وہاں بیٹھنے سے کون روک سکتا ہے۔''..... کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اگر یہ بات ہے تو پھر یہ پروگرام ہی کینسل۔ میں شہلا سے بعد میں تو معذرت کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ کے ساتھ بیٹھ کر اس کے شکل دیکھنا بھی گوارا نہ کروں گا''..... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یوں کہو کہ میرے وہاں بیٹھنے کے بعد وہ تمہاری شکل دیکھنا گوارا نہ کرے گی۔''..... کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''آخر آپ کو میرے ساتھ کیا دشمنی ہے کہ آپ میرا پروگرام ختم کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔''..... کیپٹن حمید نے بے بسی سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ تم پروگرام ختم کرو..... تم خود ہی اسے کینسل کر رہے ہو..... میری طرف سے ابھی چلے چلو۔''..... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ رک نہیں سکتے۔''..... کیپٹن حمید نے کہا۔

''رک سکتا ہوں۔ بعد میں آجاؤں گا۔ اور سنو! اگر تم نہ گئے تو پھر میں خود چلا جاؤں گا۔ اور اسے جا کر کہوں گا کہ کیپٹن حمید کو تم سے زیادہ خوبصورت لڑکی مل گئی ہے اس لئے اس نے کہلا بھیجا ہے کہ تم اپنی شکل گم کرو۔''..... کرنل فریدی شائد آج کیپٹن حمید کو پوری طرح زچ کرنے پر تلا ہوا تھا۔

''اوہ! ....کیا مصیبت ہے... کس عذاب میں پھنس گیا ہوں یا اللہ!... کیا میرے لئے اس ساری دنیا میں یہی ہارڈ سٹون ہی رہ گیا تھا؟''

...کیپٹن حمید اب واقعی زچ ہو چکا تھا اور کرنل فریدی اس کے انداز پر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''اب بات ہوئی ناں ....چلو ٹھیک ہے۔ میں نہیں جاتا۔ تم چلے جاؤ۔''....کرنل فریدی نے کہا۔

''سچ کہہ رہے ہیں آپ...بعد میں آتو نہیں جائیں گے؟''....کیپٹن حمید نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''جب ایک مرتبہ کہہ دیا تو بس کہہ دیا۔ ویسے بھی مجھے تمہارے ذوق کا پتہ ہے۔ جسے تم فردوس کی حور اور پرستان کی شہزادی کہو گے۔ وہ ہو گی کوئی بھتنی چمارن۔ جس کے جسم پر یوڈی کلون کی پوری بوتل بھی بے اثر ہو گئی۔''...کرنل فریدی نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

''اوہ جان بچی سو لاکھوں پائے ....خواہ مخواہ نئی مصیبت کھڑی کر دی تھی۔''....کیپٹن حمید نے اطمینان کا طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف لپکا اور چند لمحوں بعد اس کی خوبصورت سپورٹس کار کوٹھی سے نکل کر تیزی سے کیفے دلبہار میں نہیں آئے گا۔ کیونکہ کرنل فریدی جو بات کہہ دے، وہ پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔

کیفے دلبہار کی پارکنگ میں کار روک کر کیپٹن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا ہال کی طرف بڑھ گیا۔ شیشے کا گھومنے والا دروازہ کراس کر کے وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا۔ اس کی نظریں تیزی سے ہال کا جائزہ لینے لگیں اور دوسرے لمحے اس کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔ شہلا ہال کے انتہائی کونے میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی نظریں بھی گیٹ پر جمی ہوئی

تھیں۔ کیپٹن حمید کو بھی اس نے شائد دیکھ لیا تھا اس لئے اس نے دور سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا۔ کیپٹن حمید تیز تیز قدم اٹھاتا شہلا کی طرف بڑھ گیا۔

''ہیلو کیپٹن!..... بہت وجیہہ اور سمارٹ لگ رہے ہو''..... شہلا نے پیار بھرے لہجے میں کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے کانوں میں شہد ٹپکا دیا ہو۔

''تعریف کا شکریہ مس شہلا!..... لیکن تمہاری تعریف کے لئے تو میرے پاس الفاظ ہی نہیں ہیں۔ خوبصورتی۔ دلکشی۔ حسن۔ قیامت۔ یہ سب الفاظ تمہارے حسن کا احاطہ نہیں کر سکتے''..... کیپٹن حمید نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور شہلا نے شرما کر منہ جھکا لیا اس کا چہرہ تعریف کے اس خوبصورت انداز پر گلنار ہو گیا تھا۔

''آپ تو شاعر ہیں... کس قدر خوبصورت الفاظ استعمال کرتے ہیں''... شہلا نے شرماتے ہوئے کہا۔

''میں صرف الفاظ کا ہی عادی نہیں ہوں۔ حسن کو عملی خراج تحسین بھی ادا کر سکتا ہوں۔ آیئے ساحل سمندر پر چلیں۔ کیا خیال ہے''..... کیپٹن حمید نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

''ساحل سمندر پر۔ اوہ ضرور۔ آج تو چودھویں ہے۔ سمندر کا حسن تو آج عروج پر ہوگا''..... شہلا کی آنکھیں خوابناک ہو گئیں اور کیپٹن حمید کی مسرت کے باعث باچھیں کانوں تک پہنچ گئیں اسے یقین نہ تھا کہ شہلا اتنی جلدی مان جائے گی۔

''شکریہ مس شہلا!..... ویسے چودھویں کا حسن صرف آپ کی وجہ سے دوبالا ہوگا۔ آپ کے بغیر تو چودھویں کی رات اندھیری ہی لگتی ہے''..... کیپٹن حمید نے ٹھیٹھ عاشقانہ انداز میں کہا۔ اور پھر اس نے

ویٹر کو بلایا۔ ویٹر چونکہ کیپٹن حمید کو اچھی طرح جانتے تھے اس لئے وہ اس وقت تک کیپٹن حمید کی میز کے قریب نہ آتے تھے جب تک انہیں وہ خود کال نہ کرتا۔

''یس کیپٹن''....ویٹر نے قریب آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔

''لائم جوس لاؤ''....کیپٹن حمید نے ویٹر سے کہا اور ویٹر سر ہلاتا واپس مڑ گیا۔

''آپ کیپٹن ہیں ....فوج میں ہیں آپ؟''....شبلا نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں مس شبلا!...میں اپنے محلے کی کرکٹ ٹیم کا کپتان ہوں۔''

....کیپٹن حمید نے ہنستے ہوئے کہا اور شبلا کی مترنم ہنسی سے ہال میں کانسی کی گھنٹیاں سی بج اٹھیں۔

ویٹر نے تھوڑی دیر بعد لائم جوس کے دو گلاس ان دونوں کے سامنے لا کر رکھے۔ اور وہ دونوں لائم جوس کی چسکیاں لینے لگے۔ شبلا کی آنکھوں میں سرخ ڈورے ابھرنے لگے تھے اور کیپٹن حمید دل ہی دل میں شبلا کی اس رومانیت پر ہنس رہا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ رومان زدہ لڑکی کیا سوچ رہی ہے۔ لیکن کیپٹن حمید کی فطرت تھی کہ وہ بس گفتار کا عادی تھا۔ خوبصورت لڑکیوں کی تعریف کرنا۔ ان کے ساتھ گھومنا پھرنا۔ انہیں محبت کا فریب دینا۔ بس اس کی تفریح یہیں تک محدود تھی۔

ویٹر کو ادائیگی کے بعد کیپٹن حمید، شبلا کو اپنی سپورٹس کار میں بٹھا کر ساحل سمندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

''آپ کی شخصیت کی طرح آپ کی گاڑی بھی بے حد شاندار ہے۔''

....شبلا نے کھلی چھت کی خوبصورت سپورٹس کار کو تحسین آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور ساتھی بھی کم حسین نہیں۔ کیوں شہلا!..... تمہیں شائد خود اپنے حسن کا احساس نہیں۔ کبھی میری نظروں سے خود کو آئینے میں دیکھو تو یقین کرو، رشک سے مر جاؤ۔'' ..... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور شہلا کا چہرہ اور بھی زیادہ گلنار ہو گیا۔ وہ اتنی میٹھی نظروں سے حمید کو دیکھنے لگی کہ حمید کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔ یہ شہلا کی سپردگی کی آخری منزل تھی اور حمید اس منزل سے خوف کھاتا تھا۔ اس نے فوراً ہی موضوع بدل دیا۔

''مس شہلا!..... نام تو آپ جانتے ہی ہیں۔ میرے ڈیڈی وزارت سرحدات میں انڈر سیکریٹری ہیں۔ پریتم داس ان کا نام ہے۔'' ..شہلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ! ..... تو آپ پریتم داس کی صاحبزادی ہیں... لیکن آپ اب تک کہاں چھپی رہیں۔ میں تو سینکڑوں بار آپ کے گھر گیا ہوں۔ آپ سے تو کبھی ملاقات نہیں ہوئی۔'' ..... کیپٹن حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

''آپ جانتے ہیں ڈیڈی کو؟'' ..... شہلا کا چہرہ یکلخت بدل گیا تھا۔ جیسے اس حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی محسوس ہونے لگا ہو۔

''ارے اس میں گھبرانے والی بات کونسی ہے۔ پریتم داس سے ہمارے بڑے پرانے تعلقات ہیں۔ تقریباً خاندانی تعلقات ہیں۔ لیکن آپ'' ..... کیپٹن حمید واقعی حیران تھا۔ کیونکہ کرنل فریدی کے ساتھ وہ ہزاروں بار پریتم داس انڈر سیکرٹری کے ہاں گیا تھا۔ کرنل فریدی کے اس سے بے حد اچھے تعلقات تھے۔ لیکن آج تک نہ ہی شہلا کی شکل وہاں نظر آئی تھی اور نہ ہی اس کا کہیں ذکر ہوا تھا۔

''میں اپنی ممانی کیساتھ گوا میں رہتی ہوں۔ ممانی بے اولاد ہیں۔ انہوں نے مجھے گود لے رکھا ہے۔ اور اب میں انہی کی بیٹی

ہوں۔“.... شہلا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔اس کے چہرے کا رنگ بحال ہو گیا تھا۔

”اوہ اچھا تو یہ بات ہے۔“... کیپٹن حمید نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

ساحل سمندر پر خاصا رش تھا۔کیپٹن حمید ایسی جگہیں جانتا تھا جہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہ ہو سکتا تھا۔وہ کار کو ایک سائیڈ پر ریت میں لے گیا۔

”آپ کہاں جارہے ہیں۔“....شہلا نے حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”گھبرایئے مت!....سمندر کا اصل حسن دکھانے لے جارہا ہوں۔“ ...حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور شہلا ہنس پڑی۔

کافی فاصلے پر ساحل کے ساتھ ساتھ بنے ہوئے خوبصورت کمرے نظر آنے لگ گئے۔یہ ہٹس تھے۔رومان پسند جوڑوں کیلئے۔ان ہٹس کو دیکھتے ہی شہلا کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

”ارے۔یہ تو بہت ہی خوبصورت جگہ ہے۔“....شہلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کار ایک سائیڈ میں روک دی۔ وہاں تین چار کاریں اور بھی موجود تھیں۔

”آؤ شہلا!....یہ مقام محبت ہے۔“....کیپٹن حمید نے شہلا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا اور وہ دونوں اس طرح چلتے ہوئے ہٹس کی طرف بڑھتے گئے۔

تمام ہٹس تاریک پڑے تھے حالانکہ کاروں کی موجودگی بتا رہی تھی کہ وہاں لوگ موجود ہوں گے۔لیکن حمید ان ہٹس کی اصل کارگزاری جانتا تھا اس لئے اسے تمام ہٹس میں تاریکی دیکھ کر حیرت نہ ہوئی البتہ

وہ چوکیدار کی تلاش میں ادھر ادھر نظریں گھمار ہا تھا۔لیکن چوکیدار کہیں نظر نہ آرہا تھا۔

ابھی وہ ہٹس کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک لمبا تڑنگا آدمی اندھیرے سے نکل کران کی طرف آیا۔اس نے پتلون اور شرٹ پہن رکھی تھی۔

''ہٹ چاہیے صاحب؟''.....اس آدمی نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں!...لیکن وہ چوکیدار؟''...حمید نے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ میرا چچا ہے۔وہ بیمار ہے۔اس کی جگہ میں ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ آیئے میرے ساتھ۔''....اس نوجوان نے کہا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا اس کے ساتھ چل پڑا۔نوجوان اسے ایک الگ تھلگ ہٹ کے قریب لے آیا۔جو باقی ہٹس سے علیحدہ بنا ہوا تھا اور ان سے خاصا بڑا تھا۔

''یہ سپیشل ہٹ ہے جناب!....ہر قسم کی مداخلت اور شور شرابے سے پاک۔آپ کی طبیعت خوش ہو جائیگی۔''....نوجوان نے کہا اور آگے بڑھ کر ہٹ کے دروازے کو دھکیل کر کھول دیا۔

''شکریہ۔''....کیپٹن حمید نے کہا اور جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس نوجوان کے ہاتھ پر رکھ دیا۔اور نوجوان نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

''حمید صاحب!...سیر نہ کی جائے۔''...اچانک شہلا نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سیر بھی کر لیں گے جانم۔''..حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ شہلا کا ہاتھ پکڑے ہٹ میں داخل ہوا۔اس نے اندازے کے مطابق

ہاتھ بڑھا کر بجلی کا سوئچ آن کیا اور دوسرے لمحے ہٹ تیز روشنی سے منور ہو گیا۔

''گڈ شہلا۔ ویری گڈ'' ...اچانک ایک آواز ابھری اور کیپٹن حمید بری طرح اچھل پڑا۔ وہ حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اور پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ ہٹ میں چار مسلح افراد موجود تھے۔ لمبے تڑنگے۔ سڈول جسموں والے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔

حمید نے تیزی سے مڑ کر اپنے پیچھے دروازے کی طرف دیکھا تو وہ نوجوان چوکیدار دروازے میں موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور موجود تھا۔

اندر داخل ہوتے ہی شہلا بدک کر ایک طرف ہو گئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں بھی اب ریوالور چمک رہا تھا۔ اور اس کا حسین چہرہ عیاری اور مکاری سے بھرپور نظر آ رہا تھا۔

''کون ہو تم۔ اور یہ کیا ہے۔'' ...حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ خالصاً تفریح کے لئے آیا تھا اس لئے اس کی جیب میں ریوالور تک موجود نہ تھا اور نہ ہی اس کے ذہن کے کسی گوشے میں یہ تصور تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کے چہرے پر حیرت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی ہو۔ لیکن اس کے چہرے پر صرف حیرت تھی۔ خوف کی کوئی جھلک موجود نہ تھی۔

''کیپٹن حمید!۔ تمہارا شکار کھیلا گیا ہے۔ اور شہلا کو بطور چارہ استعمال کیا گیا ہے۔ ہمیں معلوم تھا کہ تم شہلا کو لے کر یہیں آؤ گے۔ اس لئے ہم تمہارے استقبال کے لئے پہلے سے یہاں موجود تھے چوکیدار کو ختم کر دیا گیا ہے۔ اور یہ سارے ہٹس خالی ہیں۔ اس لئے تمہارے چیخ و پکار یہاں کوئی سننے والا نہیں۔ اور ہم یہاں صرف پانچ افراد ہی

نہیں۔ ہمارے آٹھ ساتھی ہٹ کر باہر بھی موجود ہیں۔''..... ایک بڑی بڑی مونچھوں والے اور بھیانک شکل والے مشین گن بردار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن مقصد کیا ہے تمہارا۔ کیا چاہتے ہو۔''..... کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اب ہم نے کرنل فریدی کا شکار کھیلنا ہے اور تمہیں بطور چارہ استعمال کریں گے۔ سمجھے کیپٹن صاحب!۔۔۔ ہمارا تعلق ڈارک کلب سے ہے۔ جانتے ہو ڈارک کلب کو؟''..... اس مونچھوں والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ڈارک کلب۔۔۔ میں نے تو پہلے اس کلب کا نام کبھی نہیں سنا۔ بہرحال تم منہ دھو رکھو۔ کیپٹن حمید یا کرنل فریدی اتنے نرم شکار نہیں کہ تم جیسی لومڑیاں ان کا شکار کھیل سکیں۔''..... کیپٹن حمید نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا۔ کیپٹن حمید بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے پیچھے کھڑا ہوا وہ چوکیدار چیختا ہوا اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اس مونچھوں والے پر جا گرا۔ کیپٹن حمید نے اسے اندر کی طرف اچھال کر باہر کی طرف چھلانگ لگائی۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک تیز چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کے سینے میں کوئی گرم سلاخ گھستی چلی گئی ہو۔ حمید نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسے یکلخت اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اور پھر اس کے ذہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہو گئے۔

''اٹھاؤ اسے۔۔۔ ابھی مرنا نہیں چاہیے اسے۔''..... اچانک ایک مدہم سی آواز حمید کے ڈوبتے ہوئے ذہن سے ٹکرائی اور یہ آخری آواز تھی

جواس کے شعور میں محفوظ تھی۔اس کے بعد کیا ہوا۔اسے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

عمران دعوت سے فارغ ہو کر رات گئے واپس فلیٹ میں پہنچا تو وہ بے حد تھکا ہوا تھا۔ہوٹل میں خوب ہنگامے رہے اور سیکرٹ سروس والوں نے آج اس کی جیب سے جی بھر کر انتقام لیا تھا۔لیکن عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔بڑے عرصے بعد اس قدر پر لطف وقت گذارا تھا۔ فلیٹ میں پہنچتے ہی اس نے کپڑے بدلے اور پھر شب خوابی کا لباس پہن کر وہ اپنے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔سلیمان اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا۔عمران جانتا تھا کہ اس کی بہن ڈربا واپس چلی گئی ہوگی۔کیونکہ عمران رات کے وقت کسی لڑکی کو اپنے فلیٹ میں رہنے کی اجازت دینے کا قائل نہ تھا چاہے وہ سلیمان کی بہن ہی کیوں نہ ہو۔اور سلیمان اسے یقیناً واپس گھر چھوڑ آیا ہوگا۔

عمران بیڈ پر لیٹ گیا۔اس کے ذہن میں ابھی تک دعوت میں ہونے والے ہنگاموں کی بازگشت سنائی دے رہی تھی کہ اچانک قریب ہی تپائی پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران چونک پڑا۔ رات کے پچھلے پہر کسی کال کی آمد اس کے لئے حیران کن ہی تھی لیکن بہرحال اس کے رسیور اٹھالیا۔

''تہجد گذار علی عمران بول رہا ہوں۔''.... عمران نے رسیور منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

''تہجد گذار۔واہ!۔کیا خوبصورت القاب ہے۔حاجی تو سنتے آئے تھے لیکن تہجد گذار۔یہ واقعی نیا القاب ہے۔''....دوسری طرف سے کرنل فریدی کی چہکتی ہوئی آواز دی اور عمران اس وقت کرنل فریدی کی آواز سن کر حیران رہ گیا۔

''ارے کرنل آپ!.... اس وقت ٹیلیفون کسی تہجد گذار کو ہی کیا جا سکتا ہے۔''.... عمران نے کہا۔

''اور یہ بھی کہو کہ کوئی تہجد گذار ہی کر سکتا ہے۔ بہر حال مغرب کی نماز سے میں تمہارے فلیٹ کا نمبر گھما رہا ہوں۔ لیکن کوئی جواب ہی نہیں مل رہا تھا۔ وہ تمہارا سلیمان بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو دیکھیں کہ عمران صاحب کی واپسی کس وقت فلیٹ میں ہوتی ہے تا کہ سر رحمان کو ٹھوس رپورٹ پہنچائی جا سکے۔''.... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا۔

''وہ۔ وہ آپ کو تو پتہ ہے کہ مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز ہوتی ہے۔ اس کے بعد رات تنہائی میں درود و وظائف کا دور چلتا ہے۔ اور پھر تہجد کا وقت آتا ہے۔ میں نے سوچا کہ چلو ڈیڈی کی یہ خواہش بھی پوری کر دی جائے کہ ان کا بیٹا نمازی بن جائے۔ مالی طور پر نہ سہی۔ روحانی طور پر ہی کوئی مقام بنایا جائے۔ دو چار مرید بن گئے تو زندگی آرام سے گذر جائے گی۔''.... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم کس مسجد میں نمازیں ادا کرتے ہو گے۔ بہر حال عمران! .... کبھی جیوش آرگنائزیشن کا نام سنا ہے تم نے۔''... کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''توبہ توبہ!.... تہجد کے وقت کن مردود لوگوں کا نام لے رہے ہیں آپ!... جس قوم سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ بھلا اس سے مجھ جیسے گنہگاروں کا کیا تعلق۔''.... عمران نے جواب دیا لیکن اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی ابھری تھی۔

''تو تم نہیں جانتے اسے۔ میرا بھی یہی خیال تھا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ بس میں نے یہی پوچھنا تھا۔ اب تم اطمینان سے تہجد کی نماز ادا

کرو"۔۔۔دوسری طرف سے کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔وہ تو میں نے پڑھ ہی لی۔لیکن یہ پچھلی رات آپ کو جیوش آرگنائزیشن کیسے یاد آگئی۔کہیں کسی چلے میں تو نہیں ڈر گئے۔ ویسے کرنل صاحب!۔۔۔مجھ جیسے پیر کی آشیر باد چلہ شروع کرنے سے پہلے حاصل کرلیا کیجئے۔کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی روز کوئی بدروح چلے کے دوران ہی آپ کا گلہ نہ دبا دے۔"۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"میرے لئے تو ایک ہی بدروح کافی ہے۔کیپٹن حمید۔اس کے بعد باقی بدروحوں کا مجھ سے کیا تعلق رہ سکتا ہے۔تم فکر نہ کرو کیپٹن حمید تم سے بڑا پیر ہے"۔۔۔کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا!۔۔۔میں تو آج تک یہی سمجھتا رہا تھا کہ کیپٹن حمید صنف نازک کا پیر ہے۔آج پتہ چلا کہ اس نے آپ جیسے کرخت صنف کو بھی راہ پر لگا رکھا ہے۔بڑی ترقی کی ہے اس نے۔بہر حال یہ جیوش آرگنائزیشن کا کیا قصہ ہے"۔۔۔عمران نے اصل مطلب پر آتے ہوئے کہا۔وہ اس خوفناک تنظیم کا نام کرنل فریدی کے منہ سے سن کر چونک پڑا تھا۔

"تو تم جانتے ہو جیوش آرگنائزیشن کو۔۔۔مجھے پہلے سے اندازہ تھا۔ پچھلے دنوں جیوش آرگنائزیشن کی ایک تنظیم سے میرا سابقہ پڑ گیا تھا۔ اور مجھے ان سے ایک ایسا راز ملا ہے کہ تم سنو گے تو اچھل پڑو گے"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"میں تو سننے سے پہلے ہی اچھل رہا ہوں۔صبح کی ورزش تو آپ جانتے ہیں میری عادت ہے"۔۔۔عمران نے کہا۔

"مجھے ان کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کی سن گن ملی ہے۔اور میں سوچ ہی رہا تھا کہ ان معلومات سے کوئی ٹھوس فائدہ اٹھاؤں کہ وہ خود ہی مجھے فائدہ

پہنچانے یہاں ساگالینڈ میں آن پہنچے۔''... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

''خود آ پہنچے۔ اوہ!۔۔ تو انہیں بھی معلوم ہو گیا ہو گا کہ کرنل فریدی ان کے مقدس راز سے آگاہ ہو گیا ہے۔ اور ان کے قانون کے مطابق اب کرنل فریدی کا قتل مقدس مشن بن گیا ہو گا۔ بہر حال آپ گھبرایئے نہیں۔ کیپٹن حمید سمیت یہاں میرے پاس آ جایئے۔ میں آپ کے گرد ایسا جاہلی حصار قائم کر دوں گا کہ کوئی بد روح اس حصار میں جھانک بھی نہ سکے گی۔۔ لیکن تہجد بہر حال آپ دونوں کو پڑھنی ہی پڑے گی۔''... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

'دعوت کا شکریہ!۔۔ ضرورت پڑی تو تمہارے حصار کو بھی آزماؤں گا۔ میرا ٹیلیفون کرنے کا مقصد اور تھا۔ جیوش آرگنائزیشن کی ایک خفیہ تنظیم ہے ڈارک کلب۔ اس کے متعلق اگر تمہارے پاس کوئی مواد ہو تو مجھے بتاؤ۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری لائبریری میں اس کی فائل ضرور ہو گی۔''... کرنل فریدی نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ڈارک کلب!۔۔۔ اوہ ہاں!۔۔۔ ہے تو سہی۔ لیکن کوئی تفصیلی بات اس میں موجود نہیں ہے۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ اسے جیوش آرگنائزیشن کی سب سے خطرناک تنظیم سمجھا جاتا ہے۔ انتہائی خطرناک تانگوں پر مشتمل تنظیم ہے۔ اور ہمیشہ اندھیرے میں وار کرنے کی عادی ہے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر ناراک میں ہے لیکن کہاں ہے اس کا کوئی پتہ نہیں۔''... عمران نے ذہن پر زور دیتے ہوئے تمام تفصیل بتا دی۔

''بس اتنا ہی کافی ہے۔ بہت بہت شکریہ!۔۔ تمہیں بے وقت تکلیف دی ہے۔''... کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن ہوا کیا۔ کچھ مجھے بھی تو بتایئے“..... عمران نے بے چینی سے پوچھا۔

”ہونا کیا ہے۔ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ڈارک کلب میرے قتل کا مشن لے کر ساگالینڈ آرہا ہے یا آچکا ہے۔ میں نے سوچا کہ اگر اس کے متعلق کچھ تفصیلات کا علم ہوجائے تو کام کرنے میں آسانی رہے گی“..... کرنل فریدی نے سرسری سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کرنل فریدی!۔۔۔ اگر ایسی بات ہے تو احتیاط کرنا۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ آجکل میں فارغ ہوں۔ اگر کہو تو شکار کھیلنے میں تمہارے پاس آجاؤں۔ فکر نہ کرو۔ میں اپنی بندوقیں اپنے ہمراہ لے آؤں گا“..... عمران نے کہا۔

”ارے نہیں۔ ابھی کرنل فریدی کے بازوؤں میں اتنا دم موجود ہے کہ وہ اپنا شکار خود کھیل سکے۔ بہر حال آفر کا شکریہ۔ خدا حافظ“..... دوسری طرف سے کرنل فریدی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران چند لمحے رسیور ہاتھوں میں پکڑے خاموش بیٹھا رہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر شکنیں نمودار ہو گئی تھیں۔ اس نے جیوش آرگنائزیشن کے متعلق بہت کچھ سن رکھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہودیوں کی یہ خفیہ تنظیم یہودی سلطنت کے قیام کے لئے کام کر رہی ہے اور ان کا مطمع نظر تقریباً آدھی دنیا پر یہودی سلطنت کا قیام ہے۔ اور پاکیشیا کو بھی انہوں نے اپنی سلطنت کے نقشے میں شامل کر رکھا ہے۔ لیکن چونکہ ان کی کوئی تنظیم پاکیشیا میں سامنے نہ آئی تھی اس لئے اس نے بھی ان کے متعلق نہ سوچا تھا۔ لیکن اب کرنل فریدی کی بات سن کر اسے یقین آگیا تھا کہ یہ لوگ یقیناً ساگالینڈ کے ساتھ ساتھ پاکیشیا میں بھی کام

کررہے ہوں گے۔

پاکیشیا ایک اسلامی ملک ہے اور ان کی نظروں میں ساگالینڈ سے زیادہ پاکیشیا کی اہمیت ہو گی۔ اور اب تک ان میں سے کسی کے سامنے نہ آنے سے ظاہر تھا کہ ان کا کام انتہائی خفیہ طور پر جاری ہو گا۔ اور یہ عمران کے نقطہ نظر سے انتہائی خطرناک بات تھی۔ یہ لوگ کسی بھی وقت پاکیشیا کی سلامتی کو نقصان پہنچا سکتے تھے۔

عمران سوچ رہا تھا کہ اسے یقیناً ان کا کھوج لگانا چاہیے ورنہ یہ لوگ کسی بھی وقت آستین کے سانپ ثابت ہو سکتے تھے۔ لیکن چونکہ یہ کام سرکاری سطح پر نہ ہو سکتا تھا اس لئے اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ خود ذاتی طور پر ساگالینڈ جا کر کرنل فریدی کے ساتھ کام کرے گا۔ وہاں سے ان کے اس گروپ کا یقیناً کھوج لگ جائے گا جو پاکیشیا میں کام کررہے ہوں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کر کے اس نے کمبل اپنے سر پر کھینچ لیا۔ وہ صبح ساگالینڈ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

کیپٹن حمید کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپ کو ایک بڑے سے کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے پایا۔ اس کی دونوں ٹانگیں کرسی کے پائیوں کے ساتھ بندھی ہوئی تھیں اور دونوں ہاتھ پشت پر باندھ کر اس کے اوپری جسم کو بھی کرسی کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ اس کے سینے میں اب بھی ہلکا ہلکا درد تھا۔ اس نے سر جھکا کر دیکھا تو اس سینے پر باقاعدہ پٹی بندھی ہوئی نظر آئی۔ کمرے میں وہ اکیلا تھا اس کرسی کے علاوہ پورے کمرے میں اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ کرسی کے پائے زمین میں نصب تھے۔ کمرے کا اکلوتا دروازہ اس کی آنکھوں کے سامنے تھا اور بند تھا۔

”یہ ڈارک کلب کہاں سے آن ٹپکا؟“..... کیپٹن حمید نے سوچا اس سے پہلے تو اس نے کبھی اس کلب کا نام نہ سنا تھا۔ ان لوگوں کے لہجے

سے تو اس نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ یہ مقامی لوگ ہیں۔ اس کا مطلب تھا کہ یہ کوئی مقامی سطح کی تنظیم ہے۔ لیکن اتنی بات وہ جانتا تھا کہ کسی مقامی تنظیم کو اس قدر دیدہ دلیری سے کیپٹن حمید اور کرنل افریدی پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں ہو سکتی۔ پھر آخر یہ کون لوگ ہیں ابھی وہ یہی سوچ رہا تھا کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید شہلا کو اندر آتے دیکھ کر چونک پڑا۔

شہلا کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کیپٹن حمید کے قریب آئی۔

''مجھے افسوس ہے کیپٹن!... ان لوگوں نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ حالانکہ تم جیسے وجیہہ شخص کے ساتھ شایان شان سلوک ہونا چاہیے تھا''.... شہلا نے قریب آ کر بڑے ہی میٹھے لہجے میں کہا۔

''تم بھی ڈارک کلب کی ممبر ہو؟''.... کیپٹن حمید نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''ارے نہیں کیپٹن!... میرا بھلا ڈارک کلب سے کیا تعلق؟... میں نے تو یہ نام وہیں ہٹ میں پہلی بار سنا تھا۔۔ مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ تم کوئی بہت تگڑی آسامی ہو۔ تم سے موٹی رقم حاصل کرنی ہے۔ ہماری تنظیم وائٹ فاکس کا یہی دھندہ ہے۔ لیکن باس کی بات سن کر میں بے حد حیران ہوئی۔ اور وہیں مجھے پہلی بار پتہ چلا کہ تم کیپٹن حمید ہو۔ اور تم کرنل فریدی کے اسسٹنٹ ہو۔ اور باس کسی ڈراک کلب کی ہدایت پر تمہیں چارے کے طور پر استعمال کر رہا ہے۔''.... شہلا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وائٹ فاکس!... یہ کونسی تنظیم ہے؟ میں نے تو اس کا نام پہلے کبھی نہیں سنا؟''.... کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہمارا تعلق یہاں سے نہیں ہے۔ ہم گوا کے رہنے والے ہیں۔''

.....شبلا نے جواب دیا اور کیپٹن حمید سر ہلانے لگا۔ گوا، ساگا لینڈ کے مغربی سمت واقع ساگا لینڈ کا ایک چھوٹا سا صوبہ تھا غیر اہم سا۔

"لیکن تمہارا باس چاہتا کیا ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟"..... کیپٹن حمید نے پوچھا۔

"اس کا علم تو باس کو ہی ہوگا۔ وہ بیحد شاطر اور عیار آدمی ہے۔ لیکن میں تمہیں پسند کرنے لگی ہوں۔ وہ شائد تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہے۔ میں اس سے نظریں بچا کر یہاں اس لئے آئی ہوں کہ پلیز۔ تم اس کے سوالوں کے صحیح صحیح جواب دے دینا۔ میں کوشش کروں گی کہ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہونے دوں۔ ورنہ باس بیحد ظالم اور سفاک آدمی ہے۔ پورا گوا اس سے کانپتا ہے۔"..... شبلا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو تمہیں انہوں نے اس لئے بھیجا ہے کہ تم مجھے محبت کا چکر دے کر صحیح راز اگلوانے کی کوشش کرو۔ لیکن تمہارے آنے کی ضرورت نہ تھی شبلا۔ کیپٹن حمید اب اتنا گیا گذرا ابھی نہیں کہ تم جیسے تھرڈ کلاس مجرموں کے سامنے جھوٹ بولے گا۔ میں انسانوں کو کچا چبا جاتا ہوں۔ ان کے نرخرے میں دانت گاڑھ کر ان کا خون پی جاتا ہوں۔ یہ تو میں غفلت میں پھنس گیا ہوں۔ ورنہ تم جیسے تھرڈ کلاس غنڈے تو کیپٹن حمید کے بوٹ چاٹنا فخر محسوس کرتے ہیں"..... کیپٹن حمید نے دانت پیستے ہوئے کہا اور شبلا خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹ گئی۔ کیپٹن حمید کے ساتھ ساتھ اس کا لہجہ اور اس کے چہرے کے تاثرات اور آنکھوں میں ابھرنے والی چمک نے اسے حقیقتاً خوفزدہ کر دیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ یہ کیسا شخص ہے جو دشمنوں میں بے بسی سے بندھا ہونے کے باوجود اس قسم کی باتیں کر رہا ہے۔

''یہ واقعی کیپٹن حمید ہے بے بی!....یہ اتنی آسانی سے نہیں مانے گا۔ تم خوانخواہ ضد کی تھی کہ تم اسے منا لوگی۔ پیچھے ہٹ جاؤ۔''....اچانک دروازے سے اسی مونچھوں والے کی آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ایک کوڑا تھا۔ چمڑے کا بنا ہوا کوڑا۔ جسے وہ بار بار یوں ہوا میں جھٹک رہا تھا جیسے حمید کو اس کی آواز سے ہی خوفزدہ کرنا چاہتا ہو۔ لیکن حمید کا چہرہ تو پتھر ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشت کی سرخی جھلک آئی تھی۔

''باس!....اس نے وعدہ کیا ہے کہ یہ سب کچھ سچ سچ بتا دیگا۔''....شہلا نے پیچھے ہٹتے ہوئے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''یہ نہیں۔ اس کی ہڈیاں سچ بولیں۔ تم دیکھو تو سہی۔ راجیش کے سامنے آکر تو پتھر کے مجسمے بھی بول پڑتے ہیں۔ اس کی کیا حیثیت ہے''.... باس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور کوڑے کی بھرپور ضرب حمید کے جسم پر پڑی۔ اس کے سینے اور بازو سے خون بہنے لگا۔ لیکن اس کے چہرے کے پتھریلے پن میں کچھ اور ہی اضافہ ہو گیا۔ اس کے حلق سے سی کی آواز بھی نہ نکلی تھی وہ اسی طرح ہونٹ بھینچے راجیش کو دیکھ رہا تھا۔

''تم نے کیپٹن حمید پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کو آواز دی ہے حقیر چوہے۔ اس ایک کوڑے کے بدلے میں میں تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی۔''....کیپٹن حمید نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس نے راجیش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رکھی تھیں۔

''اوہ!....بڑے جاندار دکھائی دے رہے ہو۔ بہرحال فکر نہ کرو۔ راجیش کے بازوؤں میں بڑا دم ہے۔''....راجیش نے سفاک لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور

شزاپ کی آواز سے حمید کے بازو اور سینے پر ایک اور سرخ لیکر ابھر آئی۔

''بب۔باس!...باس رک جایئے!۔پلیز جب وہ سب کچھ بتانے پر آمادہ ہے تو پھر۔''....شہلا نے بے اختیار آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ منت بھرا تھا۔اس کے چہرے کے تاثرات ایسے تھے کہ حمید کو یقین کرنا پڑا کہ وہ اس سے ہمدردی رکھتی ہے۔

''میں چاہتا تو تمہیں وہیں ریت میں ہی مرنے دیتا۔لیکن میں نے تمہاری بینڈیج کرائی۔تمہاری پسلیوں میں لگنے والی گولی باہر نکلوائی۔ لیکن یہ بات یادرکھو کہ ایک گولی تو کیا۔سینکڑوں گولیاں تمہارے جسم میں اپنی جگہ بناسکتی ہیں۔اس لئے جو میں پوچھوں۔سچ سچ بتادو۔'' ....راجیش نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو کتے۔''....کیپٹن حمید نے نفرت بھرے انداز میں منہ سکوڑتے ہوئے کہا اور راجیش کی آنکھوں میں یکلخت غصے کے چراغ جل اٹھے۔لیکن اس نے بڑی جدوجہد سے اپنے آپ کو سنبھالا۔

''کرنل فریدی اپنے خاص کاغذات کہاں رکھتا ہے؟''....راجیش نے پوچھا۔

''اپنی کوٹھی کے سیف میں۔جس کے قریب جانے کی بھی تم جیسے چوہوں کو جرات نہیں ہوسکتی۔''....کیپٹن حمید نے دانت پیستے ہوئے جواب دیا۔

''یہ سیف کس جگہ ہے؟...اور یہ بھی سن لو کہ اگر تمہاری معلومات درست ثابت نہ ہوئیں تو تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کردی جائے گی۔''....راجیش نے کہا۔

''سیف تہہ خانے کی شمالی دیوار میں نصب ہے اور تہہ خانے کا راستہ

کرنل فریدی کے بیڈروم سے جاتا ہے۔سوئچ بورڈ کے تیسرے بٹن کو دبانے سے فرش ہٹ جاتا ہے اور سیڑھیاں برآمد ہو جاتی ہیں۔"....کیپٹن حمید نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"گڈ!۔۔۔اب سیف کے لئے جو حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں ان کی تفصیلات بھی بتا دو۔"...راجیش نے کہا۔

"حفاظتی انتظامات کیسے؟....وہ کرنل فریدی کا سیف ہے اس کے لئے حفاظتی انتظامات کی کیا ضرورت ہے۔سیدھا سادھا سیف ہے۔اور یہ بھی بتا دوں کہ کرنل نے کبھی اس کا تالا بند کرنے کی بھی ضرورت نہیں سمجھی۔وہ کھلا رہتا ہے۔"....کیپٹن حمید نے کہا۔

"او۔کے!....اور اب دعا کرو کہ تم نے جو کچھ بتایا ہے وہ درست ثابت ہو۔ورنہ...."راجیش نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔شبلا وہیں کمرے میں ہی رہ گئی۔نہ راجیش نے اسے بلایا اور نہ شبلا اس کے پیچھے باہر گئی۔

راجیش کے جاتے ہی شبلا تیزی سے ایک خفیہ الماری کی طرف بڑھی اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک بڑی سی ٹیوب نکالی اور اس ٹیوب میں سفید رنگ کی کریم اس نے جلدی جلدی حمید کے جسم پر کوڑے کی ضربوں سے پیدا ہونے والی لکیروں پر ملنی شروع کر دی۔

"مجھے افسوس ہے کیپٹن!۔۔لیکن میں مجبور ہوں۔۔تمہیں چھوڑ نہیں سکتی۔ورنہ باس مجھے پاتال سے بھی ڈھونڈ کر باہر کھینچ لے گا۔اور پھر میری موت انتہائی عبرت ناک ہو گی۔تم اسے نہیں جانتے۔وہ حد سے زیادہ خوفناک آدمی ہے۔کمینگی کی حد تک خوفناک۔"....شبلا نے بڑے نرم لہجے میں کہا وہ ساتھ ساتھ کریم بھی زخموں پر ملتی جا رہی تھی اور جس جس جگہ کریم لگ رہی تھی وہیں ٹھنڈک سی پڑتی جا رہی تھی۔

"میں تمہاری اس ہمدردی کو ہمیشہ یاد رکھوں گا شبلا۔تم نے اپنی زندگی

بچائی ہے۔"..... کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم نے سچ بتایا ہے ناں۔ اب بھی وقت ہے اگر کوئی بات جھوٹ ہو تو مجھے بتا دو۔ ورنہ باس پاگل ہو جائے گا"..... شہلا نے کریم لگانے کے بعد ٹیوب بند کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اور دوسری بات یہ ہے کے میں تمہارے باس سے بڑا پاگل ہوں۔" کیپٹن حمید نے کہا۔

"اچھا میں چلتی ہوں۔"..... شہلا نے کہا اور پھر تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گئی۔

شہلا کے باہر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

کیپٹن حمید چند لمحے خاموش بیٹھا رہا۔ اور جب اسے یقین ہو گیا کہ وہ لوگ دروازے سے ہٹ گئے ہیں تو اس نے تیزی سے اپنے جسم کو آگے کی طرف جھکایا اور پھر پیچھے کر لیا۔ وہ زور لگا کر بار بار اسی طرح کر رہا تھا۔ کبھی وہ دائیں سائیڈ پر جھک جاتا کبھی بائیں طرف۔ کافی دیر تک وہ مسلسل ایسا کرتا رہا تو اس کے جسم کے گرد موجود رسیاں ڈھیلی پڑنے لگ گئیں۔

کیپٹن حمید کی حرکات میں تیزی آتی گئی اور چند لمحوں بعد ایک جھٹکے سے رسی کا ایک بل کھل گیا۔ شائد پشت پر بندھی ہوئی گانٹھ کھل گئی تھی۔ اس بل کے کھلتے ہی باقی رسی بالکل ڈھیلی پڑ گئی۔ اور کیپٹن حمید ایک زوردار جھٹکے سے گھٹنوں کے بل سامنے فرش پر گر گیا۔ اس کے اس طرح اچانک گرنے سے باقی رسیاں بالکل ہی کھل گئیں۔ اب صرف اس کی ٹانگوں کے گرد بندھی ہوئی رسیاں باقی رہ گئی تھیں اور اس کے دونوں ہاتھ بدستور پشت پر بندھے ہوئے تھے۔

گھٹنوں کے بل نیچے گرتے ہی کیپٹن حمید نے اپنا جسم تیزی سے دائیں طرف کو پھیلایا اور پھر اپنے دونوں بندھے ہوئے ہاتھ اس نے

کرسی کی بائیں طرف کے پائے تک پہنچا دیئے اور اس نے ہاتھوں سے ٹٹول کر ٹانگ سے بندھی ہوئی رسی کی گانٹھ پر انگلیاں رکھیں اور چند لمحوں بعد اس کی انگلیوں نے بڑی مہارت سے گانٹھ کھولنی شروع کردی۔ وہ یہ سب کچھ اندازے سے کررہا تھا اور چند ہی لمحوں میں وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہوگیا۔ اس کی بائیں ٹانگ کرسی کے پائے کی گرفت سے آزاد ہوچکی تھی اس نے اپنے جسم کو اس بار بائیں طرف کو پھیلایا۔ اور پھر پہلے کی طرح دائیں ٹانگ بھی کرسی کی گرفت سے آزاد کرالی۔ اب وہ کرسی کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد ہوچکا تھا۔ البتہ اس کے دونوں ہاتھ ابھی تک پشت پر بندھے ہوئے تھے۔
اسی لمحے اس کی نظریں اس الماری کی طرف اٹھ گئیں جہاں سے شہلا نے ٹیوب نکالی تھی۔ اس الماری کا فریم لوہے کا تھا اور اس کا کنارہ دیوار سے ذرا سا ابھرا تھا۔ اس طرح ایک دھاری سی بن گئی تھی۔ گو یہ دھار تیز نہ تھی لیکن کیپٹن حمید کے لئے اتنا ہی آسرا کافی تھا۔ اس نے الماری کی طرف پشت کر کے دونوں کلائیوں کے درمیان بندھی ہوئی رسی کو اس دھار پر اوپر نیچے رگڑنا شروع کردیا۔ اس کی کلائیاں زخمی ہوتی رہیں۔ لیکن اس نے عمل جاری رکھا اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد اس کے ہاتھ رسیوں کی گرفت سے آزاد ہوگئے۔
کیپٹن حمید نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے کلائیوں پر پڑے ہوئے زخموں کو ملا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو اندر کی طرف کھینچا تو دروازہ کھل گیا۔ اسے باہر سے بند نہ کیا گیا تھا۔
حمید چند لمحے وہیں رکا باہر کی سن گن لیتا رہا۔ لیکن باہر خاموشی طاری تھی۔ وہ دروازے سے باہر آگیا۔ ایک راہداری سی دائیں طرف

جا رہی تھی وہ محتاط انداز میں قدم اٹھاتا دائیں طرف بڑھ گیا لیکن عمارت پر مکمل سکوت طاری تھا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد اس نے گھوم پھر کر دیکھ لیا۔ واقعی پوری عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ یہ ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ عمارت کے تمام کمرے قطعی خالی اور گرد آلود تھے۔ عمارت کے صحن میں کسی کار کے ٹائروں کے نشانات موجود تھے۔

حمید تیزی سے عمارت سے باہر نکلا تو یہ دیکھ کر اس نے ایک طویل سانس لیا کہ وہ شہر کی بجائے کسی مضافاتی علاقے میں موجود ہے اور یہ عمارت کسی پرانے سے زرعی فارم کی تھی۔ کیونکہ ارد گرد دور دور تک کہیں آبادی کے آثار نظر نہ آ رہے تھے ہر طرف کھڑی چاندنی میں چمک رہی تھیں۔ فارم سے ایک کچا راستہ فصلوں کے درمیان دائیں طرف جا رہا تھا۔ کیپٹن حمید نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ وہیں رک کر ان لوگوں کی واپسی کا انتظار کرے۔ لیکن پھر اس نے یہ خیال چھوڑ دیا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ لوگ یقیناً کرنل فریدی کی کوٹھی پر ریڈ کریں گے اور وہاں ان کا پکڑا جانا یا مارا جانا یقینی تھا اور یہی وجہ تھی کہ اس نے سیف کے متعلق صحیح صحیح معلومات انہیں مہیا کر دی تھیں۔

وہ تیز تیز قدم اٹھاتا گیا۔ لیکن راستہ تھا کہ شیطان کی آنت طرح طویل ہی ہوتا جا رہا تھا اور کیپٹن حمید بار بار اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ وہ کتنی آسانی سے مجرموں کے ہتھے چڑھ گیا تھا اور شہلا کو ساتھ لگائے سیدھا ان کی جھولی میں جا گرا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ مجرم اتنے اناڑی بھی نہیں ہیں جتنے وہ سمجھ رہا ہے انہوں نے کیپٹن حمید کی نفسیات اور اس کے آنے جانے کی جگہوں کا اچھی طرح جائزہ لے کر پلان بنایا تھا۔ ایسا پلان کہ آخر تک حمید کو شک نہ

پڑ سکا۔ ایک عام سی دعوت میں شبلا کا اس سے ٹکرا جانا اور کیپٹن حمید اپنی حسن پسند فطرت کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس کی طرف بڑھا اور شبلا کا بھی ضرورت سے زیادہ التفات جسے پہلے وہ اپنی وجاہت کی وجہ سے سمجھا تھا لیکن اب اسے معلوم ہوا تھا کہ یہ سب کچھ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ شبلا خود اس کی طرف تیزی سے بڑھی تھی اور پھر دوسرے روز شام کو شبلا کے ساتھ۔ اور اس کے بعد انہیں حمید کی عادت کا علم تھا کہ وہ ایسی لڑکیوں کو لے کر اپنی بٹس میں آتا ہے اور وہی ہوا۔ حمید شبلا کو لیکر سیدھا وہیں پہنچ گیا اور شائد وہ اسے وہاں اس لئے چھوڑ گئے تھے کہ انہیں یقین تھا کہ وہ رسیوں کی گرفت سے کسی صورت بھی آزاد نہ ہو سکے گا۔ لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ ڈارک کلب آخر ہے کیا چیز؟...ان کی پوچھ گچھ سے اتنا تو وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کرنل فریدی کے سیف سے کوئی خاص چیز اڑانا چاہتے ہیں اور شائد اس لئے انہوں نے پہلے حمید پر جال پھیلایا تھا تا کہ اس سے مکمل معلومات حاصل کر کے وہ کوٹھی پر ریڈ کریں۔ حمید یہی باتیں سوچتا اور قدم گھسیٹتا آگے بڑھا جا رہا تھا کہ اچانک اسے دور سے کسی کار کے ہیڈ لیمپ دکھائی دیئے۔ کچے راستے کی وجہ سے کار ہچکولے کھاتی ہوئی آگے بڑھی آ رہی تھی لیکن اس کی رفتار معمول سے زیادہ تیز تھی اور وہ آ بھی اسی راستے پر رہی تھی جس پر کیپٹن حمید چل رہا تھا۔

حمید جلدی سے فصل میں گھس کر کھڑا ہو گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ مجرم واپس آ رہے ہیں اور اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ان مجرموں کو ایسی عبرتناک سزا دے گا کہ ان کی روحیں بھی قیامت تک بلبلاتی رہیں گی وہ بڑے چوکنے انداز میں کھڑا اپنی طرف آتی ہوئی کار کے ہیولے کو دیکھ رہا تھا ہیولہ کسی بڑی کار کا تھا اور کار معمول سے زیادہ رفتار سے آ رہی تھی کار جیسے جیسے نزدیک آتی جا رہی تھی۔ کیپٹن حمید کے اعصاب

تنے جا رہے تھے۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی کار ہچکولے کھاتی اس کے سامنے سے گذر گئی اور حمید کار اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو دیکھ کر بری طرح اچھل پڑا۔ یہ کرنل فریدی کی کار تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر خود کرنل فریدی موجود تھا۔ چاندنی میں اس نے کار اور فریدی کو بخوبی پہچان لیا تھا۔ دوسرے لمحے وہ فصل سے نکلا اور اس نے کار کے پیچھے بھاگنا شروع کر دیا۔

''فریدی صاحب۔ فریدی صاحب۔''....حمید دوڑتے ہوئے ہاتھ ہلا ہلا کر چیخ رہا تھا اور پھر تھوڑی ہی دور آگے بڑھنے کے بعد کار کی بیک لائٹس جل اٹھیں۔ کار رک چکی تھی۔ کرنل فریدی نے یقیناً اسے بیک مرر میں دیکھ لیا تھا۔

دوسرے لمحے کرنل فریدی دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ حیرت سے کار کی طرف دوڑتے ہوئے کیپٹن حمید کو دیکھ رہا تھا۔ فاصلہ ہونے کے باوجود حمید کو اس کے چہرے پر موجود حیرت کے تاثرات صاف نظر آ رہے تھے۔

''فریدی صاحب!۔۔۔آپ یہاں کیسے؟''....حمید نے قریب پہنچ کر کہا۔

''اور تم اس فصل میں کھڑے کیا کر رہے تھے۔ مجھے تو نمبر الیون نے بتایا تھا کہ تم شازاکا کے شمالی زرعی فارم میں شدید زخمی پڑے ہوئے ہو۔ اور مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتے ہو۔ جانکنی کی حالت میں کوئی بات۔ لیکن یہ سب کیا ہے؟'....فریدی نے حیرت سے اس کے جسم میں بندھی ہوئی پٹی اور زخموں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ فریدی صاحب!۔۔۔چوٹ ہوگئی۔ اور زبردست چوٹ ہوگئی۔ آپ بھی کمال کرتے ہیں اس طرح کوٹھی چھوڑ کر یہاں بھاگتے چلے آئے۔''....حمید نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوٹھی چھوڑ کر۔اوہ کیا بات ہے۔جلدی بتاؤ''...فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''واپس چلیں فوراً۔۔۔واپس چلیں۔میں راستے میں سب کچھ آپ کو بتادونگا۔''..حمید نے جلدی سے کار کی دروازہ کھولتے ہوئے کہا اور فریدی بھی اچھل کر سیٹ پر بیٹھ گیا۔اور پھر اس نے انتہائی تیز رفتاری سے کار کا رخ موڑا اور اسے واپس دوڑانے لگا۔حمید نے شروع سے لے کر اب تک کی تمام داستان تفصیل سے سنادی۔

''اوہ!۔۔۔اس کا مطلب ہے کہ چوٹ ہوگئی۔مجرم اپنے مقصد میں یقیناً کامیاب ہوگئے ہوں گے۔انہوں نے واقعی خوبصورت جال پھینکا ہے۔پہلے تم سے معلومات حاصل کرلیں۔اور پھر مجھے نمبر الیون کی آواز میں فون کیا کہ حمید وہاں شدید زخمی حالت میں موجود ہے۔اور آپ سے کوئی خاص بات کہنا چاہتا ہے۔میں نے اسے کہا بھی کہ اسے فوراً ہسپتال پہنچاؤ۔لیکن اس نے جواب دیا کہ وہ کہتا ہے کہ جب فریدی صاحب سے بات نہیں کرلوں گا۔یہاں سے ہلوں گا نہیں۔میں نے سوچا کہ نجانے ایسی کیا بات ہوگئی۔چنانچہ میں کار لے کر ادھر دوڑ پڑا۔''...کرنل فریدی نے اسے بتایا۔

''لیکن انہیں نمبر الیون کے متعلق اور اس کہ لہجہ اور آواز کا کیسے پتہ چلا؟...اور پھر انہوں نے یہ سب کچھ اس خوبی سے کیا کہ آپ بھی دھوکہ کھا گئے۔''...حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں!۔۔۔میں بھی آخر انسان ہوں۔کبھی کبھی خیال نہیں رہتا اور پھر تمہاری اس حالت کا سن کر میں نے کچھ زیادہ غور بھی نہیں کیا۔اس کا مطلب ہے کہ مجرم ضرورت سے زیادہ ہی عیار واقع ہوئے ہیں۔بہر حال میں انہیں پاتال سے بھی کھینچ لاؤں گا۔''...فریدی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔اسے واقعی اپنے آپ پر افسوس ہورہا تھا کہ وہ

کتنی آسانی سے مجرموں کا ہاتھوں بے وقوف بن گیا تھا۔
''لیکن فریدی صاحب!۔۔۔یہ ڈارک کلب کیا بلا ہے۔میں نے پہلے کبھی اس کا نام نہیں سنا؟''....حمید نے کہا۔
''تفصیلات تو میں نہیں جانتا۔لیکن میں نے اس کا نام سنا ہوا ہے۔میرا خیال ہے کہ یہ پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ہے۔کسی یورپی ملک سے اس کا تعلق ہے۔''....کرنل فریدی نے کہا۔
''پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم۔نہیں فریدی صاحب!۔۔۔یہ لوگ وہ نہیں ہو سکتے۔پیشہ ور قاتل تو ڈائریکٹ ایکشن کے قائل ہوتے ہیں۔گولی ماری۔شکار کا خاتمہ کیا اور جان چھڑائی۔یہ چکر بازی ان کے بس کا روگ نہیں ہو سکتی۔اور پھر انہوں نے نہ ہی مجھے قتل کیا۔اور نہ آپ پر کوئی قاتلانہ حملہ کے۔وہ تو آپ کے سیف سے کچھ چرانا چاہتے ہیں۔اور قاتلوں کا ایسی چوریوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔''....کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
''تمہاری بات درست ہے۔بہر حال جو بھی چکر ہو گا۔سامنے آجائے گا۔''....فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔
تھوڑی دیر بعد کار کچے راستے سے نکل کر پختہ سڑک پر آگئی اور اب فریدی نے اسے پوری رفتار سے دوڑانا شروع کر دیا۔وہ شائد جلد از جلد کوٹھی پہنچنا چاہتا تھا۔
اور پھر مختلف سڑکوں سے گھومنے کے بعد جب کار کوٹھی پر پہنچی تو کوٹھی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ساری کوٹھی کی بتیاں جل رہی تھیں۔فریدی نے کار پورچ میں روکی اور پھر تیزی سے باہر آگیا۔حمید نے بھی اس کی پیروی کی۔اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔پورچ کے ساتھ ہی ایک کونے میں گورکھا چوکیدار کی لاش پڑی ہوئی تھی۔اس کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔فریدی نے بھی ایک لمحے کے لئے اس کی لاش

دیکھ کر ٹھٹھکا۔ پھر بھاگتا ہوا اپنے بیڈروم کی طرف بڑھا۔ فرش بنا ہوا تھا اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ فریدی سیڑھیاں اترنے کی بجائے پھلانگتا ہوا تہہ خانے میں پہنچا۔ حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔ سیف کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی تیزی سے سیف میں نقدی اور تقریباً تمام چیزیں ویسے ہی موجود تھیں البتہ نچلے خانے کے باکس کا پٹ کھلا ہوا تھا اور فرش پر کئی کاغذات بکھرے ہوئے تھے۔ فریدی نے کاغذات اٹھائے اور پھر باکس میں ہاتھ ڈالا۔ باکس خالی تھا۔ فریدی ان کاغذات کو دیکھتا رہا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کاغذات واپس باکس میں رکھ کر اسے بند کیا۔ اس نے سرسری نظروں سے باقی سیف کا جائزہ لیا اور پھر اس کے پٹ بند کر دیئے۔

''کیا ہوا؟... کیا چیز لے گئے ہیں؟''... حمید نے جو اسکے پیچھے کھڑا تھا بے تابی سے پوچھا۔

''میں سمجھ گیا ہوں کہ وہ کیا چاہتے تھے۔ اور کیا لے گئے ہیں تم دیکھو رمیش کہاں ہے۔''... فریدی نے مڑ کر سخت لہجے میں کہا۔ اور حمید سر ہلاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف دوڑا۔ واقعی اسے ذاتی ملازم رمیش کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ فریدی بھی اس کے پیچھے سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر بیڈروم میں پہنچا اور اس نے بٹن دبا کر فرش برابر کر دیا اور پھر وہ بیڈروم سے نکل کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

اسی لمحے حمید واپس آیا۔

''رمیش زخمی ہے۔ اس کے سر میں بٹ مارا گیا ہے۔ وہ بے ہوش ہے۔''... حمید نے اندر آ کر کہا اور فریدی تیزی سے پچھلے برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں رمیش اکثر رہتا تھا۔ رمیش وہاں فرش پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا سر خاصا زخمی تھا۔

فریدی نے رمیش کی نبض چیک کی اور پھر حمید کو فرسٹ ایڈ باکس لانے کے لئے کہا۔

چند لمحوں بعد فریدی نے رمیش کو پے در پے انجکشن لگائے تو رمیش نے آنکھیں کھول دیں۔ فریدی نے اس کے سر پر پٹی باندھ دی تھی۔

''صاحب!۔۔۔ وہ چار تھے۔''...رمیش نے اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''لیٹے رہو۔ اطمینان سے بتاؤ''...کرنل فریدی نے نرمی سے اس کا کاندھا تھپکتے ہوئے کہا۔ اور رمیش نے بتایا کہ وہ پیشاب کرنے کے لئے اپنے کوارٹر میں گیا تو اس نے باہر سڑک کی طرف کسی کی چیخ اور گرنے کا دھماکہ سنا۔ وہ تیزی سے باہر نکلا۔ ابھی برآمدے تک ہی پہنچا تھا کہ اچانک کسی نے ستون کی آڑ سے اس کے سر پر کوئی چیز ماری وہ فرش پر گر گیا۔ اس کے سر پر دوسرا وار کیا گیا۔ اس نے بے ہوش ہونے سے پہلے دیکھا کہ وہ چار افراد تھے۔ ان کے چہروں پر سیاہ رنگ کے نقاب تھے۔ ان میں دو عورتیں تھیں اور دو مرد۔ بس وہ اتنا ہی دیکھ سکا تھا''...رمیش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ان کے لباس کیسے تھے؟''...فریدی نے پوچھا۔

''سیاہ رنگ کی پتلونیں۔ اور سیاہ رنگ کے ہی جیکٹ پہنے ہوئے تھے۔ ایک آدمی سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبا تھا۔ دوسرا ابھرے بھرے جسم کا تھا۔ لڑکیاں جوان تھیں۔''...رمیش نے جواب دیا۔

''حمید!۔۔ تم اسے کوارٹر میں جا کر چھوڑ آؤ۔ اور فریج سے اسے دودھ کی بوتل بھی نکال کر دے دینا۔ اور رمیش!۔۔ تم اب آرام کرو''... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے حمید اور رمیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

''صاحب!۔۔۔ کوئی نقصان تو نہیں ہوا۔۔۔ وہ گور کھا۔۔۔ شائد چیخ اسی کی تھی۔''...رمیش نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں!۔۔گورکھے کوانہوں نے قتل کر دیا ہے۔میرا خیال ہے کہ سائلنسر لگا ریوالور استعمال کیا گیا ہے۔تبھی تم نے صرف چیخ اور گرنے کا دھماکہ سنا۔ورنہ تم گولیوں کی آوازیں ضرور سنتے۔''...کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

فریدی نے ڈرائینگ روم میں جا کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔بلیک سروس۔''....دوسری طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

''ہارڈ سٹون۔میری کوٹھی میں ڈاکہ ڈالا گیا ہے۔گورکھے کو قتل کر دیا ہے اور ریش زخمی ہے۔سیف سے ایک اہم کاغذ چوری کیا گیا ہے۔ ڈاکو تعداد میں چار تھے۔دو مرد اور دو عورتیں۔ایک مرد سانپ کی طرح دبلا پتلا اور لمبا۔دوسرا آدمی بھرے جسم والا تھا جبکہ دونوں عورتیں جوان تھیں۔انہوں نے ساہ پتلونیں اور سیاہ جیکٹ پہن رکھے تھے۔تم بلیک فورس کو پورے شہر میں پھیلا دو ان کی تلاش انتہائی تیزی سے ہونی چاہیے۔''...کرنل فریدی نے بغیر رکے تفصیل بتاتے ہوئے آخر میں ھدایت کی۔

''مگر باس!۔۔۔یہ کیسے ہو گیا؟''....نمبر الیون کے لہجے میں بے حد حیرت انگیز بات تھی۔

''انہوں نے شائد میرا فون ٹیپ کیا ہے۔اور مجھے تمہاری آواز اور لہجے میں فون کر کے کیپٹن حمید کے متعلق بتایا۔میں اس کی طرف گیا تو پیچھے انہوں نے ڈاکہ ڈال دیا۔اور ہاں!۔زیر زمین افراد کو کھنگالو۔ گو اسے ایک گروپ وائٹ فاکس یہاں آیا ہوا ہے۔انہوں نے ہی کیپٹن حمید کو اغوا کرنے والا گروپ اور تھا۔یہ دونوں گروپ شائد آپس میں ملے ہوئے ہیں۔اس میں ایک خوبصورت لڑکی شہلا۔

اور بھاری جسم اور بڑی بڑی مونچھوں والا مرد ہے۔صبح تک مجھے ان میں کسی نہ کسی کے متعلق خبر ضرور ملنی چاہیے۔سمجھے۔“....کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”ایسا ہی ہوگا جناب!“....نمبر الیون نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔کرنل فریدی کہ لہجہ محسوس کرنے کے بعد اس نے شائد مزید بات کرنا مناسب نہ سمجھی تھی۔

فریدی نے رسیور رکھ دیا۔اسی لمحے حمید بھی واپس آ گیا۔

”وہ لوگ سیف سے کیا لے گئے ہیں؟“....حمید نے پوچھا۔

”جیوش آرگنائزیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا نقشہ۔“....کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

”جیوش آرگنائزیشن۔یہ کیا ہے؟“....حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پوری دنیا کے یہودیوں نے مل کر ایک خفیہ تنظیم بنائی ہوئی ہے جسے جیوش ورلڈ آرگنائزیشن کہتے ہیں۔عرف عام میں یہ جے۔او کہلاتی ہے۔ان کا مقصد دنیا میں یہودی سلطنت کا قیام اور پوری دنیا کے اقتدار پر یہودیوں کا تسلط ہے۔انہوں نے دینا میں کسی جگہ خفیہ ہیڈ کوارٹر بنا رکھا ہے جسے صرف چند لوگوں کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا اور اسے جاننے کی سزا موت ہے۔انہوں نے اپنے مقاصد کے لئے بے شمار خفیہ تنظیمیں قائم کر رکھی ہیں جو مختلف ملکوں میں ریشہ دوانیاں پیدا کرتی رہتی ہیں۔انہوں نے پوری دنیا میں یہ تنظیمیں پھیلا رکھی ہیں۔تمہیں یاد ہے پچھلے دنوں یورینم کی کان کا چکر چلا تھا۔وہ تنظیم بھی جیوش آرگنائزیشن کی تنظیم تھی۔اس کے ایک رکن کے بریف کیس سے مجھے وہ نقشہ ملا تھا۔یہ نقشہ واضح نہ تھا۔اس میں متروک عبرانی زبان کے الفاظ اور نامانوس اور پیچیدہ سے اشارے تھے۔میں

اس کے صرف چند لفظ ہی سمجھ سکا تھا۔ اس سے ہی مجھے پتہ چلا تھا کہ یہ بے جے۔ او کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا نقشہ ہے۔ میں نے ایک ایسے ماہر سے بات چیت کی جو قدیم زبانوں کا ماہر تھا۔ یہ بات فون پر ہوئی تھی لیکن جب میں اس کے پاس پہنچا تو اسے رات کو سوتے میں قتل کر دیا گیا تھا۔ اور شائد اسی آدمی کی وجہ سے جیوش آرگنائزیشن کو اس نقشے کا پتہ چلا۔ چنانچہ ان کی کوئی تنظیم ڈارک کلب سامنے آئی۔ وہ براہ راست سامنے نہیں آتے۔ انہوں نے گوا کی مقامی تنظیم کے ذریعے تمہیں اغوا کر کے سیف کا پتہ چلایا۔ اس کے بعد مجھے کوٹھی سے باہر نکال کر وہ نقشہ لے گئے''...کرنل فریدی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ!۔ اس کا مطلب ہے کہ اب آپ پر قاتلانہ حملہ ہوگا''...حمید نے بے چین لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے۔ لیکن میں حیران ہوں کہ انہوں نے اب تک ایسا کیوں نہیں کیا۔ شائد وہ پہلے نقشہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔ انہیں شبہ ہوگا کہ حملہ ہوتے ہی میں چوکنا ہو جاؤں گا اور پھر شائد ان کے لئے نقشے کا حصول مشکل ہو جاتا۔ بہرحال میں انہیں زمین کی گہرائی سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا''...کرنل فریدی نے سرد لہجے کہا اور دوسرے لمحے اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ کافی دیر تک نمبر گھماتا رہا۔ پھر اس ن رسیور کان سے لگایا۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور واپس کریڈل پر رکھ دیا۔

''آپ نے شائد ملک سے باہر کال کی تھی''...کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہاں!۔ میں عمران کو فون کر رہا تھا۔ اس کے پاس ایسی تنظیموں کی تفصیلی فائلوں پر مشتمل بہت بڑی لائبریری موجود ہے۔ شائد اس

سے ان لوگوں کے متعلق کوئی کام کی بات معلوم ہو جاتی۔ لیکن وہ شائد اپنے فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔ کسی نے فون نہیں اٹھایا"... کرنل فریدی نے جواب دیا۔

کیپٹن حمید نے عمران کا نام سن کر منہ بنالیا۔ اسے عمران سے خدا واسطے کا بیر تھا۔ لیکن صورت حال کی سنجیدگی کی وجہ سے اس نے کوئی بات نہ کی اور خاموش رہا۔

"تم انسپکٹر کھنہ کو فون کر دو۔ وہ گورکھے کی لاش لے جائے گا۔ میں ایک آدمی سے مل آؤں"... کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ ذرا احتیاط کیجئے"... حمید نے کہا

"ماشاءاللہ!۔۔۔ کیا گھر یلو بیویوں کا سا انداز ہے"... فریدی نے مڑ کر مسکراتے ہوئے کہا اور حمید کٹ کر رہ گیا۔ فریدی لمبے لمبے ڈگ بھرتا پورچ میں کھڑی کار کی طرف بڑھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بڑے سے ڈرائنگ روم نما کمرے میں کرسیوں پر چھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک شبلا تھی جب کہ اس کے ساتھ والی کرسی پر وائٹ فاکس کا چیف باس راجیش بیٹھا ہوا تھا۔ باقی کرسیوں پر اس کے ساتھی موجود تھے۔ شبلا کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ جبکہ باقی ساتھی مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔

اس لمحے باہر کسی کار کے رکنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک پڑے۔ چند لمحوں بعد چار مسلح افراد اندر داخل ہوئے۔ چاروں نے سیاہ رنگ کی پتلونیں اور جیکٹیں پہنی ہوئی تھیں۔ ان میں دو عورتیں اور دو مرد تھے۔ ان کے ہاتھوں میں سٹین گنیں تھیں۔

"کام ہو گیا"... راجیش نے چونک کر پوچھا۔

"بالکل"... بھرے ہوئے جسم کے مرد نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا۔

''گڈ!۔۔اب ہمارے لائق کوئی مزید خدمت ہو تو؟''۔۔راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ضرور۔باس آ رہا ہے۔وہ خود ہی بات کرے گا''۔۔اسی بھاری جسم والے مرد نے کہا اور پھر وہ سب ایک طرف پڑے ہوئے صوفوں پر بیٹھ گئے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا سر سے گنجا باس اندر داخل ہوا۔اسے دیکھ کر سیاہ لباس میں ملبوس افراد کے ساتھ ساتھ راجیش اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔صرف شبلا اپنی جگہ پر بیٹھی رہی۔

''بیٹھو بیٹھو''....باس نے ہاتھ ہلاتے ہوئے نرم لہجے میں کہا۔اور ان سب کے بیٹھنے کے بعد وہ خود بھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''باس!۔۔راجیش پوچھ رہا ہے کہ ہمارے لائق کوئی اور خدمت۔''....بھاری جسم والے مرد نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بس ہمارا کام مکمل ہو گیا۔آپ لوگوں نے واقعی قابل تحسین کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔آپ لوگوں کا بے حد شکریہ''....باس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''شکریہ!۔۔وائٹ فاکس کے لئے یہ معمولی کام تھا۔ہمارا بقایا معاوضہ''....راجیش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں ضرور!۔۔جیکی!۔۔انہیں معاوضے کی ادائیگی کر دو''...باس نے مسکراتے ہوئے کہا اور جیکی باس کی بات سنتے ہی ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن نے آگ اگلنی شروع کر دی۔اور راجیش،شبلا اور ان کے چار ساتھی وہیں کرسیوں پر بیٹھے بیٹھے ہی ڈھیر ہو گئے۔ان سب کے چہروں پر شدید حیرت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی ہو۔شائد ان کے تصور میں بھی نہ تھا

کہ ان کے ساتھ ایسا سلوک ہو سکتا ہے۔ یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ وہ اپنی جگہوں سے ہل بھی نہ سکے تھے۔

''اب ان کی لاش کا کیا کرنا ہے باس؟''.... جیکی نے ٹریگر سے انگلی ہٹاتے ہوئے پوچھا۔

''انہیں یہاں سے اٹھوا کر کسی چوراہے پر پھینکوا دو۔ پولیس خود ہی اٹھا لے گی۔''.... باس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیکی کے علاوہ باقی ساتھی خاموشی سے اس کے پیچھے ہو لئے۔

راہداری سے گذر کر وہ سیڑھیاں اترتے ہوئے ایک بڑے سے کمرے میں پہنچے جہاں آفس کی طرح ایک بڑی میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی رکھی ہوئی تھی۔ میز کے سامنے چھ کرسیاں موجود تھیں۔ گنجا باس اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ دونوں عورتیں اور سانپ کی طرح دبلا پتلا مرد سامنے رکھی کرسیوں پر براجمان ہو گئے۔

''نقشہ تو ہم نے آسانی سے حاصل کر لیا۔ اب کرنل فریدی کا قتل باقی رہ گیا ہے۔''.... باس نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''باس!۔۔۔ یہ لوگ انتہائی بودے ثابت ہوئے ہیں۔ ہم نے جتنی آسانی سے نقشہ حاصل کر لیا ہے۔ اتنی ہی آسانی سے کرنل فریدی کو بھی گولی ماری جا سکتی ہے۔''۔۔۔۔ ایک عورت نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔ لیکن اب ہمارے مشن کا سب سے مشکل کھیل شروع ہو گیا ہے۔ اب کرنل فریدی کی بلیک فورس حرکت میں آ چکی ہو گی۔ اور اس وقت یقیناً پورے شہر میں ہماری اور وائٹ فاکس کی تلاش جاری ہو گی۔ کرنل فریدی بھی بے حد چوکنا ہو چکا ہو گا۔ اس

لئے اب ہمیں زیادہ محتاط رہنا چاہیے۔ میں نے وائٹ فاکس کا خاتمہ بھی اس لئے کیا ہے کہ ان بدبختوں نے کیپٹن حمید کا خاتمہ کرنے کی بجائے اسے باندھ کر چھوڑ دیا تھا۔ لازماً کیپٹن حمید نے ان کے حلیے کرنل فریدی کو بتا دیئے ہوں گے۔ اور اگر میں انہیں لاشوں میں تبدیل نہ کر دیتا تو ان کی وجہ سے تم چوہے دان میں پھنس جاتے ۔ چیف باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ تو ٹھیک ہے باس !۔ لیکن کرنل فریدی کا خاتمہ کیا مشکل ہے۔ اس کی کوٹھی کے گرد ہم گھات لگا کر بیٹھ جاتے ہیں آخر کسی بھی وقت وہ کوٹھی سے نکلے گا۔ یا اندر جائے گا تو گولیوں کی بوچھاڑ کر دیں گے۔" ....دبلے پتلے سام نے کہا۔

"نہیں۔ اب اس کی کوٹھی کے گرد یقیناً بلیک فورس کا پہرہ ہوگا۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم پہلے وزارت داخلہ کے سیکریٹری بالم کپور کو اغوا کریں۔ کرنل فریدی اور اس کا بڑا گہرا یارانہ ہے۔ اس کے بعد کرنل فریدی کو اس کی کوٹھی پر بلایا جائے گا اور پھر وہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا۔" ....چیف باس نے کہا۔

"آپ کو کیسے پتہ چلا کہ بالم کپور سے اس کے گہرے تعلقات ہیں؟" ..ایک لڑکی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"تم یہ بات کر کے میری توہین کر رہی ہو سمکا۔ تم جانتی ہو کہ میں کس انداز میں کام کرتا ہوں۔ تم نے دیکھا کہ کیپٹن حمید کس طرح ہمارے جال میں سیدھا آن پھنسا۔ میں شکار کے گرد پہلے مضبوط جال بناتا ہوں۔ پھر شکار خود اپنے قدموں سے چل کر اس جال میں آ پھنستا ہے۔ تم کرنل فریدی کو نہیں جانتے۔ وہ ایک عفریت ہے۔ اگر میں تم سب کو اجازت دے دوں کہ تم جا کر اس کو قتل کر دو۔ تو یقین رکھو۔ تم سب کی لاشیں ہی مجھے واپس ملیں گی۔ میں اس کی فطرت کو اچھی طرح

جانتا ہوں اس لئے میں نے بڑی سوچ بچار کے بعد یہ پلان بنایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ میرا پلان کسی صورت بھی فیل نہیں ہو سکتا“.... چیف باس نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سوری باس!۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا۔۔ میں نے تو صرف حیرت کا اظہار کیا تھا۔ آپ کی سوچ وہاں تک کام کرتی ہے جہاں تک ہمارا ذہن پہنچ ہی نہیں سکتا۔“.... سمکا نے شرمندہ اور معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے نہ صرف پلان بنایا ہے۔ بلکہ اس پر عمل درآمد بھی شروع کر دیا ہے۔ سیکرٹری داخلہ بالم کپور کی مطابقت بارٹن سے ہے۔ بارٹن بھی اس سلسلے میں کام کر رہا ہے۔ اس نے بالم کپور کی گفتگو کی ٹیپ حاصل کیا ہے اور وہ اس کے میک اپ میں اس کے انداز گفتگو کا ٹیپ حاصل کیا اور وہ اس کے میک اپ میں اس کے انداز گفتگو اور الفاظ اور لہجے کی پریکٹس کر رہا ہے۔ ایسا اس لئے ضروری ہے کہ کرنل فریدی بے حد محتاط آدمی ہے اور اب نمبر الیون کے لہجے سے مار کھانے کے بعد وہ لازما بے حد محتاط ہو گیا ہوگا اور آسانی سے جال میں نہیں آئے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی تم نے ایک اور پلان بنایا ہے۔ بالم کپور نے تھوڑا عرصہ پہلے شادی کی ہے۔ اس کی بیوی جوان ہے۔ شیری نے اس کی بیوی کی جگہ لینی ہے۔ کال شیری کی طرف سے کی جائے گی۔ تاکہ کرنل فریدی اگر چیک کرنا چاہے تو لازماً وہ بالم کپور سے بات کریگا اور بالم کپور کی جگہ بارٹن اسے مطمئن کر دے گا۔ اس طرح کرنل فریدی یقیناً مطمئن ہو کر ہمارے جال میں پھنس جائے گا“.... چیف باس نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ باس۔ ویری گڈ!۔ آپ کے ذہن کا جواب نہیں۔ اس قدر مکمل پلاننگ کرنا آپ ہی کا کام ہے۔“.... سام نے بے اختیار

ہو کر کہا اور چیف باس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''میرا کام کب شروع ہوگا؟''.... شیری نے پوچھا۔

''ابھی چند روز تم خاموش رہیں گے۔ کوئی کاروائی نہ ہوگی۔ جب بارٹن کی طرف سے پورا اطمینان ہو جائے گا تو پھر بالم کپور کا اغوا ہوگا اور اسے گولی مار کر لاش کو یہاں ہیڈ کوارٹر میں دبا دیا جائے گا بارٹن اس کی جگہ لے لے گا۔ پھر بارٹن بالم کپور کے روپ میں اپنی بیوی کو ساتھ لے کر یہاں ہیڈ کوارٹر اپنے ایک دوست سے ملنے آئے گا۔ اس کی بیوی کو یہاں روک لیا جائے گا۔ بارٹن اکیلا واپس چلا جائے گا۔ بالم کپور کی بیوی کو دو روز یہاں رکھا جائے گا۔ شیری اس کے میک اپ۔ گفتگو۔ اور لہجے کی پریکٹس کرے گی جب تم شیری کی طرف سے مطمئن ہو جائیں گے تو شیری کو بارٹن کی کوٹھی بھیج دیا جائے گا۔ اور پھر وہاں جاتے ہی شیری کرنل فریدی کو فون کر کے کوٹھی بلا لے گی۔ بہانہ کوئی بھی سوچ لیا جائے گا۔ کرنل فریدی جیسے ہی وہاں پہنچے گا۔ بارٹن اور شیری اچانک اس پر فائرنگ کر کے اسے ہلاک کر دیں گے اور خود باہر آ جائیں گے۔ بس یہ ہے ساری پلاننگ۔''... چیف باس نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے جیکی اندر داخل ہوا۔

''لاشیں ٹھکانے پر پہنچ گئیں؟''.... چیف باس نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

''یس باس!۔۔۔ سب کام او۔ کے ہو گیا ہے۔''.... جیکی نے جواب دیا اور باس نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

قاسم غطر میں ڈوبا ہوا اپنی بحری جہاز نما کار میں بیٹھا ہوٹل سلور مون کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اس کی نظریں تو ونڈ سکرین پر جمی ہوئی تھیں لیکن دماغ سلور مون کی نئی رقاصہ میڈم باوری میں اٹکا ہوا تھا۔ جب سے میڈم باوری نے ہوٹل سلور مون میں رقص کے شو پیش کرنے شروع کئے تھے۔ قاسم بڑی باقاعدگی سے روزانہ یہ شو دیکھنے جاتا تھا۔ اسے میڈم باوری یکلخت پسند آ گئی تھے۔ اس قدر پسند کہ بس قاسم کا جی چاہتا تھا کہ وہ میڈم باوری کو لے کر کسی تنہا جزیرے میں چلا جائے۔ اور پھر لیلیٰ مجنوں۔ شیریں فرہاد۔

سسی پنوں کے قصوں کی طرح باوری قاسم کے قصے بھی مشہور ہو جائیں۔ وہ روزانہ یہ فیصلہ کر کے جاتا تھا کہ آج میڈم باوری کے سامنے اپنی داستان عشق بیان کرے گا۔ اسے یقین تھا کہ میڈم باوری بھی اس پر عاشق ہو چکی ہے۔ کیونکہ اس نے دیکھا تھا کہ میڈم باوری رقص کرتے وقت بس اسے ہی دیکھتی رہتی ہے۔ لیکن روزانہ ہی وہ رقص دیکھ کر منہ لٹکائے واپس چلا آتا تھا۔ کیونکہ میڈم باوری رقص کے بعد اس کے پاس داستان عشق سننے کے لئے آنے کی بجائے پردے کے پیچھے غائب ہو جاتی تھی۔ قاسم آخر مرد تھا۔ وہ اب اتنا گیا گذرا بھی نہ تھے کہ عورتوں کے پیچھے بھاگتا۔ جب سے اس کے منیجر نے بتایا تھا کہ دنیا میں نر ہمیشہ مادہ سے خوبصورت ہوتا ہے۔ قاسم کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ وہ بہر حال دنیا کا سب سے خوبصورت مرد ہے اور میڈم باوری کو جو لازماً اس سے کم خوبصورت ہے اس کے پاس خود چل کر آنا چاہیے۔ لیکن میڈم باوری ایک دن بھی اس کے پاس نہ آئی تھی۔ اس لئے قاسم نے آج فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ میڈم باوری کو رقص کے بعد جانے ہی نہ دیگا۔ وہ اسے اپنے پاس بلا لیگا اور اسے یقین تھا کہ باوری اس کی آواز سن کر

دیوانہ وار بھاگتی ہوئی آئے گی اور اس کے قدموں سے سر رکھ کر کہے گی۔ ''میرے قاسم!۔ مجھے اپنے قدموں میں مر جانے دو۔''

''ہشت۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سالی مر مرا گئی تو پولیس قتل کا پرچہ کر دے گی۔ نہیں، میں اسے مرنے نہیں دونگا۔ بڑے سے بڑے ہسپتال میں اس کا علاج کراؤں گا۔''.... قاسم نے دل ہی دل میں فیصلہ کر لیا۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار ہوٹل سلور مون کے پارکنگ میں پہنچ گئی۔ پارکنگ رنگ برنگی کاروں سے پر تھا۔ قاسم نے بڑی مشکل سے اپنی جہاز نما کار کے لئے جگہ ڈھونڈی۔

''سالے لیڈی میڈی کاریں لے کر آجاتے ہیں۔ صابن دانیاں۔ انہیں تو غسل خانوں میں رکھنا چاہیے۔ خوامخواہ جگہ روک لیتے ہیں۔

''ہونہہ!۔ صابن دانی عاشق۔''.... قاسم نے نیچے اتر کر پارکنگ میں موجود کاروں کو حقارت آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی سیٹ چونکہ سٹیج کے ساتھ ہی مستقل طور پر ریزرو تھی اس لئے اسے اپنی سیٹ کے متعلق کوئی فکر نہ تھی۔

گیٹ پر کھڑے دربان نے قاسم کو دیکھتے ہی رکوع کے بل جھک کر سلام کیا اور قاسم ٹھٹھک کر رک گیا۔

''ابے کیا گرا ہے۔ جو یوں جھک کر ڈھونڈ رہا ہے۔ سالے دیکھنا، کہیں میری جیب سے کوئی چونی تو نہیں گر گئی۔''... قاسم نے تیز نظروں سے فرش کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''حضور!۔ میں تو آپ کو سلام کر رہا ہوں۔''.... دربان نے فوراً ہی سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

''ابے جھوٹ مارتا ہے۔ فراڈ کرتا ہے۔ سلام اس طرح کیا جاتا ہے۔

نہ تو نے السلام علیکم کہا۔ نہ ماتھے پر ہاتھ مارا۔ اور کہتا ہے سلام کر رہا تھا۔''.... قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

''صاحب!۔۔ راستہ تو دیجئے۔ آپ کی وجہ سے راستہ رک گیا ہے۔''.... اس سے پہلے کہ دربان کوئی جواب دیتا، کسی نے تلخ لہجے میں قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

قاسم آواز سنتے ہی تیزی سے مڑا۔ اس کے سامنے ایک دبلا پتلا نوجوان کھڑا تھا جس کے ساتھ سنہرے رنگ کی ساڑھی میں ملبوس ایک خوبصورت لیکن دبلی پتلی لڑکی کھڑی مسکرا رہی تھی۔

''ابے مچھر کی دم۔ چر یخو۔ یہ تم۔ مجھ سے کس لہجے میں بات کر رہے ہو۔ اپنی پسلیاں گنی ہے کبھی۔ سالے پھونک ماروں تو نکتہ بن کر فرش سے چپک جاؤ گے۔''.... قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''منہ سنبھال کر بات کیجئے۔ آپ کو تمیز ہے بات کرنے کی؟ میں پولیس کمشنر ہوں''.... نوجوان نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''ہی۔ ہی۔ ہی۔ تم اور پولیس کمشنر۔ ابے تمہیں تو پلسیئے اپنا ماشی بھی نہ رکھیں۔ رعب دیتا ہے مجھے۔ یعنی قاسم دی گریٹ کو۔ سالے مانگے کا سوٹ پہن کر اکڑتا ہے۔''.... قاسم کو غصہ آ گیا۔ اس کی دھاڑ سن کر اور راستہ رک جانے کی وجہ سے اندر سے سپروائزر تیزی سے باہر آ گیا۔

''اوہ۔ جناب قاسم صاحب آپ!۔۔ ارے آپ یہاں دروازے پر کھڑے ہیں۔ کمال ہے۔ میڈم باوری کا رقص شروع ہونے والا ہے۔''.... سپروائزر نے جلدی سے کہا۔

''شروع ہونے والا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ قاسم دی گریٹ کے بغیر وہ سالی میڈم کیسے ناچ سکتی ہے۔''... قاسم نے حیرت سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"جناب!۔ بس آپ کا ہی انتظار ہے۔ تشریف لائیے۔ وہ آپ کا ہی پوچھ رہی تھیں کہ قاسم صاحب آ گئے ہوں تو رقص شروع کروں۔"... سپروائزر نے جلدی سے بات بناتے ہوئے کہا۔ وہ قاسم کی ٹائپ کو اچھی طرح جانتا تھا۔

"اوہ اچھا اچھا۔ ایں یعنی میرا پوچھ رہی تھی۔ واہ سالے خوش کر دیا۔ مگر میں اندر چلا گیا تو یہ چڑی مار بھی اندر آ جائے گا۔ اسے باہر روکو۔ بھگا دو سالے کو۔ آ جاتے ہیں باپ کا مال سمجھ کر ہضم کرنے۔ نہ دیدے۔"... قاسم کی ذہنی رو ایک بار پھر نوجوان کی طرف پلٹ گئی جواب برے برے منہ بنا رہا تھا۔

"بکواس مت کرو۔ احمق موٹے۔ ہٹو راستے سے۔"... نوجوان اب بتھے سے ہی اکھڑ گیا تھا اس کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

"تت۔ تم مجھے احمق کہہ رہے ہو۔ چڑی مار کی اولاد۔ میں تمہاری سات نسلوں کو خرید کر زمین میں دفن کر دوں۔ بلاؤ ہوٹل کے منیجر کو۔ ابھی بلاؤ۔ بلاؤ۔"... قاسم اتنے زور سے دھاڑا کہ برآمدہ تو کیا اندر ہال بھی گونج اٹھا۔ اور شائد منیجر جو ہال کے راؤنڈ پر تھا قاسم کی دھاڑ سن کر خود ہی دوڑتا ہوا گیٹ پر آ گیا۔

"کیا بات ہے۔ کیسا شور ہے؟"... منیجر نے باہر آ کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

دروازے میں قاسم ڈٹا ہوا تھا جب کہ اس کے سامنے وہ نوجوان اور اس کی ساتھی لڑکی کے علاوہ دس بارہ اور جوڑے بھی کھڑے حیرت سے یہ سب کچھ دیکھ رہے تھے۔

"ابے گھامڑ۔ منیجر کو بلاؤ۔ چوہے کی دم۔ سنا نہیں تم نے۔"... قاسم نے پلٹ کر سپروائزر کو جھاڑتے ہوئے کہا۔

"میں منیجر ہوں۔ میں ہوں منیجر۔ فرمائیے!۔ لیکن یہ آپ نے

راستہ کیوں بند کر رکھا ہے؟''.... مینجر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''اب یہ راستہ بند رہے گا۔ سمجھے۔ تم ہو مینجر۔ کون ہے مالک اس ہوٹل کا؟... کس چڑی مار نے یہ ہوٹل بنایا ہے۔ بولو''... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب!۔۔ سر داؤد ہوٹل کے مالک ہیں۔ لیکن آپ راستہ تو چھوڑیں۔ معزز گاہکوں کو اندر آنے دیں''... مینجر نے کہا۔

''ابے۔ یہ چریکو تجھے معزز نظر آ رہا ہے۔ ہیں گھامڑ۔ بول کتنے دوں ہوٹل کے۔ بول جلدی بول''.... قاسم نے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے سپروائزر نے مینجر کے کان میں سرگوشی کی تو مینجر چونک پڑا۔

''اوہ قاسم صاحب!۔۔ ارے کمال ہے۔ آپ یہاں کھڑے ہیں جناب!۔۔ اندر تشریف لائیے۔ آپ کے استقبال کے لئے ہم نے ہوٹل کو آج بہترین انداز میں سجایا ہے۔ آج تو ہم نے آپ سے انعام لینا ہے۔ آئیے آئیے''.... مینجر نے یکلخت انتہائی خوشدلی سے کہا اور قاسم کا ہاتھ پکڑ کے اندر کی طرف کھینچنے لگا۔

''میرے استقبال کے لئے۔ واہ تم تو واقعی اچھے مینجر ہو۔ لیکن سالے یہاں فیتہ میتہ تو ہے نہیں۔ نہ ہی چاندی سونے کی قینچی ہے تمہارے پاس''.... قاسم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ اندر ہے جناب اندر۔ یہاں دروازے میں تو دربان کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ جیسے معزز تو اندر آتے ہیں''.... مینجر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ دربان!۔ ارے ہاں۔ مگر تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ ارے ہاں واقعی''.... قاسم نے کہا اور پھر یوں تیزی سے ہال میں

داخل ہو گیا جیسے ایک لمحہ اور گیٹ میں رکا تو اسے منیجر دربانوں والی یونیفارم پہنا دے گا۔

''واقعی جسم کی طرح عقل بھی موٹی ہے اس کی''.... قاسم کو پیچھے سے آواز سنائی دی اور قاسم ایک بار جھٹکے سے مڑا۔ لیکن اسی لمحے میڈم باوری کے رقص کا اعلان شروع ہو گیا اور قاسم سب کچھ بھول کر جلدی سے سٹیج کے بالکل سامنے اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے کرسی پر بیٹھتے ہی ہال کی بڑی بتیاں بجھ گئیں اور دوسرے لمحے چھن کی آواز سے میڈم باوری سٹیج پر پہنچ گئی۔ آج اس نے پہلے سے زیادہ نمایاں لباس پہن رکھا تھا اور قاسم کی آنکھیں تو جیسے نگینے بن کر رہ گئیں۔ اس کا دل خواہ مخواہ تیز دھڑکنے لگا۔

میڈم باوری کا رقص آہستہ آہستہ اپنے عروج پر پہنچتا گیا اور قاسم کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے آج اس کا دل پھڑک کر باہر آ جائے گا۔ وہ ٹکٹکی باندھے اور منہ کھولے میڈم باوری کو دیکھے جا رہا تھا میڈم باوری کا ابھرا جسم آج قاسم کے دل پر بجلی بن کر ٹوٹ رہا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ایک چھناکے سے رقص ختم ہوا اور میڈم باوری تیزی سے پردے کے پیچھے چلی گئی اور پورا ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ یوں لگتا تھا جیسے تالیوں گونج سے ہال کی چھت اڑ جائے گی۔

''سالی آج بھی چلی گئی۔ مگر آج میں اس سے ضرور بات کروں گا نک چڑھی۔ سمجھتی کیا ہے اپنے آپ کو''.... قاسم نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اب سٹیج پر کوئی اور آئیٹم پیش کیا جا رہا تھا۔

''بیٹھ جاؤ۔ او موٹے بیٹھ جاؤ''.... قاسم کے کھڑے ہوتے ہی پیچھے سے شور اٹھا اور قاسم بھنا کر مڑا۔ لیکن اندھیرے میں اسے کسی کی شکل واضح طور پر نظر نہ آ رہی تھی۔ اور وہ پیر پٹختا ہوا کاؤنٹر کی

طرف بڑھ گیا۔

کاؤنٹر پر ایک گنجے سر اور خاصے چوڑے جسم والا آدمی موجود تھا۔

''کہاں ہے وہ سالی نک چڑھی۔۔مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی۔۔ اسے تم نے بتایا نہیں کہ قاسم دی گریٹ کون ہے۔''.....قاسم نے کاؤنٹر پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔اور اس کے مکے نے خاصا بڑا دھماکہ کر دیا۔ہال میں موجود ہر شخص گردن موڑ کر ادھر ہی دیکھنے لگا۔

''کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔کون بات نہیں کرتی؟'' .... کاؤنٹر مین نے حیرت سے قاسم کو دیکھتے ہوئے کہا۔اس کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

''او۔تمہیں معلوم ہی نہیں۔۔ابے کس گھامڑ نے تجھے یہاں کھڑا کر دیا ہے۔۔سالے حرام ویٹر۔تم تنخواہ خوامخواہ کی لیتے ہو۔'' .....قاسم الٹا اس پر چڑھ دوڑا۔

''آپ ہوش میں ہیں۔''.....کاؤنٹر مین نے بڑی مشکل سے غصہ ضبط کرتے ہوئے کہا۔

''جناب!۔۔مجھ سے فرمائیے۔۔کیا بات ہے۔''.....اچانک اسی سپروائزر نے قریب آ کر کہا جو اسے گیٹ پر ملا تھا۔

''تم سے کیوں فرماؤں۔۔سالے شکل دیکھی ہے۔۔ہونہہ ان سے فرماؤ۔۔کیوں فرماؤں؟ فرماؤ مفت ملتی ہے کیا۔''.....قاسم اس پر پھٹ پڑا۔

''آپ نے میڈم باوری کا رقص دیکھا ہے جناب!۔۔کس قدر خوبصورت رقص تھا۔''.....سپروائزر نے بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہا۔

''ہاں دیکھا ہے۔۔تم سے مطلب۔۔میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔۔کرائے کی آنکھوں سے نہیں دیکھا۔۔ارے ہاں۔وہ

ہے کہاں؟ اس نے مجھ سے بات نہیں کی۔"..... قاسم کو جیسے خیال آ گیا۔

"اوہ!۔۔ تو آپ میڈم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔۔ ضرور جناب ضرور۔۔ تشریف لائیے۔"..... سپروائزر نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور قاسم یوں خوش ہو کر اس کے پیچھے چل پڑا جیسے اسے باقاعدہ ملاقات کی دعوت دی گئی ہو۔

سپروائزر اسے ہوٹل کے پچھلی طرف لے گیا اور پھر ایک راہداری سے گذر کر وہ ایک کمرے کے دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے پر منیجر کے نام کی تختی لگی ہوئی تھی۔ سپروائزر نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہونے لگا ہی تھا کہ قاسم نے اسے گردن سے پکڑ کر واپس کھینچ لیا۔

"سالے عزت محبت بھی کوئی چیز ہے۔۔ اب تمہاری اتنی بھی عزت نہیں کہ تم قاسم دی گریٹ سے پہلے میڈم باوری کے پاس پہنچ جاؤ۔"..... قاسم نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"جناب!۔۔ یہ تو منیجر صاحب کا کمرہ ہے۔"..... سپروائزر نے اپنے آپ کو چھڑاتے ہوئے کہا۔

"منیجر۔۔۔ تو کیا وہ سالی باوری منیجر بن گئی ہے؟"..... قاسم نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے۔۔ کون ہے باہر؟"..... اندر سے اچانک منیجر کی آواز سنائی دی۔

"جناب قاسم صاحب تشریف لائے ہیں۔"..... سپروائزر نے جلدی سے کہا اور پھر اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ قاسم کو بھی مجبوراً اس کے پیچھے جانا پڑا۔

"اوہ!۔۔ آپ پھر آ گئے۔"..... منیجر نے اس بار قدرے تلخ لہجے میں

کہا۔

”جناب!۔۔۔میں نے آپ سے ان کا تھوڑا سا تعارف کرایا تھا۔یہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے دوست ہیں۔“....سپروائزر نے جلدی سے منیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں ہاں!۔۔تم نے بتایا تھا۔تشریف رکھیے“۔۔۔منیجر نے چونکتے ہوئے کہا۔

”اے گھامڑ۔۔۔یہ باوری ہے۔۔ایسی ہوتی ہیں باوری۔۔منحوس! چمگادڑ کی شکل۔۔اور بن جاتے ہیں باوری۔“....قاسم نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب قاسم صاحب بہت بڑے صنعت کار ہیں۔سر عاصم کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔۔عاصم گروپ آف انڈسٹریز کے مالک اور جناب!۔۔۔دل کے بڑے سخی ہیں قاسم صاحب!۔۔۔بخشنے پر آجائیں تو لاکھوں بخش دیں۔“....سپروائزر نے جلدی سے منیجر کو آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ۔۔۔اچھا اچھا۔۔تشریف رکھیے جناب۔۔ہمیں خدمت کا موقع دیجیے۔“....منیجر اب ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ یہ شائد سپروائزر کے اشارے کا اثر تھا یا پھر عاصم گروپ آف انڈسٹریز جیسے وسیع و عریض کاروبار کا رعب تھا کہ منیجر کے چہرے پر عاجزی سی ابھر آئی تھی۔

”بیٹھتے ہیں۔۔بیٹھتے ہیں۔۔مگر وہ میڈم باوری۔۔ہائے ظالم کہاں سے لے آئے ہو اسے۔۔بڑی تگڑی نل نکوٹی ہے۔“....قاسم نے ٹھیٹھ عاشقوں جیسے لہجے میں کہا۔

”یہ میڈم باوری سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔“....سپروائزر نے جلدی سے کہا۔

''او وجناب !۔۔ وری سوری !۔۔۔ یہ تو ناممکن ہے۔۔ میڈم تو کسی سے نہیں ملتیں۔''.... مینجر نے فوراً روکھا سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب کیسے نہیں ملتیں۔۔ خوانخواہ کو نہیں ملتیں۔۔ کہاں چھپا رکھا ہے اسے۔۔ مجھے بتاؤ۔۔ میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ملتیں۔''.... قاسم غصے کی شدت سے اٹھ کھڑا ہوا۔

''جناب !۔۔۔ بے شمار لوگوں نے اس سے ملنا چاہا۔۔ لیکن وہ کسی سے نہیں ملتیں۔۔ صاف انکار کر دیتی ہیں۔''.... مینجر نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا اور سپروائزر کا چہرہ بھی لٹک گیا۔ وہ شائد اس ملانے کے چکر میں تگڑی رقم بطور بخشش قاسم سے بٹورنے کا پروگرام بنائے بیٹھا تھا۔

''مجھ سے بات کرو قاسم !۔۔۔ خالہ زاد کے ہوتے ہوئے تمہیں دوسروں کا سہارا نہیں لینا چاہئے۔''.... اچانک دروازے سے آواز سنائی دی اور قاسم کے ساتھ ساتھ مینجر اور سپروائزر بھی چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔

دروازے پر عمران کھڑا احمقانہ انداز میں آنکھیں پٹپٹا رہا تھا۔

''خالہ جاد۔۔۔ ارے تم خالہ جاد۔۔۔ تم کہاں سے ٹپک پڑے؟''

.... قاسم نے یوں اچانک عمران کو اپنے سامنے دیکھ کر حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

''معافی چاہتا ہوں مینجر صاحب !۔۔۔ مجھے آپ کے کاروباری معاملات میں مداخلت تو نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔ لیکن آپ میرے خالہ جاد سے کوئی رقم نہیں اینٹھ سکتے۔۔ خالہ جاد کے ہوتے ہوئے کس کی جرات ہے کہ وہ قاسم کے نوٹ کی جھلک بھی دیکھ سکے۔ کیوں خالہ جاد''.... عمران نے آخر میں قاسم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ارے میرا بٹوہ۔۔ارے اوہ تو یہ گرہ کٹ ہیں۔۔ارے خالہ جاد اچھا ہوا تم آ گئے۔۔تم بہت اچھے خالہ جاد ہو''.....قاسم نے گھبرا کر کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھے ہوئے بھاری بٹوے کو چھو کر اس کی موجودگی کا اطمینان کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کون ہیں۔۔آپ ہم پہ الزام لگا رہے ہیں۔''...مینجر نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

''آرام سے بیٹھے رہو۔۔ورنہ میں اپنے خالہ جاد کو ان تہہ خانوں کے متعلق بتا دوں گا۔۔سمجھے۔۔جانتے ہو میرا خالہ جاد کرنل فریدی کا دوست ہے۔''...عمران نے ہاتھ اٹھا کر بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا اور تہہ خانوں کی بات سنتے ہی مینجر کی حالت ایسی ہو گئی جیسے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔

''اوہ۔اوہ جناب۔۔''...مینجر سے کوئی بات نہ بن سکی۔

''آؤ خالہ جاد!۔۔میں تمہیں ملاتا ہوں میڈم باوری سے''...عمران نے قاسم کا ہاتھ پکڑا اور اسے دروازے کی طرف گھسیٹتے ہوئے کہا۔

''تم ملاؤ گے۔۔مگر تم نے تو اسے دیکھا بھی نہیں۔۔پھر کیسے؟''.... قاسم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے ایسی ایسی کئی باوریاں تمہارے اس خالہ جاد کے قدموں کی خاک چاٹتی رہتی ہیں۔''...عمران نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''باپ رے۔۔خاک چاٹتی ہیں یعنی مٹی کھاتی ہیں۔۔ارے تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔اب وہ میرے کس کام کی۔۔سالی بچے والی۔اچھا تو یہ فراڈ مراڈ کرتے ہیں پبلک سے۔۔بچے والی کو نچاتے ہیں یہ لوگ۔''....قاسم نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔وہ اس وقت دفتر سے باہر آ چکا تھا۔

''بچے والی۔۔کیا مطلب۔۔یہ بچہ کہاں سے آ گیا؟''...عمران خود

بھی حیرت زدہ رہ گیا۔

''بچہ تو اللہ میاں کے ہاں سے آتا ہے۔۔۔ان کی فیکٹری میکٹری تو نہیں ہے کہ وہاں سے بنوالیا''۔۔۔قاسم نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ارے ہاں۔۔۔آتا ہے۔۔۔بنا بنایا آتا ہے۔۔مگر میڈم بادری کے ساتھ بچے کا کیا تک ہے؟''۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ارے خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ مٹی کھاتی ہے۔۔خاک چاٹتی ہے۔ ارے ہی۔ہی۔تم تو ابھی سالے کنوارے ناجائز جنازے ہو۔۔ تمہیں کیا معلوم۔۔جب بچہ ہونے والا ہوتا ہے تو یہ سالی عورتیں سیب کھانے کی بجائے مٹی کھاتی ہیں''۔۔۔قاسم نے شرمیلے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا اچھا۔۔۔تو کیا تمہاری چھپکلی بیگم بھی مٹی کھاتی ہیں؟''۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔واقعی قاسم بڑی دور کی کوڑی لایا تھا۔

''ارے کیا کہہ رہے ہو۔۔سالی مٹی ہی تو نہیں کھاتی۔۔بس میری جان کھاتی رہتی ہے''۔۔۔۔قاسم یکلخت اداس ہو گیا۔کیونکہ شادی کے پندرہ سال ہونے کے باوجود ان کے اولاد نہ ہوئی تھی۔

''تو آؤ میں تمہیں ترکیب بتاؤں۔۔ایسی ترکیب کہ تمہاری چھپکلی بیگم ساری عمر مٹی ہی کھاتی رہے گی''۔۔عمران نے کہا۔

''ساری عمر۔۔ارے باپ رے۔۔اتنے سارے بچے۔۔ارے اتنے ٹیاؤں ٹیاؤں۔۔ارے تم دشمن مشمن ہو میرے۔اتنے بچوں کا میں اچار ڈالوں گا۔۔بس ایک ہی مٹی کافی ہے''۔۔۔قاسم نے ٹھٹھکتے ہوئے کہا۔

''چلو ایک بار کھائے۔۔ایمان سے نمبرون ترکیب ہے''۔۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔۔ایک بار ٹھیک ہے۔''...قاسم رضامند ہو گیا۔اس کے ذہن سے میڈم باوری کا عشق کچے رنگ کی طرح اتر گیا تھا۔ظاہر ہے کہ اب میڈم باوری کے ساتھ بچے کا تصور آ گیا تھا اور اب تو قاسم اس پر نگاہ بھی گناہ سمجھتا تھا۔

عمران اسے لے کر ہوٹل میں آ گیا۔ہوٹل میں اب بھی خاصی رونق تھی۔وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے پاکیشیا سے سیدھا یہاں پہنچا تھا۔اس نے اسی ہوٹل میں کمرہ لیا تھا۔اس کا پروگرام یہی تھا کہ وہ اپنے طور پر یہاں کے حالات کا جائزہ لے گا اس کے بعد کوئی کارروائی کریگا۔لیکن یہاں پہنچنے کے بعد اس نے قاسم کو کاؤنٹر پر مکہ مارتے دیکھا اس وقت عمران اوپر گیلری میں تھا۔اور پھر نیچے آنے تک قاسم سپروائزر کے ساتھ جا چکا تھا۔عمران بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔قاسم کو دیکھ لینے کے بعد اس کی مزاح والی حس ضرور پھڑک رہی تھی اس لئے وہ اس سے ملے بغیر رہ نہ سکتا تھا اور پھر مینجر کے دفتر کے نیم کھلے دروازے سے لگ کر اس نے قاسم اور مینجر کی ساری گفتگو سن لی تھی۔

''اور اب بولو۔۔وہ سالی ترکیب مرکیب۔''....قاسم نے میز کے گرد رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''او ایسے ہی بول دوں۔۔خفیہ ترکیب ہے۔۔پہلے کچھ کھلاؤ پلاؤ میری خدمت خاطر کرو۔۔پھر بتاؤں گا''....عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اب تو نے مجھے مالش والا سمجھ لیا ہے کہ میں تمہاری کھدمت مدمت کروں۔''....قاسم بتھے سے ہی اکھڑ گیا۔

''تو نہ کرو۔۔میں تمہاری چھپکلی بیگم کو بتا دوں گا ترکیب۔۔اور پھر مٹی تمہیں کھانی پڑے گی۔۔سوچ لو۔''....عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔
''ارے ارے یہ تو جلم ہے۔۔ ارے اچھے خالہ جاد۔۔ ارے میری توبہ مو بہ۔۔ بولو کیا کھدمت کروں۔۔ جلدی بولو۔''.... قاسم اس قدر گھبرایا کہ اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔
''یار!۔۔ تمہارا خالہ جاد پردیس میں ہے۔۔ یہاں رقم وقم کم پڑ گئی تو پھر بھیک مانگنی پڑے گی۔۔ اور لوگ کیا کہیں گے کہ قاسم کا خالہ جاد بھیک مانگ رہا ہے۔''.... عمران نے کہا۔
''سالے ٹانگیں نہ چیر دوں کہنے والوں کی۔۔ کہہ کر تو دیکھیں تم سالے بھیک بیشک مانگو۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون کہتا ہے۔''.... قاسم نے غصیلے لہجے میں کہا اور عمران اس کے بات سن کر کھل کھلا کر ہنس پڑا۔
''تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں اگر میں بھیک مانگوں۔''.... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔
''اچھا۔۔ تو تم یہاں بھیک مانگنے آئے ہو۔۔ شرم ورم نہیں آتی تمہیں۔۔ دوسروں کے ملک میں بھیک مانگتے۔ سالے بھیک منگے آ جاتے ہیں اپنا ملک چھوڑ کر۔''.... قاسم کی رو دوسرے طرف پلٹ گئی۔
''چلو میں نہیں مانگتا۔ تم مانگ کر مجھے دے دینا۔۔ بولو منظور۔''.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''ہاں منجور۔۔ بالکل منجور۔۔ ارے کیا کہا۔ میں بھیک مانگوں۔ یعنی قاسم دے گریٹ بھیک مانگے۔۔ ارے میں بھیک دینے والے کی ٹانگیں نہ چیر دوں گا۔۔ سالے مجھے بھیک دے گا۔۔ کس مائی کے لیلے میں یہ جرات مرات ہے کہ مجھے بھیک دے۔''.... قاسم نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔
''کرنل فریدی نے مجھے خود کہا تھا کہ قاسم نے اس سے بھیک مانگی

ہے۔''.....عمران نے اسے اور چڑاتے ہوئے کہا۔

''کرنل پھریدی نے کہا ہے۔۔وہ خود بھیک منگا۔۔ارے ارے باپ رے کرنل۔۔کرنل تو بہت گریٹ ہے۔''.....قاسم کے لہجے کے ساتھ اس کی نظروں کا تعاقب کیا اور دوسرے لمحے وہ مسکرا دیا۔ ہوٹل کے گیٹ پر کرنل فریدی کھڑا تھا اور شائد اسے دیکھ کر ہی قاسم کا لہجہ بدل گیا تھا۔

''چلو اچھا ہوا وہ خود آ گئے۔۔ابھی سامنے پوچھ لیتا ہوں۔''.....عمران نے مسکرا کر کہا۔

''مم۔مم۔۔اچھے خالہ جاد۔۔کرنل سے نہ کہنا۔۔میں تمہیں ویسے مانگ کر دے دوں گا۔ دو ڈیڈی سے کہہ دیتے ہیں۔''.....قاسم نے اچانک منت بھرے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے کرنل فریدی لمبے لمبے بھرتا ان کی میز کے قریب پہنچ گیا۔

''یہ تم اچانک کیسے ٹپک پڑے یہاں؟''.....کرنل فریدی نے مسکرا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور بلا تکلف کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ قاسم تو یوں خاموش ہو گیا تھا۔ جیسے اسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

''آپ کی وہ کالی دیوی شائد یہی کام کرتی رہتی ہے کہ مجھ نا چیز کا تعاقب کرتی رہے۔''.....عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''کک۔۔۔کیا کالی دیوی۔۔۔اوہ آپ کرنل۔ کالی دیوی۔''.....قاسم کالی دیوی کا نام سنتے ہی بری طرح بوکھلا گیا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کا جسم پسینے سے بھیگ گیا ہو۔

''ارے ہاں!۔۔۔یہ تمہاری میڈم باوری بھی اس کالی دیوی کی پجارن ہے۔۔تم جیسے موٹے آدمیوں کو لے جا کر اس کے چرنوں میں ذبح کرتی ہے۔۔اور کالی دیوی خون پی کر اسے دعا دیتی ہے اور

وہ اورزیادہ اچھا ناچتی ہے۔'' .....عمران نے اسے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔اوہ ڈیڈی رے۔اوہ میرے ڈیڈی۔گرینڈ ڈیڈی۔اس کے گرینڈ ڈیڈی کی توبہ۔اوہ میں چلتا ہوں۔''....قاسم نے بری طرح کانپتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ قاسم اٹھ کر یوں دروازے کی طرف بھاگا جیسے اس کے پیچھے بلائیں لگ گئی ہوں۔

''اسے کیا ہوا''.... فریدی نے حیرت سے کہا۔

''کالی دیوی کا سایہ ہو گیا ہے۔''....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے اسے ڈرایا ہے۔کہیں اسے ہارٹ اٹیک نہ ہو جائے۔''

.....کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس بھاری بھرکم کو اٹیک کے لئے ایٹم بم چاہیے۔فریدی صاحب آپ بے فکر رہیں۔''....عمران نے کہا اور فریدی بے اختیار ہنس دیا۔

''اچھا۔تم بتاؤ کہ تمہاری آمد یہاں کیسے ہوئی؟''....کرنل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''پچھلے سال کیپٹن حمید کچھ رقم بطور قرضہ حسنہ لے آیا تھا۔سود میں نے معاف کر دیا تھا لیکن اصل زر بہر حال اصلی اور سچا زر ہوتا ہے۔اور آج کل ویسے بھی کڑکی کا دور ہے۔میں نے سوچا''۔۔۔ عمران کی زبان حسب عادت چل پڑی۔

''یہ تم سوچتے رہنا۔مجھ سے سیدھی بات کرو۔تم اس ڈارک کلب کے چکر میں آئے ہو۔لیکن تمہارا اس سے کیا تعلق۔''....کرنل فریدی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''ارے آہستہ بولئے۔دواندھیروں میں روشنی حرام ہو جاتی ہے۔جیسے دو ملاؤں میں مرغی۔''..عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے

کہا۔

''دوا ندھیروں میں۔''....کرنل فریدی چونک پڑا۔

''ارے آپ کی بلیک فورس عرف کالی دیوی۔۔اور دوڈارک کلب یعنی کالا دیوتا۔۔ان کے درمیان مجھ جیسا روشن آدمی تو حرام ہو ہی جائے گا''.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو شکر ہے تم نے روشن کہا ہے۔۔ورنہ پہلے مجھے شک ہو گیا تھا کہ کہیں روشنی کہہ کر تم نے اپنی اصل جنس کا تو تعارف نہیں کرا دیا''.... فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کھل کھلا کر ہنس پڑا۔فریدی کا جملہ خوبصورت تھا۔

''جناب!۔۔۔ہم نے تو آج تک آپ کی جنس پر شک نہیں کیا۔۔۔ورنہ فرید کے مقابلے میں فریدی تو واضح ہے۔''....عمران نے جوابی چوٹ کرتے ہوئے کہا۔اور اس بار کھل کھلا کر ہنسنے کی باری فریدی کی تھی۔

''اچھا آؤ میرے ساتھ۔۔کوٹھی میں چل کر بات کریں گے۔''... کرنل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''م۔م۔۔مگر میں نے ابھی بیمہ نہیں کرایا۔''...عمران نے بری طرح خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

''بیمہ۔۔بیمے کا یہاں کیا تعلق؟''.... کرنل فریدی نے حیران ہو کر پوچھا۔

''جناب!۔۔۔بغیر بیمے کے مرجانا ایسے ہے جیسے بیمہ کمپنی کو جائیداد تحفہ میں دے دی جائے۔۔آدمی زندہ تو مجھو کا مرے اور سچ مچ مر جائے تو کم از کم مزار تو خوبصورت بن جائے گا بیمہ کے کلیم کی رقم سے۔''..عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ!۔۔۔اتنی بزدلی بھی اچھی نہیں۔۔میں تو یہاں پبلک جگہوں پر

گھوم رہا ہوں اور تم کوٹھی میں جاتے ہوئے ڈرتے ہو"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"یعنی آپ کا مطلب ہے کہ اتنی تو نہیں۔۔ لیکن تھوڑی بہت اچھی ہوتی ہے۔۔ بھلا کتنی؟"..... عمران نے کہا۔

"تم آؤ۔۔ پھر بتاؤں گا"..... کرنل فریدی نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"م۔ مگر میرا سامان۔"..... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"وہ تم سے پہلے ہی کوٹھی پہنچ گیا ہے۔۔ فکر نہ کرو"..... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھے کوٹھی کی طرف چل پڑے۔

"ہاں!۔۔ اب بتاؤ کیسے آنا ہوا"..... فریدی نے کار چلاتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب!۔۔ کیا بتاؤں آجکل فارغ تھا۔۔ میں نے سوچا کہ چلو اپنے خالہ جاد سے جا کر رقم اینٹھ لاؤں۔۔ لیکن وہ تو الٹا مجھ سے بھیک منگوانے پر تیار ہو گیا"..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو تم بتانا نہیں چاہتے۔۔ ٹھیک ہے تمہاری مرضی۔۔ لیکن میرے ہوتے ہوئے تم ہوٹل میں نہیں رہ سکتے"..... فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اور آپ کے بعد تو میں ہوٹل جا سکتا ہوں"..... عمران نے کہا اور فریدی یکلخت مڑ کر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"ہوں۔۔ تو یہ بات ہے۔۔ اب میں سمجھ گیا کہ تم یہاں کیوں آئے۔ لیکن تمہاری ہمدردی کا بے حد شکریہ۔ میں خود ہی ان سے نمٹ لونگا۔ کرنل فریدی ان حقیر چوہوں کے ہاتھوں نہیں مر سکتا"..... فریدی نے نخوت لہجے میں کہا۔

''توبہ توبہ!۔۔آپ کے منہ میں خاک۔۔اوہ سوری!۔۔کیا کہتے ہیں۔۔میرے منہ میں گھی شکر۔۔ارے یہ محاورے ہمیشہ ہی غلط ہو جاتے ہیں۔ بہرحال سوچ لوں۔''....عمران نے آنکھیں یوں بند کر لیں جیسے صحیح محاورہ سوچ رہا ہو۔

''سنو عمران!۔۔ان لوگوں نے کرنل فریدی کو چیلنج کر کے اپنی موت کو آواز دی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ وقتی طور پر مجھے دھوکہ دینے میں وہ کامیاب ہو گئے ہیں۔۔اور انہوں نے وائٹ فاکس کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔لیکن میں انہیں پاتال سے بھی گھسیٹ نکالوں گا۔۔اور پھر یہ میرے ہاتھوں کتے کی موت مریں گے۔''....کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت تھا اور اس بار عمران چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب!۔۔وقتی دھوکے سے کیا مطلب؟''....عمران کے لہجے میں حیرت تھی اور فریدی نے اسے حمید کے اغوا سے لیکر کوٹھی میں ڈاکہ اور نقشہ چوری ہونے تک کی تمام تفصیل بتا دی۔

''اوہ!۔۔بڑی خوبصورت پلاننگ کی ہے انہوں نے۔۔اس کا مطلب ہے خاصے ذہین لوگ ہیں۔۔فریدی صاحب!۔۔آپ نے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا نقشہ دیکھ لیا ہے تو جیوش آرگنائزیشن اس وقت تک آپ کا پیچھا نہ چھوڑے گی۔۔جب تک وہ آپ کو موت کے گھاٹ نہ اتار دے۔ یہ ان کا ایک ایسا اصول ہے جس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔۔آپ ان کے چاہے سینکڑوں کارکن مار ڈالیں۔۔لیکن وہ آپ کو نہ چھوڑیں گے۔ میں نے آپ کا فون ملنے کے بعد کراس ورلڈ آرگنائزیشن کے سیکریٹری سے بات کی تھی۔ یہ تنظیم بھی یہودیوں کی ہے لیکن ان کے سیکریٹری سے میری پرانی دوستی ہے۔ اس نے یہودی ہونے کے باوجود مجھے ڈارک کلب اور جیوش آرگنائزیشن کے متعلق تفصیلات بتائی ہیں ڈارک کلب پیشہ ور قاتلوں

کی تنظیم ہے۔۔لیکن یہ جیوش آرگنائزیشن کی ذیلی تنظیم بھی ہے۔۔ اس کا چیف باس ایک گنجے سر اور درشت چہرے والا نامی گرامی قاتل ہے جس کا نام کرافٹ ہے۔اس گروپ میں دو لڑکیاں اور چار مرد شامل ہیں۔۔کرافٹ ٹھنڈے مزاج کا قاتل ہے اور انتہائی ذہانت سے جال پھینکنے کا عادی ہے۔اس گروپ میں شامل دو عورتوں کے نام سمکا اور شیری ہے۔۔دونوں انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں ہیں لیکن انتہائی بے رحم اور سفاک دل کی مالک ہیں۔۔دل کو ہاتھ میں لے کر یوں مسلتی ہیں جیسے اس کا جوس نکال رہی ہوں۔''.....

عمران اچھی خاصی بات کرتے کرتے اچانک پٹڑی سے اتر گیا۔

''گڈ۔۔تم نے تو اچھی خاصی معلومات حاصل کر لی ہیں۔۔ویری گڈ۔۔میں نے بھی کراس ورلڈ آرگنائزیشن اور سٹار ورلڈ آرگنائزیشن سے بات کی تھی لیکن انہوں نے مجھے ٹرخا دیا تھا۔بہر حال بے حد شکریہ''....کرنل فریدی نے کار کوٹھی کے گیٹ میں موڑتے ہوئے کہا۔

''معلومات حاصل کرنے کے لئے خالہ جاو بننا پڑتا ہے فریدی صاحب!۔۔بڑا مشکل کام ہے۔کبھی قاسم کا خالہ جاو بن کر دیکھیے۔''...عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی ہنس پڑا۔

کار پورچ میں رک چکی تھی اور پھر دونوں ہی باہر نکل آئے برآمدے میں کیپٹن حمید کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔اسے شائد پہلے ہی عمران کے سامان کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔

''جل تو جلال تو۔۔آئی بلا کو ٹال تو''...عمران نے حمید کو دیکھتے ہی زور زور سے وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا۔

''بلا تو کار میں آئی ہے۔''..حمید نے دانت پیستے ہوئی کہا۔

''اچھا۔کمال ہے۔اب بات یہاں تک پہنچ گئی فریدی صاحب!۔۔

آپ کیپٹن صاحب کے لئے بلا بن چکے ہیں۔۔ ارے معاف کر دیجئے۔۔ بے چارہ عاشق مزاج بے ضرر سا آدمی ہے۔۔ دو چار باتیں کر کے دل پشاوری کر لیتا ہے۔''.... عمران نے بات فریدی پر ڈالتے ہوئے کہا۔

''حمید!۔۔ نمبر الیون سے معلوم کرو کہ کسی نے تعاقب تو نہیں کیا۔'' ...کرنل فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا اور خود عمران کا ہاتھ پکڑے ڈرائنگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ہاں!۔۔ اب بتاؤ۔۔ ان دو عورتوں کے علاوہ اور کون کونسے لوگ ہیں اس کلب میں؟''...فریدی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چار مرد ہیں۔ بارٹن۔ جیکفی۔ جاکی۔ اور سام۔ صرف سام کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ دبلا پتلا اور لمبے قد کا ہے۔ باقی تینوں بھاری جسم کے ہیں۔''...عمران نے بھی سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔ اس کا مطلب ہے کہ نقشہ اڑانے میں گروپ کے اصل آدمیوں نے کام کیا ہے۔ جب کہ حمید کو اغوا کرنے کے لئے انہوں نے مقامی غنڈوں کا سہارا لیا ہے۔ اور یہ غنڈے بھی وہ گوا سے لے کر آئے تھے۔''...فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن حمید کی قسمت اچھی تھی کہ مقامی غنڈوں کی وجہ سے اس کی جان بچ گئی۔۔ اور شائد اسی غلطی کی بنا پر وہ مقامی غنڈے بھی مارے گئے ہیں۔۔ ظاہر ہے کہ حمید نے آپ کو ان سے حلیے وغیرہ کی تفصیل بتادی ہوگی۔''....عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔ یقیناً ایسا ہی ہوا ہوگا۔۔ میں ایک بار پھر تمہارا شکریہ ادا کرتا ہوں۔۔ تم نے ان لوگوں کے متعلق تفصیلات بتا کر

مجھے ان کے زیادہ قریب کر دیا ہے"۔ ..فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اس میں شکریہ کی کوئی بات نہیں ۔۔ یہ تفصیل میں نے اپنے مقصد کے لئے حاصل کی تھی۔ اور آپ بار بار میرے یہاں آنے کا مقصد پوچھ رہے تھے تو اصل بات یہ ہے کہ آپ کا فون ملنے کے بعد مجھے خیال آ گیا کہ اگر جیوش آرگنائزیشن ساگالینڈ میں اس طرح کام کر سکتی ہے تو پھر یقیناً پاکیشیا میں بھی ان کا کوئی نہ کوئی گروپ کام کر رہا ہوگا۔ میں نے سوچا کہ ڈارک کلب میں سے کسی کو پکڑ کر اس کے ذریعے اس گروپ کا پتہ چلاؤں گا۔ لیکن اب آپ کی بتائی ہوئی تفصیل کے بعد معاملہ زیادہ گھمبیر ہو گیا ہے۔ جیوش آرگنائزیشن بہت بڑی تنظیم ہے۔ ڈارک کلب جیسی بیشمار تنظیمیں اس کے اندر کام کرتی ہیں۔ مجھے نقشے کے متعلق علم نہ تھا۔ لیکن مجھے احساس ہو رہا ہے کہ آپ اب ایک یقینی خطرے میں پھنس چکے ہیں۔ آپ زیادہ سے زیادہ ڈارک کلب کا خاتمہ کر دیں گے تو وہ اور تنظیم بھیج دیں گے۔ آپ کس کس کا خاتمہ کریں گے اور پھر اندھیرے کونے سے چلنے والی کوئی نہ کوئی گولی بہرحال آپ کی طرف ضرور آئے گی"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اس کا اب میری نظر میں صرف ایک ہی حل ہے۔ نقشہ یقیناً آپ کے ذہن میں موجود ہوگا۔ اس نقشے کی مدد سے آپ ان کے ہیڈکوارٹر کو ٹریس کر کے اس پر حملہ کر دیں۔ وہ جڑ ہی کاٹ دیں جس کی شاخیں اور پتے آپ کی طرف لپک رہے ہیں"۔ ..عمران نے کہا۔

"ہوں!۔۔ بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔۔ لیکن اس میں کئی مسئلے سامنے آتے ہیں۔ یہ مشن بہرحال سرکاری نہیں ہو سکتا۔ میرا پرائیوٹ

ہوگا اس لئے میں بلیک فورس کو استعمال نہیں کر سکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ میں یہاں سے چھٹی لوں اور خود اکیلا یا کیپٹن حمید کو ساتھ لے کر ان پر چڑھ دوڑوں ۔''.. فریدی نے سوچتے ہوئے کہا۔

''سرکاری نہیں تو سرکاری بنایا جا سکتا ہے۔۔ یا دوسری صورت یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح آپ اور کیپٹن حمید چھٹی لیں گے اس طرح آپ کی بلیک فورس کے بھی دس بارہ ممبر چھٹی لے سکتے ہیں۔ میں اور میری ٹیم بہر حال حاضر ہے۔''.... عمران نے کہا۔

''اوہ ایسی بات نہیں۔۔ یہ میرا مسئلہ ہے۔ میں ان سے نمٹ لوں گا۔ تمہارا بیحد شکریہ۔''.. فریدی نے چونکتے ہوئے جواب دیا۔

''یہ آپ کا ذاتی مسئلہ ہی نہیں ہے۔۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے سارے مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔۔ فریدی صاحب! جیوش آرگنائزیشن کی اب تک سب سے بڑی کامیابی یہی ہے کہ ان کے ہیڈ کوارٹر کا کسی کو علم نہ تھا۔۔ لیکن اب اس کا علم ہونے کے بعد اس خوفناک عفریت کا خاتمہ فرض ہو گیا ہے۔۔ یہ ایسی تنظیم ہے جو کسی بھی وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرنے سے بھی باز نہیں رہے گی۔''.. عمران کے لہجے میں بے حد سنجیدگی نمایاں تھی۔

''لیکن بہر حال ایک مذہبی مسئلہ سرکاری مسئلہ نہیں بن سکتا۔''.... فریدی نے کہا۔

''آپ کی حکومت کے لئے نہ بن سکتا ہو۔۔ لیکن میری حکومت کے لئے تو بن سکتا ہے۔۔ بلکہ یوں سمجھیں کہ بن چکا ہے۔۔ اگر ہم شاکر سرات کے کہنے پر معصوم فلسطینوں کے قتل عام کا انتقام لینے کے لئے اسرائیل میں تباہی پھیلا سکتے ہیں تو کیا پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اربوں مسلمانوں کو ان یہودیوں بھیڑیوں سے بچانے کے لئے کام نہیں کر سکتے۔''.... عمران کا لہجہ چٹان کیطرح سخت تھا۔

”بہر حال اس بات پر غور کریں گے۔۔فی الحال تو ڈارک کلب کا مسئلہ ہے۔۔اس نے میرا گورکھا چوکیدار قتل کیا ہے۔میں اسے اب زندہ تو بہر حال نہیں چھوڑ سکتا“.... کرنل فریدی نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

”پھر ایسا کریں کہ آپ اپنے ذہن میں موجود نقشہ کاغذ پر بنا لیں اس کی ایک کاپی مجھے دے دیں۔۔۔آپ یہاں ڈارک کلب سے نپٹئے۔۔جب تک میں ان کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریس کرنے کا کام آگے بڑھاؤں گا۔۔۔جب آپ ڈارک کلب کا خاتمہ کر لیں گے تو اگر چاہیں تو میرے ساتھ شامل ہو جائیں۔۔چاہے تو یہاں بیٹھے سن لیا کریں“.... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا، پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

کرنل فریدی نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“.... کرنل فریدی نے صرف ”یس“ کہنے پر ہی اکتفا کیا۔

”کرنل فریدی صاحب سے بات کرائیں۔۔میں راج شری بول رہی ہوں مسز بالم کپور۔۔پلیز جلدی کریں“.... دوسرے طرف سے ایک عورت کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ بھابھی آپ ہیں۔۔میں فریدی بول رہا ہوں۔۔خیریت ہے“.... کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

”فریدی صاحب!۔۔۔خدا کے لئے جلدی میرے پاس آیئے۔۔میرے بیٹے رام شری کو اغوا کر لیا گیا ہے۔وہ پچاس لاکھ روپے چوبیس گھنٹوں کے اندر مانگ رہے ہیں اور ساتھ ہی انہوں

نے دھمکی دی ہے کہ اگر پولیس یا سیکرٹ سروس یا کسی دوسرے کو اطلاع دی گئی تو رام شری کا گلا کاٹ دیا جائے گا۔۔ پلیز خدا کے لئے میرے رام شری کا بچائیے۔۔ وہ تو ننھا سا کھلونا ہے۔۔ وہ تو ان ظالموں کے ہاتھوں ٹوٹ جائے گا۔۔ پلیز''۔۔۔ دوسری طرف سے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رونے اور سسکیاں لینے کی آوازیں شروع ہو گئیں۔

''بالم کپور صاحب کہاں ہیں۔۔۔ اور یہ واقعہ کس وقت ہوا ہے؟''۔۔۔ فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ۔۔ وہ موجود ہیں۔۔ انہی کے کہنے پر میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ وہ ڈر رہے ہیں کہ کہیں ٹیپ نہ ہو رہا ہو''۔۔۔ راج شری نے جواب دیا۔

''ٹیپ ہو رہا ہوگا تو آپ کا فون بھی تو ہو رہا ہوگا۔۔۔ آپ میری ان سے بات کرائیں''۔۔۔ فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہیلو کرنل!۔۔۔ پلیز جلدی آ جاؤ۔۔ ہمارے ساتھ بہت ظلم ہوا ہے۔۔ راج شری تو سنبھالی نہیں جا رہی۔ پلیز''۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز ابھری۔

اور کرنل فریدی کی پیشانی پر موجود شکنیں صاف ہو گئیں۔

''یہ واقعہ کب ہوا ہے؟''۔۔۔ فریدی نے کہا۔

''پلیز۔ یہیں آ جاؤ کوٹھی۔۔ تفصیل سے بات ہوگی۔۔ پلیز جلدی کرو۔۔ میرا ذہن کام نہیں کر رہا''۔۔۔ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''اچھا ٹھیک ہے۔۔۔ میں آ رہا ہوں۔۔ گھبرائیں نہیں۔۔ بھابھی کو تسلی دیں۔۔ رام شری مل جائے گا زندہ سلامت''۔۔۔ کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"تب تک مجھے اجازت۔۔ میں ذرا خالہ جاد کو مزید نچوڑ کر دیکھوں۔ اچھا بھلا کام ہو رہا تھا کہ آپ کے آنے کی وجہ سے وہ بدک گیا"..... عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے آؤ۔۔ جہاں تم کہو گے۔ میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔" ..فریدی نے کہا۔

"کیا کوئی کار ادھار نہیں مل سکتی۔۔ دراصل کچھ رقم کی۔۔ اور آپ جانتے ہیں کہ ٹیکسی کا میٹر ورلڈ ریس چیمپئن ہوتا ہے۔"...عمران نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔۔ سوری! مجھے خیال نہیں رہا۔ حمید"...کرنل فریدی نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اونچی آواز میں حمید کو بلایا۔

"یس"... دوسرے لمحے حمید دروازے پر نمودار ہوا۔ وہ یقیناً ساتھ والے کمرے میں موجود تھا اور شائد عمران کی وجہ سے وہ پہلے اندر نہ آیا تھا۔

"گیراج سے ڈالسن نکال لاؤ۔ جلدی کرو"....کرنل فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری!۔۔ میں اس کا ڈرائیور نہیں ہوں۔۔ اسے خود بھیج دیں۔ نکال لے گا۔ ہونہہ"....کیپٹن حمید نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔ وہ ان کی گفتگو تو سن ہی رہا تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ کار عمران کے لئے منگوائی جا رہی ہے۔

"حمید"...کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے اور سرد لہجے میں کہا اسے شائد حمید کے اس غیر متوقع جواب پر غصہ آ گیا تھا۔

"رہنے دیں فریدی صاحب!۔۔ خوامخواہ ڈرائیونگ سیٹ کو پاک کروانا پڑے گا۔ آپ مجھے گیراج بتا دیں۔ میں خود ہی لے لونگا۔"

....عمران نے کہا۔
''آؤ میرے ساتھ۔۔اور حمید!۔۔تم نے کوٹھی سے باہر نہیں جانا۔۔سمجھنے۔ورنہ''....کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران کے بعد حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔اور حمید کندھے اچکاتا ہوا باہر چلا گیا۔
کرنل فریدی عمران کو ہمراہ لے کر کوٹھی کے عقب میں بنے ہوئے گیراجوں میں گیا اور پھر چند لمحوں بعد نیلے رنگ کی ایک ڈاٹسن کار میں عمران بیٹھا کوٹھی سے باہر آ گیا۔
کار کی ٹینکی پٹرول سے فل تھی اس لئے عمران کے چہرے پر اطمینان تھا۔
عمران کی کار کے پیچھے ہی کرنل فریدی کی کار بھی باہر آ گئی اور پھر چوک تک وہ دونوں آگے پیچھے بھاگتی رہیں۔چوک سے فریدی کی کار دائیں طرف کو مڑ گئی جب کہ عمران کی کار سیدھی شہر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ڈارک کلب کا چیف باس کرانٹ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہیڈ پوسٹ آفس میں داخل ہوا۔اس وقت وہ مقامی لوگوں کے میک اپ میں تھا اور اس کے گنجے سر پر سیاہ رنگ کے گھنگھریالے بالوں کی وگ چڑھی ہوئی تھی۔اس نے کشمشی رنگ کو سوٹ پہنا ہوا تھا۔آنکھوں پر دھوپ کا چشمہ تھا۔
''مجھے فارن پوسٹ میں ایک لفافہ بھجوانا ہے۔''....اس نے برآمدے میں داخل ہو کر ایک کاؤنٹر کلرک سے بات کرتے ہوئے کہا۔
''یہی شعبہ فارن پوسٹ کا ہے۔۔لائیے لفافہ۔''....کلرک نے جواب دیا۔
''اسے رجسٹرڈ پوسٹ بھیجنا ہے۔۔انتہائی قیمتی کاغذات ہیں۔''.....کرانٹ نے جیب سے ایک لمبا سا لفافہ نکالتے ہوئے کہا اور لفافہ کلرک کی طرف بڑھا دیا۔

کلرک نے لفافے پر لکھا ہوا ناراک کا پتہ پڑھا اور پھر اس نے اس کا وزن کیا۔

"بیس روپے چالیس پیسے۔" ..... کلرک نے حساب لگانے کے بعد کہا اور کرافٹ نے نوٹوں کا بنڈل جیب سے نکال کر اس میں ایک نوٹ کھینچا اور کلرک کی طرف بڑھا دیا۔

"اوہ!۔۔ اس پر آپ نے اپنا پتا درج نہیں کیا۔۔ اسے درج کیجئے۔" ..... کلرک نے رقم لینے کے بعد لفافہ واپس کرافٹ کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے؟" ..... کرافٹ نے پوچھا۔

"جی ہاں!۔۔ ضروری ہے۔۔ رجسٹرڈ پوسٹ بھیجنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ لفافہ کسی وجہ سے وہاں ڈلیور نہ ہو سکے تو پھر آپ کے ایڈریس پر واپس بھیج دیا جائے گا۔" ..... کلرک نے کہا اور کرافٹ نے سر ہلاتے ہوئے لفافے کی ایک سائیڈ پر اپنا نام اور پتہ گھسیٹ دیا۔

کلرک نے غور سے پتہ پڑھا اور پھر ایک رجسٹر کے ورقوں کے درمیان رکھی ہوئی مختلف مالیت کی ٹکٹیں نکالیں اور انہیں لفافے پر چپکانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اس پر رجسٹرڈ نمبر کی چٹ چسپاں کی اور رسید کاٹنی شروع کر دی۔

رسید کاٹ کر اور اس پر ڈاکخانے کی مہر لگا کر اس نے رسید کرافٹ کے حوالے کر دی اور لفافے پر لکھے ہوئے پتے کو ایک بار پھر غور سے پڑھ کر اسے ایک طرف رکھے ہوئے لفافوں پر ڈال دیا۔

کرافٹ کھڑا اسے غور سے دیکھتا رہا۔ جب اس نے لفافہ ایک طرف رکھ دیا تو وہ واپس پلٹا۔ لیکن وہ پوسٹ آفس سے باہر آنے کی بجائے ایک اونچے ڈیسک کی آڑ میں رک گیا۔ یہاں سے وہ اس کلرک کی حرکات و سکنات کو بخوبی دیکھ سکتا تھا۔ اسے دراصل کلرک نے اس

طرح بار بار پتہ پڑھنے سے شک میں ڈال دیا تھا۔ ورنہ عام ڈاک کا پتہ اس طرح غور سے کوئی نہیں پڑھتا۔

کرافٹ کو معلوم تھا کہ اس لفافے میں دنیا کا سب سے قیمتی کاغذ جا رہا ہے۔ جیوش آرگنائزیشن کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کا وہ نقشہ جو فریدی نے حاصل کر لیا تھا۔ اس نے پہلے سوچا تھا کہ اسے کسی ایئر کمپنی کے ذریعے بھیجا جائے۔ لیکن پھر اسے معلوم ہوا کہ ایئر کمپنی کی ڈاک باقاعدہ سنسر ہوتی ہے تو اس نے اسے عام ڈاک کے طور پر بھیجنے کا فیصلہ کیا تھا۔ لفافے پر پتہ ڈارک کلب کے ہیڈ کوارٹر کا تھا۔ وہاں سے یہ لفافہ خفیہ طور پر جیوش آرگنائزیشن کے کسی ڈائریکٹر تک پہنچا دیا جاتا تھا لیکن کلرک کی حرکات نے اسے مشکوک کر دیا تھا۔ اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آ گیا تھا کہ کہیں کرنل فریدی نے سرکاری طور پر ڈاکخانے میں ایسی ہدایات انہیں بھجوا دیں کہ مشکوک پتے کی حامل فارن ڈاک کو چیک کیا جائے اور ہو سکتا ہے کہ تمام ڈاک پہلے کرنل فریدی کے پاس پہنچتی ہو اور وہاں سے چیک ہو کر باہر جاتی ہو۔ گو اسے معلوم تھا کہ اس وقت کرنل فریدی، بارٹن اور شیری اور دوسرے ساتھیوں کے ہاتھوں موت کے جنگل میں پھنس چکا ہو گا لیکن پھر بھی محتاط رہنا اس کی فطرت میں شامل تھا۔

اور دوسرے لمحے یہ دیکھ کر کرافٹ نے ہونٹ بھینچ لئے کہ کلرک نے ادھر ادھر دیکھنے کے بعد دو لفافہ دوبارہ اٹھا لیا اور اس کا پتہ غور سے پڑھنا شروع کر دیا۔

کلرک چند لمحے پتہ پڑھتا رہا۔ پھر اس نے لفافہ دوبارہ انہی لفافوں میں رکھ دیا۔ اور سیٹ سے اٹھ گیا۔

کرافٹ اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اسے ایک بار خیال آیا کہ لفافہ واپس اٹھا لے۔ لیکن جہاں لفافے رکھے ہوئے تھے وہاں تک

اس کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا۔ اور لفافہ اٹھانے کے لئے اسے کلرکوں اور آفیسروں سے بھرے ہوئے ہال میں جانا پڑتا اور ظاہر ہے وہ لوگ اسے لفافہ نہ اٹھانے دیتے۔ اس لئے وہ خاموش کھڑا کلرک کو دیکھتا رہا۔

کلرک بجائے کسی کے پاس جانے کے ایک دروازے سے ہوکر ہال سے باہر نکل آیا اور ایک راہداری میں مڑ گیا۔ کرافٹ اس کے پیچھے چلنے لگا۔

راہداری کراس کر کے وہ کلرک ڈاکخانے کی عقبی سمت ایک طرف ہٹ کر بنے ہوئے ٹوائلٹس کی طرف بڑھ گیا۔ اور اب کرافٹ کو یقین ہو گیا کہ اس کا شک درست ہے۔ یہ کلرک یقیناً کرنل فریدی کی بلیک فورس کا رکن ہے اور شائد یہ ٹوائلٹ میں اس لئے جا رہا ہے تاکہ ٹرانسمیٹر پر کرنل فریدی کو اس لفافے کے متعلق اطلاع دے سکے۔

اب سارا کھیل اس کی سمجھ میں آ گیا تھا۔ ساری ڈاک چیک کرنا تو محال تھا اس لئے کرنل فریدی نے کلرک کی جگہ بلیک فورس کا آدمی بٹھا دیا کہ جس لفافے کی طرف سے وہ مشکوک ہو، وہ اسے کال کر دیتا اور پھر شائد کرنل فریدی سرکاری طور پر اس لفافے کو منگوا لیتا۔ یہ بڑا آسان سا طریقہ تھا۔ لیکن اب کرافٹ فیصلہ کر چکا تھا کہ وہ اس کلرک کو کال کرنے سے پہلے ہی ختم کر دے گا اور پھر اس کی لاش کو ایسی جگہ پر پھینک دے گا جہاں سے کم از کم ایک دو روز تک وہ کسی کی نظر نہ آ سکے تاکہ اس دوران لفافہ عام ڈاک کے ساتھ ملک سے باہر نکل جائے۔ اس کی تیز نظروں نے ٹوائلٹس کے پیچھے ویران سی جگہ چیک کر لی تھی۔ جو نہ صرف آف سائیڈ تھی بلکہ وہاں سرکنڈوں کا ایک ذخیرہ سا نظر آ رہا تھا۔ شائد اس طرف کبھی کوئی آیا ہی نہ تھا۔

''ہیلو مسٹر''...اچانک کرافٹ نے جیب میں رکھے ہوئے سائلنسر

لگے ریوالور کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ٹوائلٹ کے دروازے پر پہنچنے والے اسی کلرک کو مخاطب کر کے کہا۔

کلرک اس کی آواز سن کر تیزی سے مڑا اور پھر کرافٹ کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ حیرت سے ٹھٹھک گیا۔

''جی فرمائیے!۔۔کیا بات ہے؟'' .....کلرک نے کچھ نہ سمجھنے والے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔انتہائی ضروری پلیز ذرا اس طرف ہو کر میری بات سن لیجئے۔'' .... کرافٹ نے اس کے قریب پہنچتے ہوئے کہا۔

''میں ٹوئلٹ سے ہو کر آ رہا ہوں۔۔آپ کاؤنٹر پر چلیں۔'' .....

نوجوان نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''میری بات سنو'' ....اچانک کرافٹ نے سرد لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ریوالور نکال کر اس کی جھلک نوجوان کو دکھائی اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

''خبردار!۔۔۔۔اگر آواز نکالی تو میں ڈھیر کر دونگا۔صرف میری ایک بات سن لو ادھر ٹوئلٹس کے پیچھے آ کر۔'' ....کرافٹ نے اسے بازو سے پکڑ کر کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

نوجوان کی آنکھیں ریوالور دیکھ کر اور اس کا کرخت لہجہ سن کر حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔

''کک۔کک۔مم۔میرا قصور'' ...نوجوان نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔۔۔اگر تم نے کوئی شور نہ مچایا تو کچھ نہیں کہوں گا ورنہ یاد رکھو۔گولی سیدھی دل پر پڑے گی۔'' .....کرافٹ نے کہا اور نوجوان نے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔کرافٹ

اسے لے کر نوائلٹس کی پشت پر سرکنڈوں میں پہنچ گیا۔

''اب بولو۔۔ٹرانسمیٹر کہاں ہے۔۔جس کی مدد سے تم نے کرنل فریدی کو اطلاع دی تھی؟''....کرافٹ نے اکیلی جگہ پر جاتے ہی کہا۔

''ٹٹ۔ٹرانسمیٹر۔۔کیسا ٹرانسمیٹر۔۔م۔۔میں تو ٹوائلٹ میں جا رہا تھا''....نوجوان نے ٹرانسمیٹر کا سن کر اور زیادہ گھبرا کر کہا۔

''تم اس لفافے کے پتے کو غور سے کیوں پڑھ رہے تھے؟''....کرافٹ نے پوچھا۔ ویسے اسے نوجوان کے چہرے پر موجود گھبراہٹ اور خوف سے اندازہ ہو رہا تھا کہ نوجوان بے قصور ہے اس کا اپنا ہی اندازہ غلط تھا۔ کم از کم بلیک فورس تنظیم کا رکن اس طرح کی فطری اداکاری نہیں کر سکتا اگر اسے اداکاری کہا جائے تو۔

''وہ۔۔وہ اس میں ہراک کے ہجے عجیب لکھے ہوئے تھے۔ تم اپنا۔اے۔آر۔اے۔کے۔ لکھتے اور پڑھتے ہیں۔۔جب کہ اس لفافے پر این۔ڈبل اے۔آر۔اے۔سی لکھا ہوا تھا''....نوجوان نے جلدی سے جواب دیا۔

''او اچھا۔تو یہ بات ہے۔۔لیکن تمہاری اتنی باریک بینی ہمارے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے۔۔اس لئے تم چھٹی کرو''....کرافٹ نے اس بار سرد لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے جیب سے باہر آیا اور ٹھک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی نوجوان کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔ وہ جھٹکا کھا کر پشت کے بل سرکنڈوں کے اوپر گر گیا۔ اس کا جسم اینٹھنے لگا تھا۔ سیدھی دل میں گھس جانے والی گولی نے اسے چیخنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔

کرافٹ نے بڑے مطمئن انداز میں سائلنسر لگی نال سے نکلنے والے دھوئیں کی لکیر کو پھونک مار کر منتشر کیا اور پھر غور سے اس مرتے ہوئے

نوجوان کو دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے یا آنکھوں میں ہمدردی یا رحم کی ذرہ برابر بھی رمق موجود نہ تھی۔

نوجوان کا جسم چند لمحوں تک اینٹھتا رہا۔ پھر وہ ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

جب کرافٹ کی تسلی ہو گئی کہ نوجوان واقعی ختم ہو چکا ہے تو وہ واپس مڑا اور پھر ٹویلٹس کی اوٹ سے نکل کر راہداری میں سے ہوتا ہوا واپس اسی اونچے ستون کی آڑ میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں اب بھی اسی خالی کاؤنٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ کاؤنٹر کے ساتھ لفافے ویسے ہی پڑے ہوئے تھے۔ وہ کافی دیر تک کھڑا رہا۔ پھر اس نے ایک آدمی کو بڑبڑانے کے سے انداز میں اس خالی کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ اس آدمی نے لفافے اور رسید بک اٹھائی اور واپس چلا گیا۔

کرافٹ آگے بڑھا اور اب کاؤنٹر کی جالی کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی نظریں اسی آدمی پر جمی ہوئی تھیں جو لفافے اٹھا کر لے گیا تھا۔ اور پھر جب اس نے اسے تمام لفافے ایک خالی تھیلے میں ڈال کر اسے سیل کرتے دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی کی کار سیکرٹری داخلہ بالم کپور کی کوٹھی کے گیٹ میں داخل ہوئی، باہر کھڑے مسلح چوکیدار نے فریدی کو بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔ چونکہ فریدی وہاں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے وہ فریدی کو اچھی طرح جانتا تھا۔

کرنل فریدی نے کار آگے بڑھائی۔ لیکن دوسرے لمحے ایک خیال آتے ہی اس نے بریک لگا دیئے اور کھڑکی سے سر نکال کر چوکیدار کو اپنے پاس بلایا۔

''یس صاحب''.....چوکیدار نے بھاگ کر قریب آتے ہوئے کہا۔

''یہ رام شری کس وقت اغوا ہوا ہے؟''....کرنل فریدی نے اس سے پوچھا اس نے سوچا کہ ماں باپ کے تو ہوش ٹھکانے نہیں ہوں گے اس لئے چوکیدار زیادہ تفصیل بتا سکتا ہے۔

''کیا بولتا ہے صاحب!۔۔۔رام شری اغوا۔۔۔صاحب! رام شری تو ٹیوشن پڑھنے گیا ہے صاحب۔۔۔ڈرائیور اسے خود چھوڑ کر ابھی تھوڑی دیر پہلے آیا ہے صاحب۔''.....چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور فریدی کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ الجھن سی بھی تیر گئی۔

''رام شری کس وقت گیا ہے۔''....فریدی نے پوچھا۔

''ابھی صاحب!۔۔۔دس منٹ پہلے صاحب!۔۔۔یہاں پاس ہی تو اس کے ٹیوٹر کا رہائش ہے صاحب!۔۔۔ڈرائیور کو واپس آئے دو تین منٹ ہوا ہے صاحب''...چوکیدار نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کار آگے بڑھا دی۔ دس منٹ تو اسے کوٹھی سے چلے ہوئے ہو گئے تھے۔ اور اس سے پہلے راج شری کا فون آیا تھا۔ یہ کیا چکر تھا؟ بہر حال کرنل فریدی نے کار آگے لے جا کر پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ڈرائینگ روم میں داخل ہوا تو اس نے وہاں راج شری اور بالم کپور کو کھڑے دیکھا۔ دو اور آدمی بھی وہاں موجود تھے۔

''کب گم ہوا ہے رام شری؟''....کرنل فریدی نے اندر داخل ہوتے ہوئے پوچھا۔ وہ راج شری اور بالم کپور دونوں سے مخاطب تھا کہ اچانک بالم کپور نے جواب دینے کی بجائے اپنا ہاتھ اونچا کیا۔ اور عین اسی لمحے کرنل فریدی یکلخت اپنی جگہ سے اچھلا۔ دوسرے لمحے چار دھماکے ہوئے۔ لیکن فریدی بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابازی لگا

کرا پنی پشت پر موجود دروازے سے باہر جا گرا تھا۔ اس نے بالم کپور کے ہاتھ اوپر کرتے ہی سب کے ہاتھوں میں ریوالوروں کی جھلک دیکھ لی تھی اور ظاہر ہے ایسی صورت میں کرنل فریدی بھلا کیسے رک سکتا تھا۔

برآمدے سے باہر گرتے ہی کرنل فریدی نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ دروازے کے اندر کی طرف کیا اور فائرنگ کھول دی۔ دوسرے لمحے دو چیخیں بلند ہوئیں کرنل فریدی اچھل کر ایک طرف دیوار کے ساتھ جا لگا۔ چیخوں کے ساتھ ہی اندر سے دھماکے ہوئے اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں ایک لمحے پہلے فریدی موجود تھا۔

اسی لمحے چوکیدار شور مچاتا ہوا اپنی رائفل لہراتا برآمدے میں پہنچ گیا۔ اس نے شائد فائرنگ کی آوازیں سن لی تھیں۔

''کیا ہوا فریدی صاحب!۔ کیا ہوا۔ یہ کیسی فائرنگ تھی؟''... چوکیدار نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ڈرائینگ روم کے کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔

''ارے صاحب لاشیں۔''.... چوکیدار کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل فریدی تیزی سے اندر کی طرف دوڑا۔ دروازے کے قریب ہی ان دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جو بالم کپور اور راج شری کے ساتھ ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔

ڈرائینگ روم کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ کرنل فریدی دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور پھر وہ تیزی سے کوٹھی میں گھوم گیا۔ کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ پائیں باغ کا عقبی دروازہ بھی کھلا ہوا تھا۔ کرنل فریدی بھاگ کر اس دروازے سے باہر نکلا۔ لیکن عقبی سڑک خالی پڑی ہوئی تھی، کرنل فریدی طویل سانس لے کر واپس آ گیا۔ اب چوکیدار بھی گھبرائے

ہوئے انداز میں ادھر آ گیا۔
''صاحب اور بیگم کہاں ہیں؟''....چوکیدار نے پریشان لہجے میں پوچھا۔
''وہ نقلی صاحب اور بیگم تھے۔۔یہ نوکر کہاں گئے؟''....فریدی نے پوچھا۔
''نقلی صاحب اور بیگم۔۔نہیں صاحب!۔۔یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ نوکروں کو تو بڑے صاحب نے چھٹی دے دی تھی۔۔وہ تو مجھے بھی چھٹی دے رہے تھے۔مگر بیگم صاحبہ نے کہا کہ نہیں۔۔کرنل فریدی صاحب نے آنا ہے اسے گیٹ پر ہونا چاہیے، تو بڑے صاحب نے اجازت دے دی۔''....چوکیدار نے کہا۔
''وہ ڈرائیور کہاں ہے جو رام شری کو چھوڑ کر آیا تھا۔تم کہہ رہے تھے کہ میرے آنے سے دو منٹ پہلے آیا تھا۔''....کرنل فریدی نے پوچھا۔
''صاحب!۔۔۔اس کی لاش تو اندر پڑی ہے۔۔یہ بیگم صاحب کا نیا ڈرائیور ہے۔بیگم صاحب دو روز پہلے کہیں گیا تھا تو صاحب ساتھ گیا تھا۔۔پھر صاحب اکیلا واپس آ گیا۔۔بیگم صاحب آج آیا تو یہ نیا ڈرائیور ساتھ تھا۔۔بیگم صاحب کو کوٹھی پر چھوڑ کر رام شری کو لے کر چلا گیا اور چھوڑ کر واپس آ گیا۔''....چوکیدار نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا واپس ڈرائنگ روم میں آ گیا۔اس نے غور سے ان دونوں لاشوں کے چہروں کو دیکھا۔وہ میک اپ میں نہ تھے۔اور مقامی افراد ہی تھے۔اب ساری سکیم فریدی کی سمجھ میں آ گئی تھی یہ اسے قتل کرنے کا پلان تھا اگر وہ چوکیدار سے بات نہ کرتا تو شائد اسے آخری لمحے تک اس پلان کا اندازہ نہ ہوسکتا اور ایسی صورت میں چار ریوالوروں سے نکلنے والی گولیاں اسے یقیناً چاٹ جاتیں۔

لیکن چوکیدار سے بات کرنے کے بعد اس کی چھٹی حس نے اسے چوکنا کر دیا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ عین آخری لمحے میں بیک ڈائیو مار کر اپنے آپ کو بچا لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ویسے بھی ان لوگوں نے جلدی کی تھی اگر وہ فریدی کو اطمینان سے سنبھالتے اور پھر اسے چاروں طرف سے گھیر کر فائر کرتے تو یقیناً فریدی کے بچ نکلنے کی کوئی راہ نہ ہوتی۔ لیکن چونکہ ان کے اپنے دلوں میں چور تھا اس لئے انہوں نے فوراً ہی کام نمٹانے کی کوشش کی تھی بہر حال فریدی ایک خوفناک سازش سے بال بال بچا تھا۔

فریدی نے ٹیلیفون اٹھایا تو ٹیلیفون ڈیڈ تھا۔ اس کی نظریں ٹیلیفون کی تار کے ساتھ ساتھ دوڑتی ہوئی قالین تک پہنچیں اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ قالین کے ساتھ تاریں باقاعدہ کاٹی گئی تھیں۔

''ساتھ والی کوٹھی سے جا کر پولیس کو فون کرو۔ جلدی۔''... فریدی نے کہا اور چوکیدار سر ہلاتا ہوا گیٹ کی طرف دوڑ پڑا۔

عمران نے کار یکلخت ہیڈ پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف آفس کے گیٹ میں موڑ دی۔ اس کا پروگرام تو ادھر آنے کا نہ تھا لیکن بورڈ دیکھ کر اچانک خیال آ گیا کہ یہاں سے وہ آسانی سے پاکیشیا کال کر سکتا ہے۔ فریدی کی کوٹھی سے وہ کال کرنا نہ چاہتا تھا اور باقی جگہوں سے فارن کال مسئلہ بن جاتی تھی اور اس لئے عمران بورڈ دیکھنے کے بعد اندر آ گیا تھا اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر باہر نکل کر وہ عمارت میں داخل ہو گیا۔

فارن کال کا کاؤنٹر برآمدے کے ایک کونے میں تھا۔ اس نے کلرک سے پاکیشیا ڈائریکٹ ڈائل کرنے کی خواہش ظاہر کی تو پھر کلرک نے کاؤنٹر پر رکھا ہوا فون اس کی طرف بڑھا دیا۔ اس فون کے ساتھ ہی ایک میٹر نصب تھا۔ جب کال مل جاتی تو میٹر خود بخود چلنے لگ جاتا تھا

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو بچوں جیسی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آ رہا تھا۔

''آپ واقعی پرنس ہیں۔۔کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟''....شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔

''واقعی کا جواب تو ڈیڈی یا ممی دے سکتے ہیں۔۔میں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سرٹیفکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

سے بلیک زیرو کی ہنسی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''کوئی کیس لئے بیٹھے ہیں۔۔کوئی جیوش آرگنائزیشن کا مسئلہ ہے۔''....بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور عمران جیوش آرگنائزیشن کے الفاظ سن کر بری طرح چونک پڑا۔

''کیا کہا۔ کیا واقعی؟''....عمران نے جان بوجھ کر جیوش آرگنائزیشن کا نام نہ لیا تھا۔

''ہاں!۔۔فائل انہوں نے مجھے بھجوادی تھی کہ آپ کو دے دی جائے۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں کوئی سپیشل میٹنگ کال کی ہے۔ وہ چاہ رہے تھی کہ آپ اس فائل کر پڑھنے کے بعد میٹنگ میں شرکت کریں۔ آج چار بجے میٹنگ ہے۔''....بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''فائل میں کیا ہے؟''....عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اچانک جیوش آرگنائزیشن کے سلسلے میں کوئی

چکر پڑے گا۔

''فائل میں اسلامی ممالک کی تنظیم ورلڈ اسلامک آرگنائزیشن کی ایک سربراہی میٹنگ کی تفصیلات ہیں۔اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جیوش آرگنائزیشن نے ایک نقشہ شائع کیا ہے جس میں تمام اسلامی ممالک کو جس میں پاکیشیا بھی شامل ہے۔۔ایک بڑے ملک کا حصہ دکھایا گیا ہے اوراس ملک کو جیوش اسٹیٹ کا نام دیا گیا ہے۔فائل میں وہ نقشہ بھی موجود ہے۔اس کے ساتھ ساتھ ایک اسلامی ملک آرڈن میں اس تنظیم کی طرف سے حکومت کا تختہ الٹنے کی سازش کا بھی ذکر موجود ہے اس میٹنگ میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ جیوش آرگنائزیشن کے خاتمے کے لئے تمام اسلامی ممالک کے چیدہ چیدہ سیکرٹ ایجنٹوں کی ایک خفیہ تنظیم بنائی جائے جو اس تنظیم کا خاتمہ کر سکے۔''.... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''او و ٹھیک ہے۔۔سنو! میں اس وقت ساگالینڈ میں ہوں اور کرنل فریدی کا مہمان ہوں۔تم میری جگہ میٹنگ اٹنڈ کر لینا وہاں کہہ دینا کہ ہم کام کے لئے تیار ہیں۔لیکن اپنے طور پر۔۔احمقوں کی ٹیم میں شامل ہو کر نہیں۔کیونکہ ہم سے بڑے احمق اور کہیں پیدا نہیں ہو سکتے۔سمجھ گئے۔''...عمران نے کہا اور دوسرے طرف بلیک زیرو ہنس پڑا۔

''سمجھ گیا جناب!۔۔۔لیکن یہ آپ بیٹھے بٹھائے ساگالینڈ کیسے پہنچ گئے۔''....بلیک زیرو نے کہا۔

''بیٹھے بیٹھائے نہیں۔۔بلکہ باقاعدہ چل کر ائیر پورٹ پہنچا۔۔وہاں سے طیارے میں سوار ہوا تو وہاں بھی چل کر سیٹ تک پہنچا۔''...عمران نے تفصیل شروع کر دی۔

''بس بس میں سمجھ گیا۔لیکن کیا کوئی کیس تھا۔کم از کم مجھے تو بتا دینا

تھا"....بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیس ہی سمجھ لو۔۔ وہ اپنے کرنل فریدی کے ہاں بغیر شادی کے بچہ ہونے والا تھا۔ میں نے سوچا کہ چلو مبارکباد دے آؤں۔ شادی کے بعد تو بچے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ یہ البتہ قابل مبارک باد اقدام تھا"....عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اچھا او کے!۔۔ میں نے فون تو ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا لیکن ٹھیک ہے۔ میں شائد آج ہی واپس آجاؤں۔۔ پھر بات کریں گے۔"....عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

کلرک جو کسی اور شخص کے ساتھ بات کر رہا تھا عمران کے رسیور رکھتے ہی چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے میٹر چیک کر کے ایک رسید پر رقم لکھی عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اسے دیا اور کلرک نے بقایا رقم گننی شروع کر دی۔

"کمال ہے یار۔۔ یہ ارجن داس نجانے بیٹھے بیٹھے کہاں چلا گیا۔ کہیں نظر نہیں آرہا۔ اب اس کی فارن ڈاک بھی مجھے ہی بھیجنی پڑے گی۔ سب پوسٹ ماسٹر میرے گلے پڑ رہا ہے۔"....ایک اور آدمی نے کلرک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ارجن داس۔۔ وہ جو فارن ڈاک کاؤنٹر پر تھا۔۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تو بیٹھا تھا۔ وہ تو بڑا فرض شناس لڑکا ہے۔ کہاں چلا گیا؟"....

کلرک نے عمران کی بقایا رقم گنتے ہوئے اس آدمی کو جواب دیا۔

"معلوم نہیں۔۔ سارا ڈھونڈ آیا ہوں۔۔ اتنا پتہ چلا ہے کہ وہ ٹوائلٹس کی طرف گیا تھا۔ پھر نظر نہیں آیا۔ ٹوائلٹس میں بھی دیکھ آیا ہوں۔۔ وہاں بھی نہیں ہے۔"....اس آدمی نے کہا۔

"کمال ہے۔۔ چلو تم اس کی ڈاک تو بند کرو۔۔ ہو سکتا ہے اس کو ایمرجنسی پڑ گئی ہو۔۔ یار آدمی ہے۔ ڈاک رہ گئی تو معطل ہو جائے

گا''.... کلرک نے بتایا رقم عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

عمران نے رقم اور رسید لے کر جیب میں رکھی اور پھر واپس جانے کے لئے مڑا۔ اسی لمحے اس کی نظریں ایک لمبے تڑنگے آدمی پر پڑیں جو ایک اونچے سے ستون کی اوٹ میں خاموش کھڑا تھا۔ البتہ اس کی نظریں سامنے کاؤنٹر پر جمی ہوئی تھیں اور جب اس کی نظروں کے تعاقب میں عمران نے دیکھا تو اس کا ذہن یکلخت کھٹک گیا اس آدمی کی نظریں فارن ڈاک والے خالی کاؤنٹر پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس آدمی کے قریب سے گذرا اس نے بھی گردن موڑ کر عمران کی طرف دیکھا۔ عمران نے سرسری سے انداز میں اسے دیکھا اور آگے بڑھ گیا۔ لیکن اس سرسری جائزے سے ہی وہ بری طرح چونک گیا تھا۔ اس نے اس آدمی کے سر پر مصنوعی بالوں کی وگ چیک کر لی تھی اور صرف وگ تو خیر ایسی کوئی مشکوک بات نہ تھی کیونکہ اکثر گنجے یا نیم گنجے سروں پر وگ لگاتے رہتے ہیں۔ لیکن عمران نے اس کی آنکھوں کا رنگ دیکھ لیا تھا۔ ایسا رنگ مقامی لوگوں کی آنکھوں کا نہیں ہو سکتا تھا اور اسی بات نے اسے مشکوک کر دیا تھا۔ پھر ان دونوں کلرکوں کی باتیں بھی اس کے ذہن میں تھیں لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس چکر بازی کا مقصد کیا ہے۔ کلرک اٹھ کر کہیں چلا گیا ہے ایک وگ والا آدمی کاؤنٹر کی نگرانی کر رہا ہے لیکن کس لئے؟ کیوں؟۔۔ یہ ایک ایسا سوالیہ نشان تھا جس کا جواب اس کے پاس نہ تھا۔ اس لئے وہ آگے بڑھتا گیا۔ آگے جا کر وہ راہداری سے مڑ کر عقبی سمت میں آ گیا۔ وہاں پہنچتے ہی اچانک اس کی نظریں عمارت سے ہٹ کر بے ہوئے ٹوائلٹس پڑ گئیں اور اسے کلرک کی بات یاد آ گئی کہ کلرک ادھر گیا تھا۔

عمران بے خیالی میں ٹوائلٹس کیطرف بڑھ گیا۔ ٹوائلٹ کے قریب

پہنچ کر وہ یکلخت اچھل پڑا۔ اس نے دو آدمیوں کے قدموں کے نشانات واضح طور پر ٹوائلٹ کی پچھلی طرف جاتے ہوئے دیکھے۔ عام آدمی تو شائد ان نشانات پر غور نہ کرتا۔ لیکن عمران کے ذہن میں چونکہ خلش سی پیدا ہو گئی تھی اس لئے وہ ان نشانات کو دیکھ کر چونکا اور تیزی سے عقبی طرف بڑھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل سانس نکلا۔ ٹوائلٹ کے عقب میں سرکنڈوں پر ایک نوجوان کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس کے سینے سے خون نکل نکل کر سرکنڈوں پر جم گیا تھا۔ لباس سے ہی وہ لاش کسی کلرک کی نظر آ رہی تھی۔

عمران تیزی سے پلٹا اور پھر راہداری سے ہوتا ہوا سامنے والے برآمدے میں آیا۔ اب صورت حال اس کے ذہن میں کچھ واضح ہو گئی تھی کلرک کو کاؤنٹر سے ہٹایا گیا تھا اور کاؤنٹر کی باقاعدہ نگرانی کی جا رہی تھی اس سارے کھیل کا مقصد کیا تھا؟ کیوں ایسا کیا گیا؟ یہ بات البتہ غور طلب تھا۔

عمران راہداری میں پہنچتے ہی ایک سائیڈ میں چھپ گیا۔ وہ دوگ والا آدمی بدستور اپنی جگہ پر موجود تھا۔ لیکن اب کاؤنٹر خالی نہ تھا بلکہ فارن کال والے کلرک سے بات کرنے والا دوسرا کلرک کاؤنٹر پر پڑے ہوئے لفافے سمیٹ رہا تھا۔

عمران خاموش کھڑا رہا۔ لفافے سمیٹ کر وہ کلرک واپس چلا گیا۔ لیکن وہ نگرانی کرنے والا بدستور اپنی جگہ موجود تھا البتہ اس کی نظریں اب کاؤنٹر کی بجائے اس آدمی کا تعاقب کر رہی تھیں جو لفافے سمیٹ کر اندر والی میز کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے لفافے ایک خاکی رنگ کے تھیلے میں ڈالے اور انہیں سیل کرنا شروع کر دیا۔ اور عمران نے اسی لمحے دیکھا کہ نگرانی کرنے والے کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ جیسے اس کا مقصد حل ہو گیا ہو۔ وہ اب تیزی

سے برآمدے سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ عمران خاموش کھڑا اسے جاتے دیکھتا رہا۔ جب وہ ایک کار میں بیٹھ کر گیٹ کی طرف بڑھا تو عمران نے اس کی کار کا نمبر رنگ اور ماڈل چیک کیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا تھا کہ اس کا تعاقب کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ اس کے ذہن کے مطابق وہ لفافے زیادہ اہم تھے۔ جنہیں سیل ہوتے دیکھ کر وہ مطمئن ہوا تھا اور نجانے کس وجہ سے اس نے اصل کلرک کو بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ شائد وہ کسی وجہ سے اس کی طرف سے مشکوک ہو گیا ہو گا۔ لیکن اب مسئلہ تھا اس تھیلے کو چیک کرنے کا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ وہ فریدی کو فون کرے لیکن پھر اس نے ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ فریدی اس کے ساتھ ہی کوٹھی سے نکلا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس طرف بڑھنے لگا جدھر پوسٹ ماسٹر کا دفتر تھا۔ پوسٹ ماسٹر کے دفتر کے باہر ایک چپڑاسی موجود تھا۔

''صاحب ہیں اندر''.... عمران نے بڑے تحکمانہ لہجے میں چپڑاسی سے پوچھا۔

''ج۔ جی ہاں۔''.... چپڑاسی نے اس کے لہجے سے متاثر ہوتے ہوئے گھبرا کر جواب دیا اور عمران تیزی سے چک اٹھا کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا اور بڑے بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا کاغذات پر دستخط کرنے میں مصروف تھا۔ عمران کے اندر آنے کی وجہ سے اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر اجنبیت کے تاثرات ابھر آئے۔

''جی فرمائیے''.... پوسٹ ماسٹر نے چونک کر کہا۔

''جنرل عمران۔۔ میں کرنل فریدی کا باس ہوں''.... عمران نے قریب

جا کر سپاٹ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔۔اوہ تشریف رکھیے۔تشریف رکھیے''.... پوسٹ ماسٹر یکلخت بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔اور عمران دل ہی دل میں کرنل فریدی کے باس کی دہشت کا اندازہ لگا کر مسکراتا ہوا بیٹھ گیا۔

''جی فرمائیے!۔۔۔کیا حکم ہے جناب؟''.... پوسٹ ماسٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

''ایک سیکرٹ مسئلہ ہے۔۔آپ ذمہ دار افسر ہیں اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح لگا لیں کہ مجھے خود آنا پڑا ہے اور وہ بھی بغیر اطلاع دیئے۔کیونکہ ٹیلیفون بھی ٹیپ ہو سکتا ہے۔''..عمران کا لہجہ اور زیادہ تحکمانہ ہو گیا۔

''جی میں سمجھتا ہوں۔ جناب فرمائیے۔آپ کو کوئی شکائت نہ ہو گی جناب''...پوسٹ ماسٹر بالکل ہی بھیڑ بن گیا۔اس کا محکمہ ایسا تھا کہ اسے شائد کبھی بھی سیکرٹ سروس ٹائپ کے افراد سے واسطہ نہ پڑا ہو گا۔البتہ کرنل فریدی کا نام تو ظاہر ہے ساگالینڈ کا بچہ بچہ جانتا تھا اور جب ایسے آدمی کے سامنے کرنل فریدی کا بھی باس پہنچ جائے تو ظاہر ہے اس کی یہ حالت تو ہونی تھی۔

''آپ خود اٹھ کر جائیں۔اور خاموشی سے آج کا فارن ڈاک کا تھیلا لے کر یہاں آ جائیں۔۔کسی کو شک نہیں پڑنا چاہیے۔۔اور نہ ہی کوئی چونکے۔''....عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''فارن ڈاک کا تھیلا۔۔اوہ ہاں۔۔وہ سیل ہو گیا ہو گا۔میں لے آتا ہوں۔''.... پوسٹ ماسٹر نے جلدی سے کہا اور پھر اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر نکل گیا اور عمران زیر لب مسکرا دیا۔پہلے اس کا خیال تھا کہ کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کے طور پر اپنا تعارف کرائے لیکن یہ خیال ہی اس نے جھٹک دیا تھا۔کیونکہ یہ اس کی فطرت کے خلاف

تھا۔

چند ہی منٹ بعد پوسٹ ماسٹر اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں وہی خاکی تھیلا موجود تھا جسے سیل لگی ہوئی تھی۔

''چپڑاسی کو باہر کہہ دیں کہ وہ کسی کو اندر نہ آنے دے۔ اور دروازہ بھی بند کر دیں۔''.... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اور پوسٹ ماسٹر نے بجائے چپڑاسی کو اندر بلا کر حکم دینے کے گھبراہٹ میں خود ہی دروازے پر جا کر اسے ہدایات دیں اور پھر دروازہ خود ہی بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔

''اسے کھولیں۔۔ میں نے اس کی ڈاک چیک کرنی ہے۔ ایک اہم سرکاری دستاویز کے متعلق اطلاع ملی ہے کہ وہ کسی لفافے میں بند کر کے بھیجی جا رہی ہے۔''.... عمران نے کہا۔

''جی بہتر۔''.... پوسٹ ماسٹر نے کہا اور اس نے جلدی سے تھیلے کو کاغذ کاٹنے والی چھری سے ایک طرف سے پھاڑ دیا۔ عمران نے اس کے اندر موجود تمام لفافے باہر میز پر نکال لئے۔ یہ لفافے تعداد میں تقریباً پچاس تھے۔

''کیا فارن ڈاک قسطوں میں جاتی ہے۔ یا یہ آج کی ساری ڈاک ہے؟''.... عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب!۔۔۔ چونکہ یہ ڈاک خاصی تعداد میں ہوتی ہے اس لئے ہر دو گھنٹے بعد بھیج دی جاتی ہے۔''.... پوسٹ ماسٹر نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ وہ ایک ایک لفافے کو اٹھا کر غور سے دیکھ رہا تھا۔ مختلف سائزوں کے اور مختلف ممالک کو بھیجے جانے والے لفافے تھے۔ دیکھتے دیکھتے اس کی نظر ایک لفافے پر پڑی اور عمران چونک پڑا۔ لفافے کے کونے پر کرافٹ کا نام لکھا ہوا تھا۔ یہ نام دیکھتے ہی وہ چونکا تھا۔ اسے ڈارک کلب کے چیف باس کرافٹ کا نام یاد

آ گیا تھا۔ اس نے جلدی سے لفافہ اٹھالیا۔ لفافے پر ناراک کا پتہ درج تھا۔ کسی ڈاکٹر آسٹن کا پتہ تھا۔ عمران نے کرافٹ کا پتہ دیکھا۔ وہاں چالیس ماڈل کالونی لکھا ہوا تھا۔

''آپ کے پاس سنسر مشین ہوگی۔ اس لفافے کو کھول کر دوبارہ بند بھی کرنا ہے اور اس طرح کی مشکوک نہ ہو۔''..... عمران نے پوسٹ ماسٹر سے کہا۔

''جی ہاں!۔۔۔ نئی مشین کل ہی آئی ہے۔ ابھی میں نے اسے ڈیلیور نہیں کیا۔ یہیں دفتر کی الماری میں موجود ہے۔''..... پوسٹ ماسٹر نے کہا اور اس نے اٹھ کر ایک الماری کھولی اور اس میں سے سنسر کرنے والی ایک جدید ترین مشین نکال کر میز پر رکھ دی۔

عمران نے وہ کاغذ کھولا تو اس میں ایک چھوٹا سا پیغام درج تھا کہ یہ نقشہ زیرو چیف کو پہنچا دیا جائے کہ وہ اسے جے۔ او تک پہنچا دے نیچے کرافٹ اور ڈی۔ اے کے الفاظ درج تھے۔ عمران نے اس کاغذ کو دوبارہ تہہ کر دیا۔

پوسٹ ماسٹر خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ عمران نے بوٹ کی ٹو میز کے کنارے پر آہستہ سے ماری تو ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا اور پوسٹ ماسٹر چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا اور عمران نے اس کی توجہ ہٹتے ہی نقشے والا کاغذ تیزی سے کوٹ کی جیب میں کھسکا دیا جو میز کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ اس نے اس قدر پھرتی اور مہارت سے یہ کام کیا تھا کہ پوسٹ ماسٹر کو احساس تک نہ ہو سکا۔

''دروازہ تو بند ہے جناب۔''..... پوسٹ ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کھٹکا تو ہوا تھا۔ بہرحال ہوگا کچھ۔''..... عمران نے بے نیازی سے کہا اور پھر پیغام والا خالی کاغذ اس نے واپس لفافہ میں ڈال دیا۔

اب پوسٹ ماسٹر دوبارہ متوجہ ہو گیا تھا۔ لیکن اسے اندازہ نہ ہو سکا تھا کہ عمران نے واپس ایک کاغذ لفافے میں ڈالا ہے یا دو۔

عمران نے لفافے کو مشین میں ڈال کر دوبارہ بند کیا۔

اور پھر ایک اور لفافہ اٹھا کر اسے مشین میں ڈال دیا اور پھر اسے کھول کر اس میں موجود کاغذ نکال کر پڑھنے لگا۔ یہ کوئی کاروباری خط تھا اس نے اسے دوبارہ لفافے میں ڈال دیا اور لفافہ بند کر دیا۔

"ٹھیک ہے۔۔ ان میں ایسا کوئی مشکوک لفافہ نہیں۔۔ شائد ہمیں ملنے والی اطلاع غلط ہو۔ بہرحال تعاون کا شکریہ۔۔ اسے آپ سیل کر کے بھجوا دیں۔"۔۔۔ عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"جناب!۔۔۔ یہ تو ہمارا فرض تھا"۔۔۔۔ پوسٹ ماسٹر نے بھی اٹھ کر کہا اور عمران اس سے مصافحہ کر کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے چٹخنی کھولی اور چک اٹھا کر باہر چلا گیا۔ باہر چپڑاسی موجود تھا وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگا۔ لیکن عمران تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا گیا۔

"ڈاک خانے میں حالات معمول پر تھے اس لئے عمران سمجھ گیا کہ ابھی تک اس نوجوان کلرک کی لاش کا کسی کو علم نہیں ہوا۔

چند لمحوں بعد ہی اس کی نیلی ڈاٹسن ہیڈ پوسٹ آفس کے مین گیٹ سے باہر آ گئی۔

عمران اس اتفاق پر حیران تھا کہ قدرت نے اسے کس طرح ہیڈ پوسٹ آفس پہنچایا اور اس طرح اہم ترین نقشے کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

اب عمران کو یقین ہو گیا تھا کہ وہ وگ والا آدمی جو نگرانی کر رہا تھا وہ بذات خود ڈارک کلب کا چیف باس کرافٹ تھا۔ کیونکہ وگ سے اندازہ ہوتا تھا کہ وگ اس نے اپنے گنجے پن کو چھپانے کے لئے ہی

لگائی ہوگی۔

ابھی اس کی کار سڑک پر کچھ ہی دور آگے بڑھی ہوگی کہ ایک اور کار تیزی سے اس کے پیچھے آئی اور اس کے قریب ہو کر چلنے لگی۔ اسے ایک نوجوان چلا رہا تھا۔

"جناب!۔۔۔ میرا تعلق بلیک فورس سے ہے۔ کرنل فریدی صاحب کی ہدایت ہے کہ آپ جہاں بھی ملیں، آپ کو پیغام دے دیا جائے کہ آپ فوراً ان کی کوٹھی پہنچ جائیں۔ انہیں کوئی ایمرجنسی ہے۔"... نوجوان نے کھڑکی سے سر نکالتے ہوئے اونچی آواز میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔"..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور نوجوان کار دوڑاتا ہوا آگے نکل گیا۔

چیف باس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ میز کے سامنے کرسیوں پر ڈارک کلب کے تقریباً تمام ممبر موجود تھے۔ جن میں بارٹن ابھی تک سیکرٹری کلب داخلہ بالم کپور اور شیری راج شری کے میک اپ میں تھی۔ باقی لوگ اپنی اصل شکلوں میں تھے۔

کرانٹ خط پوسٹ کر کے جب واپس ہیڈ کوارٹر پہنچا تو وہاں پہنچتے ہی اسے اطلاع ملی کہ کرنل فریدی والا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ ان کے دو مقامی ساتھی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن بارٹن اور شیری بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔

کرانٹ نے پہلے ڈریسنگ روم میں جا کر اپنا میک اپ صاف کیا اور پھر وہ اپنے مخصوص کمرے میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ وہ اسے دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو گئے۔

"بیٹھ جاؤ۔ مجھے اطلاع ملی کہ تم ناکام رہے ہو بارٹن"..... کرانٹ

نے غور سے بارٹن کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جو بالم کپور کے میک اپ میں تھا۔

"یہ درست ہے جناب!۔۔۔عین آخری لمحے میں وہ حیرت انگیز پھرتی سے بچ نکلا اور اس نے ہمارے دو آدمی بھی ہلاک کر دیئے۔۔ ہم نے فورا وہاں سے نکلنے کی سوچی۔۔ورنہ شائد ہم بھی بچ کر نہ آسکتے۔"۔۔۔۔ بارٹن نے جواب دیا۔

"تفصیل بتاؤ"۔۔۔۔کرافٹ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور بارٹن نے شروع سے لے کر آخر تک تمام تفصیل بتا دی۔

"تو تم دونوں ناکام رہے۔۔اور جانتے ہو کہ ناکامی کی سزا ڈارک کلب میں کیا مقرر ہے۔"۔۔۔۔کرافٹ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"یس باس!۔۔۔موت۔۔۔ میں اس سزا کے لئے تیار ہوں۔لیکن اس ناکامی میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہے۔"۔۔۔۔ بارٹن نے جواب دیا۔

اس کی آنکھوں میں اطمینان تھا جیسے وہ اپنی موت کو قبول کر چکا ہو۔ جب کہ شیری کا خوف کے مارے برا حال تھا۔ باقی ساتھی بھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

"ہونہہ۔تم ٹھیک کہتے ہو۔کرنل فریدی کے مقابلے میں تمہارا قصور نہیں ہو سکتا۔۔وہ ہے ہی ایسا آدمی۔"۔۔۔۔کرافٹ نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا اور شیری کی آنکھوں میں اطمینان کی جھلکیاں نمایاں ہو گئیں۔

تم دونوں جا کر یہ میک اپ صاف کر کے آؤ۔۔اب مجھے اس میک اپ سے دہشت ہو رہی ہے۔"۔۔۔کرافٹ نے کہا اور بارٹن اور شیری دونوں اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔جب کہ کرافٹ نے اپنی کرسی سے اٹھ کر ٹہلنا شروع کر دیا۔اس کہ چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا۔اور آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے ناکامی اور شکست

کے شعلے۔

''باس!۔۔۔آپ کا کہنا درست نکلا۔۔یہ فریدی واقعی انتہائی عیار آدمی ہے۔ ورنہ بارٹن اور شیری دونوں ایسے ہیں کہ ان کے پنجے میں آ کر موت بھی باہر نہیں نکل سکتی۔۔اس لئے ہمیں اب ٹھنڈے دماغ سے کوئی نئی پلاننگ کرنی ہوگی۔''....سام نے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا۔

گرانٹ مڑ کر پہلے تو چند لمحے غور سے سام کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے کے بگڑے ہوئے عضلات نارمل ہوتے گئے اور وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہاری بات درست ہے سام!۔۔۔ہمیں واقعی ٹھنڈے دماغ سے کوئی نئی پلاننگ کرنی چاہیے۔''....گرانٹ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے جواب دیا۔

''باس!۔۔۔میرے تو رائے ہے کہ ہم پلاننگ کے چکر میں پڑیں ہی نہیں۔۔نقشہ ہمیں مل گیا ہے۔اب رہ گیا فریدی کے قتل کا مسئلہ۔ تو میرے خیال میں آپ ہر ممبر کو آزاد چھوڑ دیں کہ وہ جس طرح چاہے فریدی کو ہلاک کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ ہم میں سے کسی نہ کسی کی گولی فریدی کو بہر حال شکار کر ہی لے گی۔''....جیکی نے کہا۔

''لیکن اگر ہمارا ایک بھی آدمی فریدی کے ہتھے چڑھ گیا تو پھر ڈارک کلب کا خدا ہی حافظ ہو سکتا ہے۔''....گرانٹ نے جواب دیا۔

''باس!۔۔۔آپ فریدی کو مجھ پر چھوڑ دیں۔۔میں اس پر حسن کا ایسا جال پھینکوں گی کہ وہ پکے ہوئے پھل کی طرح ہماری جھولی میں آ گرے گا۔''....تمکا نے کہا۔

''تمہاری بات دنیا کے ہر شخص کے لئے درست ہو سکتی ہے۔مگر فریدی

کے لئے نہیں۔ ارے ہاں!۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔''..... کرافٹ نے اچانک چونکتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب چونک کر کرافٹ کو دیکھنے لگے۔

بارٹن اور شیری بھی اپنے اصل روپ میں واپس آ کر اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔

''اگر کیپٹن حمید کو کسی طرح اغوا کر لیا جائے۔۔ اور پھر جیکی اس کے میک اپ میں فریدی کی کوٹھی میں پہنچ جائے تو وہ بڑی آسانی سے کرنل فریدی کو گولی مار سکتا ہے۔''..... کرافٹ نے کہا۔

''لیکن باس ایک بات ہے۔ کرنل فریدی اب حد سے زیادہ محتاط ہو چکا ہوگا۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا ہم ہی پھنس جائیں۔''۔۔۔ سام نے کہا۔

''ہوں!۔۔۔ تو پھر یہی صورت رہ گئی ہے کہ اسے براہ راست گولی ماردی جائے۔۔ ٹھیک ہے تم سب اپنے اپنے طور پر ترکیبیں سوچو۔۔۔ میں خود اپنے طور پر کام کروں گا''..... کرافٹ نے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''باس!۔۔۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔''.... اچانک شیری نے کہا۔ اور کرافٹ سمیت سب لوگ چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''بولو۔۔ کیا ترکیب ہے؟''..... کرافٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''باس!۔۔۔ میں نے معلوم کیا ہے کہ کرنل فریدی کا اسسٹنٹ کیپٹن حمید دل پھینک آدمی ہے۔۔ اور کرنل فریدی کے ساتھ ہی اس کی کوٹھی میں رہتا ہے۔۔ میں سیدھی اس کی کوٹھی میں چلی جاتی ہوں۔۔ میرے کاغذات ایک سیاح کے طور پر بنے ہوئے ہیں۔ میں اسے بتاؤں گی کہ میں سیاح ہوں۔ لیکن میرے پاس رقم ختم ہو گئی ہے۔ اس

دوران جیسے ہی کرنل فریدی نظر آئے گا۔ میں پلک جھپکنے میں ریوالور نکال کر اس پر فائر کھول دوں گی۔۔ اور پھر بعد میں سوچا جائے گا کہ کیا ہوتا ہے۔۔ کم از کم کرنل فریدی تو ختم ہو جائے گا۔۔ ورنہ اگر ہم اس طرح اس کے متعلق سوچتے رہے تو وہ ہمارے اعصاب پر سوار ہو جائے گا۔''.... شیری نے کہا۔

''ترکیب تو اچھی ہے۔۔ لیکن اس میں تمہاری جان کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے۔۔ اور اگر فریدی یا حمید تمہاری طرف سے مشکوک ہو گئے تو پھر تمہارا پکڑا جانا یقینی ہو جائے گا۔''.... کرافٹ نے کہا۔

''باس!۔۔ میں ٹرانسمیٹر لاکٹ گلے میں ڈال لوں گی۔۔ آپ لوگ کوٹھی کے گرد مختلف گلیوں میں موجود رہیں۔۔ لاکٹ کی وجہ سے ہماری تمام بات چیت آپ تک پہنچتی رہے گی۔۔ اگر کوئی خطرہ محسوس ہو تو آپ سب مل کر بھی کوٹھی پر دھاوا بول سکتے ہیں۔''.... شیری نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔ ہمیں بہر حال رسک لینا ہی پڑے گا۔۔ شیری کا طریقہ سادہ اور فطری ہے اور شیری کی مہارت قابل اعتماد ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ کرنل فریدی کو قتل کرنے میں کامیاب رہے گی۔''.... کرافٹ نے کہا اور شیری کے لبوں پر مسکراہٹ سے پھیل گئی۔ اس کے بعد وہ سب مل کر باقی پلاننگ کی تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئے۔

کرنل فریدی صوفے پر بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

''السلام علیکم یا حضرت''.... عمران نے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''اوہ!۔ آؤ عمران۔۔ میرا پیغام مل گیا تھا''.... فریدی نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس لئے تو حاضر ہو گیا ہوں۔۔ ورنہ میرا ارادہ تو آج لمبی آوارہ گردی کرنے کا تھا''.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ بالم کپور کی بیوی راج شری کا فون آیا تھا کہ ان کے لڑکے کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ لیکن یہ سب فراڈ تھا۔۔ وہ میرے قتل کی ایک بھیانک سازش تھی''.... فریدی نے کہا اور پھر اس نے سارے واقعات تفصیل سے بتا دیئے۔

''ہونہہ!۔۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈارک کلب والے خاصے ذہین واقع ہوئے ہیں۔۔ تو اب آپ نے کیا سوچا ہے؟''..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

''کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی۔۔ بلیک فورس پورے شہر میں گھوم رہے ہیں لیکن اسے کوئی مشکوک آدمی نظر نہیں آیا۔ وہ لوگ ایک پلان بناتے ہیں اور پھر گم ہو جاتے ہیں''.... کرنل فریدی نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے۔۔ اب وہ ہاتھ جوڑ کر آپ کے سامنے تو کھڑے ہونے سے رہے۔۔ آپ ایک کام کریں کہ ماڈل کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس کی نگرانی کرائیں۔۔ ہو سکتا ہے آپ کا مسئلہ حل ہو جائے''.... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب؟ یہ پتہ تم نے کیسے ٹریس کیا ہے''.... فریدی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''آپ نگرانی تو کرائیں۔۔ پھر بتاؤں گا''.... عمران نے بات ٹالتے ہوئے کہا۔

''نگرانی کی کیا ضرورت ہے۔۔ میں وہاں ریڈ کرا دیتا ہوں۔ لمبے چکر میں الجھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے''.... کرنل فریدی نے کہا اور

اس نے فون اپنی طرف کھسکا کر اس کا رسیور اٹھایا اور پھر نمبر گھما کر اس نے نمبر الیون کو ماڈل کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس پر ریڈ کرنے اور وہاں موجود ہر شخص کو گرفتار کرنے کے احکامات جاری کر دیئے۔

''ہاں۔۔اب بتاؤ کہ یہ پتہ تم نے کہاں سے حاصل کیا؟''....کرنل فریدی نے رسیور رکھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ذرا رپورٹ آ لینے دیجئے۔۔پھر تفصیل بھی بتاؤں گا۔۔ویسے آپ ایک کام تو کریں کہ وہ نقشہ تو بنا دیں۔۔ایسا نہ ہو کہ مجرم اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں اور میں نقشہ ہی ڈھونڈتا رہ جاؤں۔''....عمران نے بات کا رخ پلٹتے ہوئے کہا۔

''مشن میں کامیاب ہو جائیں سے تمہارا کیا مطلب ہے؟''....فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''مطلب تو کئی بنائے جا سکتے ہیں۔۔بہر حال فی الحال تو ان کا مشن شائد آپ کی وفات حسرت آیات ہی نظر آ رہا ہے''....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

''تم بے فکر رہو۔۔فریدی اتنی آسانی سے مرنے والی شے نہیں ہے۔''....کرنل فریدی نے کہا۔

''آسانی سے نہ سہی۔۔۔مشکل سے ہی سہی۔۔لیکن وہ نقشہ''...عمران نے کہا۔

''ڈارک کلب سے فارغ ہو جاؤں۔۔اس کے بعد نقشے کے متعلق بھی سوچوں گا۔۔فی الحال تو میرا ذہن اس طرف متوجہ ہے۔''....کرنل فریدی نے واضح طور پر اسے ٹالتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''فریدی صاحب بتا دیں۔۔اس سے بہتوں کا بھلا ہوگا۔''.....عمران نے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

''یار گھبراتے کیوں ہو۔۔ میں مرا تو نہیں جا رہا۔ بتا دونگا۔۔ مجھے اس کے لئے ذہن پر زور دینا پڑے گا۔ اور اس وقت میرا ذہن الجھا ہوا ہے''۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور عمران نے منہ بنالیا۔

''اچھا آپ کی مرضی۔۔ اگر آپ مجھ پر اعتماد نہیں کرتے تو نہ سہی''۔۔۔ عمران نے رد ٹھنے والے لہجے میں کہا اور ایک طرف میز پر پڑا ہوا خالی پیڈ اٹھالیا۔ جیب سے قلم نکالا اور اس نے اس کاغذ پر نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ حالانکہ اس نے سرسری نظروں سے نقشہ دیکھا تھا لیکن اس کا ذہن ایسا تھا کہ جو شے ایک بار اس کی نظروں کے سامنے سے گذر جاتی تھی وہ اسے یاد رہ جاتی تھی۔

پہلے تو فریدی خاموش بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔ لیکن جب نقشہ واضح ہونے لگا تو فریدی کی آنکھیں حیرت سے پھیلنا شروع ہو گئیں۔ وہ کبھی کاغذ پر بننے والے نقشے کو دیکھتا اور کبھی حیرت سے عمران کو دیکھنے لگتا۔ اس کے دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کی بجائے کسی مافوق الفطرت شے کو دیکھ رہا ہو۔

عمران نے پورا نقشہ بنایا اور سر اٹھا کر فریدی کو دیکھنے لگا۔

''میرا خیال ہے کہ ایسا نقشہ ہونا چاہیے۔۔ کیا خیال ہے؟''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے پیڈ فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تم نے اصل نقشہ کہاں دیکھا ہے۔۔ اوہ! ابھی تم نے پتہ بھی بتایا ہے۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نقشہ واپس حاصل کر چکے ہو''۔۔۔ فریدی نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''ارے نہیں فریدی صاحب!۔۔ ایک بزرگ نے مجھے خواب میں بشارت دی تھی۔۔ انہوں نے کہا۔ لے بیٹا پریشان نہ ہو۔۔ ایسا نقشہ ہے۔۔ بس وہ مجھے یاد رہ گیا''۔۔۔ عمران نے احمقانہ انداز میں

کہا۔

''سچ سچ بتاؤ عمران!۔۔۔ میں بے حد سنجیدہ ہوں''.... کرنل فریدی نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ واقعی بے حد سنجیدہ ہو رہا تھا۔

''سچ سچ تو بتا دیا ہے۔۔ اگر کوئی غلطی ہو تو بتا دیں۔۔ آپ تو بتا ہی نہیں رہے تھے۔ میں نے سوچا کہ چلو میں ہی کوشش کروں۔ کرنل فریدی صاحب کو دماغ پر زور نہ ہی دینا پڑے۔''.... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کچھ کہتا، پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ فریدی نے رسیور اٹھا لیا۔

''نمبر الیوان بول رہا ہوں جناب!۔۔۔ ماڈل کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں ایک بیوہ رہتی ہے اکیلی۔۔ بوڑھی عورت ہے۔۔ ایک نوکرانی اس کے ساتھ رہتی ہے۔ ارجن داس کی بیوہ ہے۔''.... نمبر الیوان نے کہا اور فریدی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

''پھر یہ پتہ غلط ہوگا۔۔ انہیں واپس بلا لو۔''.... عمران نے کہا اور فریدی نے انہیں واپس جانے کی ہدایات دیکر رسیور رکھ دیا۔

''ارے ہاں!۔۔ ایک کار کا نمبر نوٹ کریں۔ زیرو۔ ون۔ زیرو۔ تھرٹی سکس۔۔ مزدا بارہ سو۔۔ ڈارک براؤن کلر۔ نیا ماڈل ہے اس کے مالک کا پتہ کرا دیں۔''.... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔۔ پہلے مجھے تفصیل بتاؤ۔۔ تم مجھے چکر دے رہے ہو۔''... فریدی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''وعدہ کریں کہ نقشہ بتا دیں گے۔''.... عمران نے بچوں کے سے انداز میں ضد کرتے ہوئے کہا۔

''کیا بتا دوں۔۔ نقشہ تو تم نے درست بتایا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ

اصل نقشہ بھی تمہارے پاس ہے۔"..... کرنل فریدی نے کہا۔

"ارے ارے کہیں آپ مجھ پر ڈاکے کا الزام تو نہیں لگا رہے۔ آپ کی بلیک فورس عرف کالی طاقت عرف کالی دیوی آپ کو بتا سکتی ہے کہ میں تو ڈاکے کے بعد ائیر پورٹ پر پہنچا تھا۔"..... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"وہ مجھے معلوم ہے۔۔ لیکن تم نے نقشہ کہاں سے حاصل کیا؟ یہ بتاؤ۔۔ سنو عمران!۔۔ معاملہ بے حد سنجیدہ ہے۔۔ میرا چوکیدار گورکھا قتل ہو چکا ہے۔ اور جہاں تک مجھے یقین ہے سیکرٹری داخلہ بالم کپور اور ان کی بیگم بھی قتل ہو چکی ہیں۔۔ اور مجھ پر مسلسل قاتلانہ حملے ہو رہے ہیں۔ ایسے حالات میں تمہارا کچھ چھپانا نہ صرف میرے ساتھ دشمنی ہے، بلکہ میرے ملک کے ساتھ بھی۔"..... فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے آپ تو بہت دور پہنچ گئے۔۔ اچھا پہلے یہ بتائیں کہ آپ مجھے ٹال کیوں رہے تھے؟"..... عمران نے کہا۔

"سچ پوچھتے ہو تو صرف اس لئے کہ یہ نقشہ دیکھنے کے بعد وہ لوگ میرے پیچھے لگ گئے ہیں۔۔ اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو کہیں وہ تمہارے پیچھے نہ لگ جائیں"۔۔ فریدی نے کہا اور عمران ہنس پڑا اسے معلوم تھا کہ یہ بات نہیں۔ لیکن ظاہر ہے اب وہ مزید کیا کہتا۔

"اگر یہ بات ہے تو یہ لیجئے اپنا اصل نقشہ۔"..... عمران نے جیب سے اصل نقشہ نکال کر فریدی کے سامنے رکھ دیا۔ اور فریدی یوں نقشے کو دیکھنے لگا جیسے دنیا کا نواں عجوبہ سامنے آ گیا ہو۔ اور بات بھی ایسی ہی تھی۔ زبردست چکر دے کر ڈارک کلب والے کوٹھی سے نقشہ لے اڑے۔۔ اور اب عمران نے نقشہ نکال کر اس کے سامنے یوں رکھ دیا تھا۔ جیسے ڈارک کلب والوں نے نقشہ یہاں سے لے جا کر عمران

کے ہاتھ میں دے دیا ہو۔ جب کہ وہ جانتا تھا کہ عمران صرف اس وقت سے جب کہ وہ فریدی کی کار لے کر کوٹھی سے نکلا تھا اس کے واپس آنے تک دو یا زیادہ سے زیادہ تین گھنٹے لگائے ہوں گے۔ لیکن فورس کی نظروں سے اوجھل رہا تھا۔ لیکن اتنے کم وقت میں اس نے نقشہ بھی حاصل کر لیا تھا۔

''کمال ہے عمران!۔۔۔ آج واقعی تم نے مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے۔۔ گو میں تمہاری صلاحیت سے اچھی طرح واقف ہوں۔ لیکن آج مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم کچھ مافوق الفطرت صلاحیتیں بھی رکھتے ہو''۔۔۔ فریدی نے کہا۔

''تو آپ کا مطلب ہے کہ میں نے کوئی جن وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔۔ جو میری مدد کرتے ہیں''۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس نقشے سے تو یہی لگتا ہے''۔۔۔ فریدی نے کہا اور پھر خود ہی قہقہہ مار کر ہنس دیا۔

''یہی بات آپ اپنے کیپٹن صاحب کو بھی سمجھا دیجئے۔ وہ مجھ سے خار کھاتا ہے۔ اگر مجھے غصہ آ گیا تو کسی جن نے اس کی گردن مروڑ دینی ہے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اچھا۔۔ اس نخرے نہ کرو۔۔ یہ بتاؤ کہ یہ نقشہ تمہارے ہاتھ کہاں سے لگا''۔۔۔ فریدی نے دوبارہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''پوسٹ آفس سے''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''پوسٹ آفس سے۔۔ اوہ! تو وہ لوگ اس نقشے کو بائی پوسٹ باہر بھیج رہے تھے۔۔ لیکن تفصیل بتاؤ''۔۔۔ فریدی نے چونکتے ہوئے کہا اور پھر عمران نے اسے پوسٹ آفس جانے سے نقشہ حاصل کرنے تک تمام تفصیل بتا دی۔ اور یہ بھی بتا دیا کہ ماڈل کالونی والا پتہ بھی اس نے اسی لفافے سے پڑھا تھا۔ البتہ اس نے کہانی میں کچھ ترامیم اس انداز

میں کر دی تھی جیسے وہ کرافٹ کو مشکوک سمجھ کر اس کے پیچھے لگا ہو۔

''اوہ کمال ہے۔۔ ویسے مجھ سے واقعی اب حماقتیں ہونا شروع ہو گئی ہیں۔۔ مجھے چاہیے تھا کہ میں ایسی جگہوں کو کور کراتا''۔۔۔فریدی نے جھینپتے ہوئے کہا۔

عمران نے آج اسے ایسے انداز میں مات دی تھی کہ اس کی برتری تسلیم کرنے کے سوا فریدی کو اور کوئی چارہ بھی نظر نہ آرہا تھا کیونکہ اس کی بلیک فورس دو روز سے کسی مشکوک آدمی کو تلاش نہ کر سکی تھی اور عمران نے یہاں سے نکلتے ہی نہ صرف مشکوک آدمی ڈھونڈ نکالا تھا بلکہ وہ اصل نقشہ بھی واپس حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اب اسے کیا معلوم کہ یہ سب کچھ اتفاق سے ہوا تھا اور عمران نے صرف اسے زچ کرنے کے لئے بات بنا دی تھی۔

''اس میں آپ کو قصور نہیں فریدی صاحب!۔۔ عمران جہاں پہنچ جائے وہاں حماقتیں واقعی شروع ہو جاتی ہیں''۔۔۔عمران نے بات اس انداز سے کہی کہ وہ بھرپور طنز بھی تھا اور اس کے اپنے اوپر بھی جا سکتی تھی۔

''اب تو اس کار کا پتہ لگانا لازمی ہو گیا ہے۔۔ صرف ایک خیال ہے کہ کہیں نمبر جعلی نہ ہو''۔۔۔فریدی نے دوبارہ رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''امید تو نہیں ہے کہ نمبر جعلی ہو۔۔۔ کیونکہ کرافٹ کے ذہن میں بھی یہ بات نہ ہو گی کہ کوئی اسے یہاں پہچانتا ہے۔۔ اسے کیا معلوم کہ اس کا حلیہ اور نام جاننے والا یہاں پہنچ چکا ہے''۔۔۔عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں!۔۔۔ یہ بات بھی ہے۔۔ بہرحال ابھی پتہ چل جاتا ہے''۔۔۔کرنل فریدی نے نمبر گھمائے اور پھر رابطہ قائم ہوتے ہی کسی

کو وہ نمبر لکھوا کر اسے کار کے مالک اور اس کے پتہ بتانے کی ہدایت کر دی۔

''یہ بات بھی طے ہے کہ ڈارک کلب کا ہیڈ کوارٹر ماڈل کالونی میں ہے۔۔ کوٹھی نمبر تو کرانٹ غلط لکھ سکتا ہے۔۔ لیکن کالونی غلط نہیں ہو سکتی۔۔ انسانی نفسیات ہے کہ وہ دو جھوٹ بیک وقت نہیں بولتا اور پھر اسے تو اب تک یہ علم نہ ہوگا کہ اس کا لفافہ دیکھا جا چکا ہے اور نقشہ واپس ہمارے پاس پہنچ چکا ہے۔۔ تو پھر پتہ لکھتے وقت اسے کیسے خیال آسکتا ہے کہ یہ لفافہ ہم چیک کر سکتے ہیں اس کے علاوہ وہ لوگ یہاں نئے ہیں اس کے ذہن میں لازماً وہی کالونی ہوگی جہاں وہ رہتے ہیں۔۔ اور آخری بات یہ کہ اگر وہ اپنی طرف سے کسی فرضی کالونی کا پتہ لکھ دیتا تو وہ کلرک بھی چونک سکتا تھا''... عمران نے باقاعدہ دلائل دینے شروع کر دئے۔

''ہو سکتا ہے اس نے کلرک کو قتل اسی بات پر کیا ہو کہ وہ فرضی پتے پر چونکا ہو''... فریدی نے کہا۔

''آپ پر واقعی جنات کا اثر ہو گیا ہے۔۔ فریدی صاحب! پہلی بات تو یہ کہ کلرک جب قتل ہوا تو لفافہ بک ہو چکا تھا۔ اگر کلرک اعتراض کرتا تو غلط پتہ دیکھ کر وہ اسے کسی صورت بھی بک نہ کرتا۔۔ دوسری بات یہ کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں ماڈل کالونی بہرحال ہے اس لئے ماڈل کالونی پر کلرک کو اعتراض ہی نہ ہو سکتا تھا''... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی شرمندہ سے انداز میں ہنس دیا۔

''مجھے تسلیم ہے کہ واقعی میرا ذہن کام نہیں کر رہا''... فریدی نے اس بار کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں۔۔ اگر آپ کا ذہن کام نہیں کر رہا ہوتا تو آپ بالم کپور کی کوٹھی سے زندہ بچ کر نہ آتے''... عمران نے کہا۔

اسی لمحے ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور فریدی نے رسیور اٹھالیا۔ دوسری طرف سے وہی آدمی بول رہا تھا جس کے ذمے فریدی نے کار کے مالک کا پتہ چلانا لگایا تھا۔

"جناب!۔۔ یہ کار ڈاکٹر شنکر کے نام رجسٹرڈ ہوئی ہے۔ اور پتہ ایک سوڈس ماڈل کالونی لکھا ہوا ہے"۔۔۔۔ دوسرے طرف سے بتایا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ تھینک یو"۔۔۔۔ فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔

"تمہاری بات درست نکلی عمران!۔۔۔ یہ لوگ ماڈل کالونی میں ہی موجود ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ مجھ سے کیسے بچ کر۔۔ نکلتے ہیں"۔۔۔۔ فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے نمبر الیون کو کال کر کے اسے ہدایات دینا شروع کر دیں۔

"میں ساتھ چلوں"۔۔۔۔ عمران نے آفر کی۔

"ارے نہیں!۔۔۔ اب فریدی اتنا بھی گیا گذرا نہیں ہے۔۔ تم یہاں آرام کرو"۔۔۔۔ فریدی نے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا۔

کیپٹن حمید سخت بے چین تھا کیونکہ اس کی عاشقانہ فطرت کی وجہ سے مجرم کوٹھی پر ڈاکہ ڈالنے اور نقشہ لے اڑنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ گو فریدی نے اس بارے میں اسے کچھ نہ کہا تھا لیکن وہ خود بڑی خار کھائے ہوئے تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب مجرموں کو ٹریس بھی خود ہی کرے گا۔ اس لئے فریدی اور عمران کے باہر جانے کے بعد وہ کچھ دیر تو سوچتا رہا کہ کس طرح مجرموں کا کلیو نکالے۔ پھر اسے خیال آ گیا کہ گواسے آنے والے وائٹ فاکس کا گروپ لازماً کہیں ٹھہرا ہوگا۔ اور زیر زمین دنیا میں ان کے دوست اور جاننے والے بھی یقیناً ہوں گے اور اسی لمحے اسے دادا کالو یاد آ گیا۔ یہ بوڑھا آدمی

کسی زمانے میں بہت بڑا غنڈہ تھا۔لیکن جوانی گزرنے کے بعد اب وہ زیر زمین دنیا کا سب سے بڑا مخبر بن گیا تھا۔زیر زمین دنیا میں وہ دادا کالو کے نام اسے یاد کیا جاتا تھا اور شہر میں ہونے والے تمام اہم واقعات کی اسے خبر رہتی تھی۔کیسے رہتی تھی؟اس کے متعلق آج تک کوئی معلوم نہ کر سکا تھا۔چنانچہ اس نے دادا کالو سے ملنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس نے اپنی سپورٹس کار نکالی اور کوٹھی سے نکل کر سیدھا گولڈن بار کی طرف بڑھ گیا۔گولڈن بار دادا کالو کا مستقل اڈہ تھا۔

حمید نے کار بار کی سائیڈ میں روکی اور خود اتر کر وہ بار کی طرف بڑھ گیا۔ہال میں داخل ہوتے ہی توقع کے مطابق دادا کالو اسے اپنی مخصوص میز پر بیٹھا نظر آ گیا۔اس کے سامنے برانڈی کی بوتل رکھی ہوئی تھی جو آدھی سے زیادہ خالی ہو چکی تھی۔

''ارے دادا!۔۔آجکل تو برانڈی چل رہی ہے۔۔کہیں سے لمبی رقم ماری ہے کیا''.....حمید نے کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

''او کیپٹن حمید تم۔۔۔رقم کا کیا پوچھتے ہو۔ان انگلیوں سے نجانے کتنے کھربوں روپے گذر چکے ہیں۔''....دادا کالو نے مسکراتے ہوئے کہا۔کیپٹن حمید اور وہ دونوں خاصے بے تکلف تھے۔

''جو نکل گئے۔۔وہ تو نکل گئے۔۔اب کیا خیال ہے؟''.....حمید نے جیب سے بٹوہ نکالتے ہوئے کہا۔

''رہنے دو۔۔تم ہر بار مجھے آفر کرتے رہتے ہو۔میں نے پہلے تم سے کبھی کوئی رقم لی ہے۔''...دادا کالو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''دادا!۔۔۔اس بار میری ذاتی عزت کا مسئلہ آن پڑا ہے۔قطعی ذاتی۔''....حمید نے بٹوہ واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔۔تمہاری کوئی نئی محبوبہ اغوا کر لی گئی ہے۔''....دادا کالو نے برانڈی کی بوتل سے ایک لمبا گھونٹ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''اغوا نہیں ہوئی۔۔بلکہ قتل کر دی گئی ہے۔''....حمید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''قتل۔۔کب کی بات کر رہے ہو؟''....دادا نے سفید بھنویں اچکاتے ہوئے کہا۔

''ایک دو روز کی بات ہے۔''.... حمید نے جواب دیا۔

''اوہ!۔۔تو اب تمہارا معیار اتنا گھٹیا ہو گیا ہے کہ بدنام عورتیں تمہاری محبوبہ بننا شروع ہو گئی ہیں؟''...دادا نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''بدنام۔۔کیا مطلب؟''....کیپٹن حمید نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

''ارے گوا والی شیلا کی بات کر رہے ہو نا۔۔ایک دو روز میں تو یہاں صرف وہی عورت قتل ہوئی ہے۔۔لیکن وہ تو انتہائی بدنام عورت تھی۔۔تم اسے کیوں پوچھتے پھر رہے ہو۔''....دادا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ میری وجہ سے قتل ہوئی دادا۔''....حمید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

''تمہاری وجہ سے۔۔اوہ!۔کیا مطلب؟۔۔میں سمجھا نہیں۔''.... داد کے چہرے پر حیرت تھی۔

''اس کے گروپ وائٹ فاکس نے مجھے پکڑ کر باندھ لیا تھا۔لیکن شیلا نے مجھ سے ہمدردی کی اور میں فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا۔بس اسی وجہ سے۔''....حمید نے کہا۔

''لیکن وہ تو پورا گروپ ہی ختم ہو گیا۔''....دادا نے کہا۔

''اس وجہ سے کہ میں فرار ہو گیا تھا۔ لیکن کس نے ختم کیا ہے بس یہی پوچھنا تھا۔ میں ان سے شیلا کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔''.... حمید نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

''یہ تو مجھے معلوم نہیں ہوا۔ کوئی خفیہ لوگ ہیں۔ کم از کم سا گالینڈ کے نہیں ہیں۔ ورنہ مجھے علم ہو جاتا۔''.... دادا نے جواب دیا اور حمید جانتا تھا کہ دادا اس سے جھوٹ نہ بولے گا۔

''دادا!۔۔۔ یہ بتاؤ کہ ان لوگوں کا اٹھنا بیٹھنا کن کے ساتھ تھا؟ کوئی آدمی بتا دو۔ میں اس کے حلق سے سب کچھ خود ہی اگلوا لوں گا۔''.... حمید نے کہا۔

دادا نے چند لمحے غور سے حمید کو دیکھتا رہا۔ جیسے سوچ رہا ہو کہ اسے بتائے یا نہیں۔

''میرا نام درمیان میں نہیں آنا چاہیے۔''.... دادا نے آہستہ سے سرگوشی کی۔

''ظاہر ہے دادا۔''.... حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''رنگو چمار درمیانی درمیانی آدمی ہے۔۔ وہ گوا گیا تھا اور وائٹ فاکس کو لے آیا تھا۔''.... دادا نے آہستہ سے کہا۔

''اوہ سمجھ گیا۔۔ بالکل ٹھیک۔۔ اچھا دادا شکریہ۔''.... حمید نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''محتاط رہنا۔۔ یہ چمار کا بچہ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔''.... دادا نے حمید کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام کیپٹن حمید ہے کیپٹن حمید۔''..... حمید نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا بار سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی تھی۔ اس نے ایک اہم کلیو حاصل کر لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رنگو چمار شمالی علاقے کا مشہور سمگلر، قاتل اور نامی گرامی غنڈہ ہے۔

ایسا غنڈہ جس کے تعلقات پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرم تنظیموں سے ہیں۔ وہ اس کا نام کافی عرصے سے سنتا چلا آرہا تھا۔ لیکن آج تک کبھی توجہ نہ دی تھی البتہ اسے یہ معلوم تھا کہ رنگو چمار کا اڈہ سن سیٹ بار میں ہے۔ وہ اس بار کا مالک تھا اور اس نے خاصا بڑا گینگ بنا رکھا ہے۔ سنا تھا کہ سانڈ سے زیادہ طاقتور اور لومڑی سے زیادہ عیار آدمی ہے۔ بہر حال اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ آج رنگو چمار کو چمار بنا کر ہی واپس لوٹے گا۔

تھوڑی دیر بعد حمید کی کار سن سیٹ بار کے سامنے جا کر رک گئی وہ کار سے نیچے اترا اور بار میں داخل ہو گیا۔

بار کا ہال خاصا وسیع و عریض تھا اور بھانت بھانت کے لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ یہ سارے لوگ زیر زمین دنیا کے باشندے تھے چھوٹے موٹے جو وارداتیں کر کے ساری رقم انہی باروں اور جوئے خانوں میں خرچ کر دینا فخر سمجھتے تھے۔

حمید اندر داخل ہوتے ہی کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا۔ حمید اسے جانتا تھا۔ یہ اسلم تھا جسے سب ماسٹر اسلم کہتے تھے۔ انتہائی ہتھ چھٹ اور لڑاکا قسم کا آدمی تھا۔

''اوہ کپتان صاحب!۔۔۔آپ اور یہاں''۔۔۔۔ماسٹر اسلم نے کاؤنٹر کے قریب کیپٹن حمید کو دیکھتے ہی مسکرا کر کہا۔

''یار تمہارے باس سے ایک کام آن پڑا ہے۔۔۔رنگو چمار سے۔ کہاں ہے وہ؟''۔۔حمید نے کاؤنٹر پر کہنیاں ٹیکتے ہوئے کہا۔

''اوہ رنگو باس سے۔۔۔ارے خیریت ہے؟''۔۔۔۔ماسٹر اسلم نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہاں!۔۔۔اسے ایک سپیشل کاک ٹیل کا نسخہ آتا ہے۔۔۔اور میں نے اس سے وہ نسخہ لینا ہے''۔۔حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ کپتان صاحب!۔۔۔اس سے نسخہ لینے کی بجائے آپ خود ہی کوشش کر لیجیے تو زیادہ بہتر ہے۔''.... ماسٹر اسلم نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم بتاؤ تو سہی۔۔کہاں ہے وہ؟''.... حمید نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''نیچے جوئے خانے میں بیٹھا ہے۔۔یہ کارڈ لے لو اور دائیں طرف گیلری میں چلے جاؤ۔کوڈ ماسٹر اسلم ہے۔۔یہ خیال رکھنا کہ کوئی اونچی نیچی بات نہ کر بیٹھنا۔۔ورنہ دوسرے لمحے تم بھی بے فرش سے چپکے ہوئے ہوگے۔۔وہ ایسا ہی آدمی ہے۔''..... ماسٹر اسلم نے کاؤنٹر کے اندر سے ایک سرخ رنگ کا کارڈ نکال کر حمید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''فکر نہ کرو۔۔۔میں نے تو صرف اس سے نسخہ کی بات کرنی ہے۔''.... کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور کارڈ اٹھائے دائیں طرف والی گیلری کی طرف بڑھ گیا۔اسے معلوم تھا کہ اس کے کاؤنٹر سے ہٹتے ہی ماسٹر اسلم نے لازماً گوکو فون کر کے اس کی آمد کی اطلاع دے دی ہے۔اس لئے اس نے جان بوجھ کر کوئی اشتعال آمیز بات نہ کی تھی۔

گیلری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مسلح آدمی کھڑا تھا۔حمید نے کارڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔

''کوڈ۔''...دربان نے غور سے کارڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ماسٹر اسلم''......حمید نے کہا اور دربان نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ واپس حمید کے ہاتھ میں پکڑا دیا اور خود ایک بٹن دبا کر دروازہ کھول دیا یہ ایک طویل راہداری تھی۔حمید آگے بڑھتا گیا۔راہداری کے آخر میں ایک اور دروازہ تھا جس کے درمیان کارڈ ڈالنے کے لئے باقاعدہ

ایک جھری بنی ہوئی تھی اور اوپر لکھا ہوا تھا، کارڈ اس میں ڈالیے۔۔

حمید نے کارڈ اس جھری میں ڈال دیا۔

دوسرے لمحے دروازے کے سنٹر سے ایک چھوٹا سا خانہ کھلا اور دو آنکھیں اسے گھورنے لگیں۔

''ماسٹر اسلم''...حمید نے کوڈ دوہرایا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلتا چلا گیا اور حمید نے جوئے خانے کے ہال میں قدم رکھ دیا۔

یہ خاصا بڑا ہال تھا۔ جس میں جوئے کی آٹھ میزیں لگی ہوئی تھیں اور سوسائٹی کے بڑے معزز لوگ جوا کھیلنے میں مصروف تھے۔ لاکھوں کے داؤ لگ رہے تھے۔ ایک طرف لکڑی کا ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ حمید اس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کیبن کے باہر کھڑے ہوئے غنڈے اسے روکتے، حمید دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں ایک میز کے پیچھے واقعی ایک سانڈ نما کالا سیاہ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ سرخ شعلے نکالتی ہوئی آنکھیں اور چہرے پر زخموں کے بیشمار نشانات نے اس کے چہرے کو خاصا خوفناک بنا دیا تھا۔ حمید اسے دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہی رنگو چمار ہو سکتا ہے۔ وہ کوئی رسالہ دیکھ رہا تھا۔ جو شائد عریاں تصویروں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے چونک کر حمید کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ابھر آئے۔

''کون ہو تم؟۔۔ تمہیں معلوم ہے کہ بغیر اجازت اندر نہیں آنا چاہیے۔۔ باہر کھڑے کتوں نے تمہیں نہیں روکا''...رنگو چمار نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''تو تم ہو رنگو چمار''...کیپٹن حمید نے میز کے سامنے رک کر اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں!۔۔مگر تم کون ہو؟"....رنگو چمار نے غور سے حمید کو دیکھتے ہوئے کہا اور حمید بڑے اطمینان سے ایک کرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔

"ماسٹر اسلم نے تمہیں فون پر نہیں بتایا کہ میرا نام کیپٹن حمید ہے۔اور میں کرنل فریدی کا اسسٹنٹ ہوں۔"..حمید نے کہا۔

"اوہ!۔۔تو تم ہو کیپٹن حمید۔۔کرنل صاحب تو بڑے گریٹ آدمی ہیں۔۔خیر، ان کی وجہ سے میری تمہاری گستاخی معاف کر دیتا ہوں۔بولو کس لئے آئے ہو۔"....رنگو چمار نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وائٹ فاکس کو تم نے کن لوگوں کے لئے بک کیا تھا؟"....حمید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو یہ بات ہے۔۔لیکن تم غلط آدمی کے پاس آئے ہو۔رنگو چمار جو جانتا ہے۔وہ کسی کو نہیں بتاتا۔۔اور جو نہیں جانتا، وہ پوچھ لیا کرتا ہے۔"....رنگو چمار نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"میں پوچھ رہا ہوں وہ کون لوگ ہیں۔۔ان کا اتہ پتہ بتاؤ؟"....حمید نے اپنی بات پر زور ڈالتے ہوئے کہا۔

"خاصے دلیر واقع ہوئے ہو کہ رنگو چمار کے اڈے میں آکر اس سے پوچھ رہے ہو۔۔دیکھو!۔۔میں آخری بار کہہ رہا ہوں کہ واپس چلے جاؤ۔۔اور یہ بھی میں صرف کرنل فریدی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ورنہ میرے ساتھ اونچے لہجے میں بات کرنے والا دوسرا لفظ بولنے سے ہمیشہ محروم ہو جاتا ہے۔"....رنگو چمار کے لہجے میں سختی عود کر آئی۔

"دیکھو!۔۔میں بھی آخری بار کہہ رہا ہوں کہ ان کا اتہ پتہ بتا دو۔۔ورنہ میں تمہاری رگوں میں ابلنے والے گندے خون سے بھی پوچھ کر ہی جاؤں گا۔۔اور سنو!۔۔اپنے آدمیوں پر نہ پھولنا۔تمہارا یہ اڈہ اس وقت بلیک فورس کے گھیرے میں ہے۔۔یہاں کے ایک

ایک آدمی کو بھون دیا جائے گا''...حمید نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''اچھا تو یہ بات ہے۔ پھر آؤ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں''...رنگو چمار نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا اور حمید بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''آؤ آؤ۔ ڈرو نہیں''...رنگو چمار نے مسکراتے ہوئے کہا اور حمید کی طرف بڑھنے کی بجائے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی چال میں بے نیازی تھی۔ جیسے اسے حمید کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہو۔

''سنو!۔۔ نئی بات سنو!۔۔ یہ چوہے کا بچہ رنگو چمار کو دھمکی دے رہا ہے''...دروازہ کھولتے ہی رنگو چمار نے چیختے ہوئے کہا اور خود اچھل کر باہر نکل گیا۔ اب ظاہر ہے حمید کو بھی اس کے پیچھے باہر جانا پڑا۔

ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے کیپٹن حمید کو دیکھ رہا تھا۔ رنگو کے ساتھی غنڈوں نے اپنی سٹین گنیں سیدھی کر لی تھیں۔ لیکن رنگو چمار نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔

''یہ میزیں ہٹاؤ۔ کیپٹن صاحب کے تڑپنے کے لئے کھلی جگہ ہونی ضروری ہے''...رنگو نے چیختے ہوئے کہا اور پھر میزوں کے گرد موجود لوگ تیزی سے ہٹ کر دیواروں سے لگتے گئے۔ بہت سے لوگ دروازے کی طرف کھسک رہے تھے۔

''جو جانا چاہے چلا جائے۔۔ جو اس مچھر کا تڑپنا دیکھنا چاہے۔۔ وہ بے شک کھڑا رہ جائے''...رنگو نے ہاتھ لہراتے ہوئے کہا اور چند غنڈوں نے بڑی تیزی سے میزیں ہال کے کناروں سے لگا دی تھیں۔ اب درمیان میں خاصی کھلی جگہ پیدا ہو گئی تھی۔

''ہاں!۔۔ اب بولو!۔۔ کیا پوچھ رہے تھے تم؟''...رنگو چمار نے مسکراتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا جو دروازے کے

قریب ہی بڑے مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

''سنو رنگو!۔۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ تم بڑے غنڈے ہو۔۔ اور بڑے غنڈے وہ ہوتے ہیں جو اصول کے پابند ہوتے ہیں۔۔ تمہیں اپنی طاقت اور لڑائی بھڑائی کی فن پر بڑا فخر ہے۔۔ اگر میں تمہارا یہ گھمنڈ نکال دوں تو بولو مجھے اس پارٹی کے بارے میں سچ سچ بتا دو گے؟''... حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''بالکل بتا دوں گا۔۔ حالانکہ میں جانتا ہوں کہ لاشیں کچھ نہیں سن سکتیں لیکن پھر بھی میں تمہاری لاش کے کان میں تمہارے سوال کا جواب ضرور بتا دوں گا''...رنگو نے بڑے مضحکہ اڑانے والے لہجے میں جواب دیا۔

''اور تمہارے یہ آدمی مداخلت نہیں کریں گے۔''..حمید نے کہا۔

''بالکل نہیں کریں گے۔۔ انہیں مداخلت کی ضرورت ہی نہ پڑے گی۔۔ بہر حال حالات کچھ بھی کیوں نہ ہوں ان کی طرف سے کوئی مداخلت نہ ہو گی۔۔ یہ رنگو چمار کا وعدہ ہے۔۔ البتہ یہ تمہاری لاش ٹھکانے لگانے کا کام ضرور سر انجام دیں گے۔''...رنگو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔۔ تو آؤ آج میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چماروں کا کام دوسروں کے بوٹ چاٹنا ہوتا ہے۔۔ ان کے سامنے کھڑے ہوئے بکواس کرنا نہیں ہوتا۔''.... حمید نے ایک قدم آگے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے فقرے نے تو جیسا رنگو چمار کا پاگل کر دیا۔

''او تمہاری یہ جرات۔''..رنگو نے غصے اور وحشت سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یوں اچھل کر حمید کی طرف لپکا جیسے اسے پکڑ کر کچا چبا جائے گا۔ اس کا انداز بڑا وحشیانہ تھا۔ لیکن حمید بڑے مطمئن انداز میں اپنی جگہ کھڑا رہا۔

پھر جیسے ہی رنگو چمار اس کے قریب آیا۔ وہ پلک جھپکنے میں اپنی جگہ

سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی لات بجلی کی سی تیزی سے نیم دائرے میں گھومتی ہوئی پوری قوت سے رنگو چمار کی پسلیوں پر پڑی۔ یہ ضرب اس قدر پر قوت تھی کہ رنگو چمار لڑکھڑاتا ہوا دو تین قدم سائیڈ میں ہٹتا چلا گیا۔

کیپٹن حمید نے لات مارتے ہی اچھل کر دونوں پیروں کی الٹی ضرب اس کے چہرے پر جمانی چاہی۔ لیکن رنگو ضرب کھاتے ہی بجلی کی سے تیزی سے گھوما اور اس سے پہلے کہ حمید کی دونوں جڑے ہوئی لاتیں اس کے چہرے پر پڑتیں، رنگو نے کلائی کے مدد سے اس کی ران پر ضرب لگا دی اور حمید کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی ران کی حڈی ٹوٹ گئی ہو۔

کیپٹن حمید قلابازیاں کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ رنگو کی فلائنگ کک اس کے سینے پر پڑی اور کیپٹن حمید اچھل کر پچھلی دیوار سے پشت کے بل ٹکرایا۔

رنگو چمار بھاری جسم رکھنے کے باوجود پارے کی طرح پھرتیلا تھا جب تک کیپٹن حمید دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرتا، رنگو چمار قلابازیاں کھا کر تیر کی اس کی طرف آیا۔ اس بار اس کا داؤ انتہائی خطرناک تھا۔ اس کا پلان یہ تھا کہ دیوار سے گھسٹ کر نیچے گرتے ہی کیپٹن حمید کے سینے پر دوبارہ پوری قوت سے فلائنگ کک لگائی جائے۔ تاکہ پیچھے دیوار ہونے کی وجہ سے حمید کا سینہ دیوار کے ساتھ پچک کر رہ جائے گا۔

کیپٹن حمید نے دوار سے ٹکراتے ہی۔۔ رنگو کو ایک بار پھر اپنے اوپر آتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے تڑپا اور عین ایک لمحہ پہلے اس کا جسم اس جگہ سے ہٹ گیا اور رنگو کی دونوں لاتیں پوری قوت سے دیوار سے ٹکرائیں۔ یہ ضرب اس قدر شدید تھی کہ رنگو چمار تیزی سے مڑ نہ سکا۔ اور پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے کیپٹن حمید نے

اس پر چھلانگ لگائی اور وہ سیدھا اس کے جسم پر آیا۔ مگر رنگو چمار کے دونوں گھٹنے تیزی سے اٹھے اور کیپٹن حمید جھٹکا کھا کر اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا پیچھے فرش پا جا گرا۔ اور پھر وہ دونوں بیک وقت ہی اٹھے۔ اب وہ دوبارہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے تھے۔

لیکن اب دونوں کی صورت حال بدل چکی تھی۔

رنگو چمار پہلے کی نسبت زیادہ محتاط اور چوکنا نظر آرہا تھا البتہ غصے اور خجالت کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

ادھر کیپٹن حمید کو اپنی آنکھوں کے سامنے سرخی سے پھیلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ یہ اس کی دماغ کی خاص کیفیت تھی۔ ایسی کیفیت میں حمید جنون میں مبتلا ہو جایا کرتا تھا۔

رنگو چمار کے ساتھی حیرت بھرے انداز میں کیپٹن حمید کو دیکھ رہے تھے کیونکہ ان کا تو آج تک یہی خیال تھا کہ رنگو چمار کے مقابلے میں دنیا کا کوئی شخص ایک لمحے سے زیادہ نہیں کھڑا ہو سکتا۔ لیکن کیپٹن حمید نہ صرف زندہ کھڑا تھا بلکہ اس نے رنگو چمار کو اچھے خاصے جھٹکے بھی دے دیئے تھے۔

وہ دونوں صرف ایک لمحے کے لئے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو تولتے رہے اور کیپٹن حمید نے حرکت کی۔ وہ پوری قوت سے اپنی جگہ سے اچھلا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ رنگو چمار کے سر پر ٹکر مارنا چاہتا ہو۔ رنگو لاشعوری طور پر جھک گیا اور حمید شائد یہی چاہتا تھا۔ وہ اس کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف کو گرا۔ لیکن اس کے نچلے جسم نے اس کے سر کے اوپر سے گذرتے ہوئے یکلخت جھٹکا کھایا اور اس کی دونوں ٹانگیں رنگو چمار کی گردن میں قینچی کے سے انداز میں پڑیں اور کیپٹن حمید کے ہاتھ جیسے ہی فرش کو لگے وہ لٹو کی طرح گھوم گیا۔ اور رنگو چمار نہ صرف پشت کے بل فرش پر گرا۔ بلکہ وہ اس

کے ساتھ ہی کروٹ بدل گیا۔

رنگو چمار نے دونوں کلائیاں اٹھا کر کیپٹن حمید کی پنڈلیوں پر ضرب لگانی چاہی لیکن حمید تو فرش پر بجلی کی سی تیزی سے کروٹیں بدلتا جا رہا تھا۔ اس طرح رنگو چمار ضرب نہ لگا سکتا تھا۔ وہ اس کے ساتھ ہی الٹا ہوا مڑ جاتا اور پھر رنگو نے ضرب لگانے کا ارادہ بدلا اور اس نے اپنی طاقت کے زور پر اوپر کو اٹھنے کی کوشش کی۔ اس کا مقصد حمید کو اس طرح بے بس کر کے قابو کرنے کا تھا۔ چنانچہ پوری قوت لگا کر وہ اوپر کو اٹھا اور دوسری لمحے وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ مگر اس کے ذہن میں بھی یہ تھا کہ حمید خود یہی چاہتا تھا اور اس نے داؤ بھی اسی مقصد کے لئے لگایا تھا۔

جیسے ہی رنگو چمار سیدھا ہوا کیپٹن حمید کا جسم اس کی ٹانگوں کی طرف گھسٹتا ہوا نزدیک آ گیا اور اس سے پہلے کہ رنگو سیدھا ہو کر اپنی گردن چھڑاتا، حمید نے تیزی سے اس کی دونوں ٹانگیں ہاتھوں سے پکڑ کر پوری قوت سے گھسیٹیں اور ساتھ ہی اپنی ٹانگوں کو بھی اپنی طرف جھٹکا دیا اور اس کا داؤ کامیاب رہا۔ رنگو کے پیر اکھڑ گئے۔ اور اس کا جسم پشت کے بل کمان کی صورت میں فرش پر سیدھے پڑے ہوئے حمید کے اوپر چھتری کی طرح تن گیا۔ حمید نے اپنے جسم کو تیزی اور جھٹکے سے مزید سکیڑا۔ اس کا مقصد رنگو کی کھوپڑی کو اس کی ٹانگوں کے نزدیک لے جانا تھا جب کہ رنگو کا جسم کمان کی طرح مڑا ہوا تھا۔ رنگو چمار نے کروٹ بدل کر اس داؤ سے نکلنے کی کوشش کی لیکن کیپٹن حمید نے اپنے جسم کی پوری طاقت لگا دی اور پھر ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ ہی رنگو چمار کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے ہال گونج اٹھا اس کے ساتھ ہی کھٹاک کی آواز سے اس کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ کھسک گیا اور کیپٹن حمید نے یہ آواز سنتے ہی تیزی سے اپنے جسم کو کروٹ دی

اوراس کے ساتھ ہی اس نے اس کی ٹانگیں اور گردن دونوں چھوڑ دیں۔ اور رنگو چمار کے پہلو کے بل گرتے ہی کیپٹن حمید اچھل کر سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے اس نے قریب ہی موجود ایک غنڈے کے ہاتھوں سے مشین گن جھپٹ کر اسے دوسرے غنڈے کی طرف دھکیل دیا۔

سب غنڈوں کی توجہ رنگو چمار کی طرف تھی اس لئے وہ بروقت سنبھل نہ سکے اور مشین گن چھینتے ہی کیپٹن حمید نے فائر کھول دیا اور ہال میں موجود غنڈے آٹے سے بھرے تھیلوں کی طرح ڈھیر ہوتے چلے گئے۔ انہیں سنبھل کر مشین گن سیدھی کرنے کا بھی موقع نہ ملا تھا۔ ان کے نیچے گرتے ہی کیپٹن حمید اپنی جگہ سے اچھلا اور سیدھا دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے دروازے کو اندر سے بند کر دیا اور پھر ایک طویل سانس لے کر وہ پلٹا۔ سارے ہال میں غنڈوں کا خون پھیلا ہوا تھا۔ ان میں دو غنڈے تو ابھی تک تڑپ رہے تھے۔ کیپٹن حمید نے نہیں تڑپتا دیکھ کر ان پر دوبارہ فائر کھول دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں ٹھنڈے ہو گئے۔ حمید جانتا تھا کہ رنگو چمار اب حرکت کرنے سے معذور ہو گیا ہے اور غنڈوں کا کوئی دین ایمان نہ تھا۔ وہ اپنے باس کو اس طرح بے بس ہوتے دیکھ کر حمید پر فائر کھول سکتے تھے اس لئے اس نے ان کا خاتمہ بھی ضروری سمجھا تھا۔

اب وہ ہال میں رنگو چمار کے ساتھ اکیلا تھا اور اسے معلوم تھا کہ ہال میں ہونے والی فائرنگ کی آوازیں باہر سنائی نہ دے سکتی تھیں لیکن پھر بھی کسی اچانک مداخلت سے بچنے کے لئے اس نے دروازہ اندر سے بند کر دیا تھا۔

رنگو چمار پشت کے بل فرش پر پڑا تھا۔ تکلیف کی شدت اور شکست کی شرمندگی سے اس کا چہرہ بگڑا ہوا تھا۔ اس نے ہونٹوں پر دانت اس

بری طرح جمائے ہوئے تھے کہ اس کے ہونٹوں سے خون بہہ نکلا تھا۔

''ہاں!۔۔اب بولو چمار صاحب!۔۔اب اپنے وعدے کے مطابق اس پارٹی کا پتہ بتا رہے ہو۔''...حمید نے سٹین گن سنبھالے اس کے قریب جا کر پوچھا۔

''تم نے مجھے دھوکے سے مار لیا ہے۔۔اور دوسرے بات یہ کہ تم نے میرے ساتھیوں کو مار کر خود ہی وعدہ خلافی کی ہے۔اب چاہے تم مجھے قتل کر دو۔۔میں کچھ نہیں بتاؤں گا۔''...رنگو چمار نے دانت پیستے ہوئے کہا۔مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔کیونکہ حمید نے پوری قوت سے سٹین گن کا بٹ اس کے چہرے پر مارا۔یہ ضرب اس قدر پر قوت تھی کہ کھٹاک کی آواز سے رنگو چمار کا جبڑا ٹوٹ گیا اور اس کا منہ ٹیڑھا ہو گیا۔

''میں تمہاری رگوں سے روح کھینچ لونگا چمار کے بچے۔۔میرا نام کیپٹن حمید ہے کیپٹن حمید۔''...حمید نے غصیلے انداز میں کہا اور دوسرے لمحے اس نے سٹین گن کا بٹ ایک بار پھر اس کی پسلیوں پر جما دیا۔

رنگو چمار کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکل گئی۔کیپٹن حمید کے ہاتھ اب رکے نہیں بلکہ اس نے رنگو چمار کو روئی کی طرح دھنا شروع کر دیا۔رنگو چمار کا برا حال ہو گیا۔سٹین گن کے بٹ کی ضربوں سے اس کی ہڈیاں ٹوٹنا شروع ہو گئیں۔

''ب۔۔ب۔۔بتاتا ہوں۔۔بتاتا ہوں۔''...رنگو نے اچانک چیختے ہوئے کہا۔

''بتاؤ۔۔سچ سچ بتاؤ گے تو نہ صرف تمہیں چھوڑ دونگا۔۔بلکہ تمہاری کمر بھی ٹھیک کر دوں گا۔۔ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دوں گا۔''...کیپٹن حمید نے سرد لہجے میں کہا۔

''ناراک کی پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ڈارک کلب کے لئے میں نے انہیں بک کیا تھا''.....رنگو چمار نے کراہتے ہوئے کہا۔

''یہ تو مجھے بھی علم ہے۔ اس تنظیم کا پتہ اور آدمی بتاؤ''.....کیپٹن حمید نے ایک بار پھر سٹین گن لہراتے ہوئے کہا۔

''کرافٹ اس تنظیم کے چیف کا نام ہے۔ پتہ مجھے معلوم نہیں صرف فون نمبر ہے۔ دو چار ایک زیرو تین''.....رنگو چمار نے جواب دیا۔

''سچ کہہ رہے ہو''.....کیپٹن حمید نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''بالکل سچ کہہ رہا ہوں''.....رنگو نے جواب دیا اور کیپٹن حمید اس کی آنکھوں کے تاثرات سے ہی سمجھ گیا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

''او کے۔ پھر تم چھٹی کرو۔ تم کینہ پرور اور گھٹیا آدمی ہو۔ اس لئے تم بعد میں بھی ہمارے لئے عذاب بن سکتے ہو''.....کیپٹن حمید نے سرد لہجے میں کہا اور سٹین گن کی نال رنگو چمار کی پیشانی پر جما دی۔

''م۔م۔ مجھے چھوڑ دو۔ معاف کر دو''.....رنگو چمار نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن کیپٹن حمید نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے رنگو چمار کی کھوپڑی سینکڑوں ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکی تھی۔

حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن ایک طرف پھینکی اور خود تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ ابھی تک باہر سے کوئی مداخلت نہ ہوئی تھی اس لئے اس نے یہی سوچا کہ باہر والوں کو اندر کے حالات کا علم نہیں ہے اور سٹین گن بھی اس نے اسلئے پھینک دی تھی وہ انہیں چونکانا نہ چاہتا تھا۔

دروازہ کھول کر وہ گیلری میں آ گیا۔ یہاں وہ آدمی موجود نہ تھا جس نے اس کا کارڈ دیکھا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہال میں پہنچ گیا۔

''کیا ہوا کیپٹن؟''.....اچانک ماسٹر اسلم اس کے سامنے آ گیا۔

"لاشیں اٹھوالو"... کیپٹن حمید نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ وہ جلد از جلد یہاں سے نکل جانا چاہتا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ دروازے سے باہر نکلا۔ ماسٹر اسلم اس کے پیچھے آگیا۔

"کپتان صاحب!۔۔۔ میں نے باہر والوں کو روک لیا تھا۔۔ ورنہ آپ اس طرح زندہ بچ کر نہ جا سکتے۔۔ رنگو چمار ختم ہو گیا۔۔ یا زندہ ہے۔"... ماسٹر اسلم نے قریب ہو کر پوچھا۔

"ختم ہو گیا۔۔ اور تمہارا شکریہ"... حمید نے جان چھڑانے کے سے انداز میں کہا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ ماسٹر اسلم اب حمید کے پیچھے آنے کی بجائے تیزی سے واپس پلٹ گیا۔

حمید کار چلاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے فون نمبر معلوم کر لیا تھا اور اب وہ آسانی سے اس نمبر کے ذریعے لوکیشن معلوم کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک کیفے کے سامنے کار روکی اور اتر کر تیزی سے برآمدے میں لگے ہوئے پبلک بوتھ کی طرف انکوائری کے نمبر گھما دیئے۔

"یس پلیز انکوائری۔"... دوسری طرف سے انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی سپیکنگ۔۔ ایک نمبر نوٹ کرو۔"... کیپٹن حمید نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر۔۔ یس سر۔۔ نوٹ کروائیے۔"... کرنل فریدی کا نام سنتے ہی دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نوٹ کرو۔۔ دو چار ایک زیرو تین۔"... کیپٹن حمید نے رنگو چمار کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

''یس سر!۔نوٹ کرلیا۔۔دو چار ایک زیرو تین۔''....آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''اب مجھے بتاؤ کہ یہ فون نمبر کس کا ہے۔۔پورا پتہ اور نام چاہیے۔۔ اور سنو!۔۔پتہ اور نام بالکل درست ہونا چاہیے۔ورنہ''....کیپٹن حمید نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

''یس سر۔یس سر۔بالکل درست ہوگا۔ہولڈ آن کیجئے سر!۔۔ابھی ایک منٹ میں بتاتا ہوں۔''..آپریٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور کیپٹن حمید مسکرا کر خاموش ہوگیا۔

''سر!۔نوٹ کیجئے۔''..چند لمحوں بعد ہی آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

''ہاں بتاؤ''......کیپٹن حمید نے کہا۔

''کوٹھی نمبر ایک سو دس۔۔ماڈل کالونی۔۔نام ڈاکٹر شنکر اردن۔''....آپریٹر نے جواب دیا۔

''درست دیکھا ہے؟''....کیپٹن حمید نے پوچھا۔لہجہ تحکمانہ ہی تھا۔

''یس سر!۔۔۔بالکل درست ہے۔''....دوسرے طرف سے کہا گیا۔

''او۔کے''....کیپٹن حمید نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔چونکہ کسی پرائیوٹ نمبر پر فون نہ ہوا تھا۔اس لئے رسیور رکھتے ہی نچلے خانے میں سکے باہر آ گئے۔کیپٹن حمید نے سکے اٹھا کر جیب میں ڈالے اور پھر فون بوتھ سے باہر آ گیا۔

اس نے کار کا رخ اب واپس کوٹھی کی طرف موڑ دیا۔اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ اس نے ایک ایسا کلیو ڈھونڈ لیا ہے جس کا کرنل فریدی کا بھی علم نہیں۔اس طرح کم از کم اس نے کفارہ ادا کر دیا تھا۔شیری نے سیاحوں جیسا لباس پہنا ہوا تھا اس کے کاندھے پر

بیگ لٹکا ہوا تھا۔ اور وہ بڑے تھکے تھکے انداز میں سڑک کے ساتھ بنے ہوئے فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ اس کے چہرے پر پریشانی، بے چینی اور اضطراب نمایاں تھا۔ وہ یوں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جیسے اکیلی ہرنی شیروں کے نرغے میں آ گئی ہو۔ اس کے کان کے نیچے اور گردن پر خراشیں تھیں۔ اس وقت وہ اسی سڑک پر چلی جا رہی تھی جس پر کرنل فریدی کی کوٹھی تھی۔

اور پھر جیسے ہی فریدی کی کوٹھی کا پھاٹک آیا۔ وہ یوں پھاٹک کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی جیسے اب اس کے لئے دو قدم آگے چلنا بھی ممکن نہ رہا ہو۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ دروازے پر کھڑا چوکیدار اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''پانی۔۔ پانی مل جائے گا''.... شیری نے یوں اٹک اٹک کر چوکیدار سے کہا جیسے بڑی مشکل سے یہ زبان بولتی ہو۔

''ہاں!۔۔ مل جائے گا۔۔ کیا بات ہے میم صاحب۔۔ آپ بہت گھبرائی ہوئی ہیں؟''.... چوکیدار نے ہمدردی کرتے ہوئے پوچھا۔ یہ فریدی کا نیا چوکیدار تھا۔ پہلے چوکیدار گورکھے کے قتل کے بعد فریدی نے اسے رکھا تھا۔ اور چونکہ وہ نیا آدمی تھا اس لئے مجرموں کے ہتھکنڈوں اور ان کی سرگرمیوں سے اتنا واقف بھی نہ تھا اور ادھر شیری بھی کمال کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔

''غنڈے۔۔ غنڈے میرے پیچھے لگ گئے۔۔ میں سیاح ہوں۔۔ انہوں نے مجھ سے رقم چھین لی۔۔ وہ مجھے بے عزت کرنا چاہتے تھے۔ میں اکیلی ہوں۔''.... شیری نے اٹک اٹک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او غنڈے۔۔ میم صاحب!۔۔ آپ اندر چلیں۔ یہ کرنل فریدی صاحب کی کوٹھی ہے۔۔ اس کوٹھی کو دیکھ کر غنڈے بھاگ جائیں

گے۔۔وہ آپ کا بندوبست بھی کر دیں گے۔۔وہ بہت بڑے آدمی ہیں اور بڑے ہمدرد بھی۔''....چوکیدار نے پوری پوری ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل فریدی۔کیا وہ فوج میں ہیں؟''...شیری نے پوچھا۔

''نہیں میم صاحب!۔۔۔وہ فوج میں نہیں۔۔کوئی خفیہ پولیس کے بڑے آفسر ہیں۔۔۔میں ابھی یہاں نیا آیا ہوں مجھے زیادہ تفصیل کا علم نہیں ہے۔۔آؤ اندر آؤ''...چوکیدار نے پھاٹک کھولتے ہوئے کہا اور شیری سر ہلاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔چوکیدار نے خود ہی اس کی مشکل حل کر دی تھی ورنہ اسے اندر جانے کے لئے کوئی نہ کوئی بہانہ بنانا پڑتا۔

''کرنل صاحب موجود ہیں۔''...شیری نے چوکیدار کی رہنمائی میں ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔۔وہ کہیں گئے ہوئے ہیں۔۔ان کے اسسٹنٹ کیپٹن صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔البتہ ان کے ایک مہمان ڈرائینگ روم میں موجود ہیں۔۔آپ وہاں بیٹھیں۔کرنل صاحب جلدی آجائیں گے۔''....چوکیدار نے اسے مفصل رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور شیری سر ہلاتی ہوئی ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔چوکیدار اس کے ساتھ تھا مگر دوسرے لمحے وہ دونوں یوں ٹھٹھک کر کھڑے ہو گئے جیسے انہیں کوئی عجوبہ نظر آگیا ہوں۔

ڈرائینگ روم کے صوفے پر سر ٹکائے ایک نوجوان الٹا کھڑا ہوا تھا۔اس کی آنکھیں بند تھیں اور وہ یوں بے حس و حرکت تھا جیسے کسی مجسمے کو الٹا رکھ دیا گیا ہو۔

یہ عمران تھا جو اکیلا ہونے کی وجہ سے عادتاً الٹا کھڑا ہو گیا تھا۔وہ جب کوئی بات سوچتا تو اسی طرح کرتا تھا۔

''یہ۔۔یہ کون ہے؟''.....شیری نے حیرت بھرے انداز میں کہا اور اس کی آواز سنتے ہی نوجوان کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور دوسرے لمحے وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہو گیا۔اس کے چہرے پر انتہائی شرمندگی اور احمقانہ پن کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

''اوہ۔۔اوہ مس!۔۔۔اوہ ویری سوری۔۔۔مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ تشریف لانے والی ہیں۔۔میں تو عبادت کر رہا تھا''.....نوجوان نے احمقانہ انداز میں دونوں ہاتھ ملتے ہوئے شرمندہ لہجے میں کہا۔

''یہ کرنل صاحب کے مہمان ہیں۔۔اور جناب!۔۔یہ سیاح ہیں۔غنڈے اس کے پیچھے لگ گئے تھے اس لئے میں انہیں یہاں لے آیا ہوں''.....چوکیدار نے اپنی طرف سے ان دونوں کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''اچھا اچھا سیاح۔۔واہ! کیا خوبصورت پیشہ ہے۔۔سیر کی سیر بھی ہو گئی۔۔اور کمائی کی کمائی بھی''.....نوجوان نے آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

''معاف کیجئے۔۔سیاحت پیشہ نہیں ہوتا۔۔مشغلہ ہوتا ہے۔۔سیاح تو خرچ کرتا ہے۔۔کماتا کیسے ہے؟''.....شیری نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''اوہ اچھا اچھا۔۔دراصل الٹا کھڑے ہونے کی وجہ سے میرا دماغ ذرا الٹا ہو گیا تھا۔۔میں نے سمجھا کہ شائد آپ محکمہ سیاحت میں ہیں۔۔تشریف رکھیئے!۔۔مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں اور میں کرنل صاحب کا بن بلایا مہمان ہوں''.....عمران نے شرمندہ سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اپنا تعارف بھی کرا دیا۔

''مجھے شیری کہتے ہیں۔۔میرا تعلق ناراک سے ہے''.....شیری نے اپنا تعارف کرایا اور عمران چونک پڑا۔مگر دوسرے لمحے اس کا چہرہ ایک بار

پھر نارمل ہو گیا۔ اسے فوراً ذارک کلب کی ایک نوجوان لڑکی کا نام یاد آ گیا۔ اس کا نام بھی شیری بتایا گیا تھا۔

''اچھا اچھا۔۔۔آپ کے والد صاحب کا نام شیر ہے۔۔ یعنی لائن۔۔ واہ شیری۔۔ یعنی بے بی لائن۔۔ واہ خوبصورت نام ہے۔''۔۔۔عمران نے شیری کو شیرنی بناتے ہوئے کہا اور شیری اس کے جواب پر بے اختیار ہنس پڑی۔

''شیرنی نہیں۔۔ شیری۔''۔۔۔شیری نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ چوکیدار شائد اس کے لئے پانی لینے کے لئے باہر چلا گیا تھا۔

''اوہ اچھا اچھا!۔۔ واہ! یہ بھی خوبصورت نام ہے۔۔ شیر یعنی ملک سے بنی ہوئی۔۔ یعنی انگریزی میں اسے ملکی کہہ سکتے ہیں۔''۔۔۔عمران نے اب دوسری طرف بات لے جاتے ہوئے کہا۔

''اوہ!۔۔۔آپ واقعی ضرورت سے زیادہ ذہین ہیں۔''۔۔۔شیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے یہ وجیہہ اور احمقانہ شکل والا نوجوان پسند آ گیا تھا اور وہ اسے بڑی دلچسپ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''ناراک میں آپ کا غریب خانہ کس جگہ ہے۔۔ میں بھی ناراک میں بڑا عرصہ رہا ہوں۔''۔۔۔عمران نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''اوہ!۔۔ آپ ناراک میں رہے ہیں۔ کب؟''۔۔۔شیری نے چونکتے ہوئے کہا۔ اسے خیال بھی نہ تھا کہ یہ احمق سا آدمی بھی ناراک جا سکتا ہے۔ وہ اب غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔

''ہمارے ڈیڈی جناب کنگ آف ڈھمپ کو بڑا شوق تھا کہ ان کا ولی عہد پرنس آف ڈھمپ مہذب بن جائے۔۔ اس لئے انہوں نے زبردستی مجھے ناراک بھجوا دیا۔ اور کسی کو نہ بتایئے گا۔۔ ہم اپنے باڈی گارڈز کی نظریں بچا کر یہاں آ گئے ہیں۔ وہ ہمیں وہاں ڈھونڈتے پھر رہے ہوں گے۔۔ کیسا مزہ آ رہا ہوگا۔''۔۔۔عمران نے بچوں کی

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو بچوں جیسی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آ رہا تھا۔

"آپ واقعی پرنس ہیں۔۔ کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟"... شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔

"واقعی کا جواب تو ڈیڈی یا ممی دے سکتے ہیں۔۔ میں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سرٹیفکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا نام ڈھمپ ہے۔ اور یہ ہمالیہ کی ترائی میں ایک چھوٹی سی مگر خوبصورت ریاست ہے۔۔ آزاد ریاست۔"... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"او واچھا اچھا۔۔ میں سمجھ گئی۔ آپ نے بتایا نہیں کہ ناراک میں آپ کی رہائش کہاں تھی۔"... شیری نے کہا۔

وہ ہمارے ڈیڈی کے ایک دوست ہیں ڈاکٹر آسٹن۔ ففتھ ایونیو میں رہتے ہیں۔ وہ ایک کلب کے مالک ہیں جس کا نام ڈارک کلب ہے۔ ازراہ شفقت انہوں نے ہماری سرپرستی قبول کی ہوئی تھی۔"... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ گو اس کا انداز بڑا معصومانہ تھا لیکن اس نے وہی پتہ دوہرایا تھا جو کرانٹ نے نقشے والے لفافے پر لکھا تھا اور اس کے ساتھ اس نے جان بوجھ کر ڈارک کلب کا حوالہ دے دیا تھا اس کے ساتھ ہی وہ غور سے شیری کو دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر آسٹن، فنتھ ایونیو اور ڈارک کلب کے الفاظ نے شیری کے اعصاب پر بڑا خوفناک اثر ڈالا۔ اس کی آنکھیں حیرت اور خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔ ڈاکٹر آسٹن ان کے ہیڈ کوارٹر کا کوڈ نام تھا اور پھر پتہ بھی ہیڈ کوارٹر کا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈارک کلب۔ اس کے شائد یہ تصور میں بھی نہ تھا کہ اس کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آسکتا ہے۔ لیکن اس نے جلد ہی اپنے آپ پر قابو پالیا۔ اس کے باوجود اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نہ مٹ سکے۔

''اچھا اچھا۔۔ میں سمجھ گئی'' ....شیری نے یوں سر ہلانا شروع کر دیا جیسے اسے مزید گفتگو کے لئے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔

''اچھا۔ آپ سمجھ گئی ہیں۔۔ واہ بہت خوب!۔۔۔ پھر تو آپ کرافٹ کو بھی جانتی ہوں گی۔۔ گنجے سر اور لمبے چوڑے قد وقامت کا آدمی ہے۔ ڈارک کلب کا مالک ہے۔ اس کا ایک ساتھی ہے سام۔۔ سانپ کی طرح دبلا پتلا سام۔۔ اسی طرح جیکی، جاکی اور بارٹن کو بھی آپ جانتی ہوں گی۔۔ اور کرافٹ کی محبوبہ کو بھی آپ جانتی ہوں گی۔۔ سمکا اس کا نام ہے بڑی خوبصورت سی لڑکی ہے۔۔ ارے ہاں! اس کی ایک سہیلی ہے شیری۔۔ اس کا نام بھی آپ سے ملتا جلتا ہے۔ اور ہاں!۔۔ اب مجھے خیال آرہا ہے کہ اس کی شکل بھی آپ سے ملتی جلتی ہے۔۔ عمران نے بڑے خوش ہونے والے انداز میں باقاعدہ ڈارک کلب کے چیف باس اور اس کے ساتھیوں کا تعارف کرانا شروع کر دیا۔ اسے معلوم تو ہو گیا تھا کہ شیری کا تعلق ڈارک کلب سے ہے اور فریدی کی کوٹھی میں کسی پلان کے تحت ہی آئی ہے لیکن اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بلی کو جلد از جلد تھیلے سے نکال لے۔ اور وہی ہوا۔ اس قدر تفصیلی تعارف نے شیری کے لئے کوئی گنجائش ہی نہ چھوڑی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

''اچھا شکریہ!۔ اب میں جا رہی ہوں ۔''.... شیری نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے اب یہاں اس کے رکنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ کسی چوہے دان میں پھنس گئی ہے وہ تو شکار کرنے آئی تھی لیکن اسے محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ خود کسی مضبوط جال میں پھنس گئی ہو۔

''ارے ارے۔۔ بیٹھیں بیٹھیں۔ کرنل صاحب ابھی آ جاتے ہیں۔۔ ان پر دراصل آجکل خودکشی کرنے کا دورہ پڑا ہوا ہے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کوئی خوبصورت سی غیر ملکی لڑکی مل جائے تو اس کے ریوالور کی گولی وہ اطمینان سے دل پر کھا کر اناللہ ہو جائیں۔ تاکہ لوگ انہیں شہید محبت تو کہہ سکیں۔''۔ عمران نے بجلی کی سے تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کے سامنے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے ہی لمحے شیری نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال لیا۔

''ارے ارے''.... عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

''اب موت تمہارا مقدر بن چکی ہے۔''.... شیری نے انتہائی سرد لہجہ میں کہا۔ وہ اب ایکٹنگ وکٹنگ بھول گئی تھی۔

''ارے وہ تو کرنل فریدی پر دورہ ہے۔۔ مجھ پر نہیں۔''.... عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ مگر دوسرے لمحے اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور شیری کے ہاتھ سے ریوالور نکل کر دور صوفے کے پیچھے جا گرا۔

''اچھی لڑکیاں ان کھلونوں سے نہیں کھیلتیں۔۔ ورنہ غنڈے ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔''.... عمران نے بڑے معصومانہ سے لہجے میں کہا۔

اسی لمحے شیری نے اچانک اچھل کر عمران پر حملہ کر دیا۔ لیکن عمران شائد اس حملے کے لئے پہلے سے تیار تھا اس لئے دوسرے لمحے شیری

بری طرح چیختی ہوئی پشت کے بل قالین پر جا گری۔

"ارے ارے آپ گر گئیں۔۔ارے کمال ہے۔۔سیاحت تو شروع کر دی، پہلے کھڑا ہونا تو سیکھ لیتیں۔"... عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ شیری اٹھتی، عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو کی ضرب اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی۔ضرب عمران نے مخصوص پوائنٹ پر ماری تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔وہ بیہوش ہو چکی تھی۔

اس کے بیہوش ہوتے ہی عمران اس پر جھکا اور اسکی تلاشی لیا چاہتا تھا کہ اسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران یہ آوازیں سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا اسی صوفے کے عقب میں جا گرا جہاں چند لمحے پہلے شیری کا ریوالور جا گرا تھا۔ریوالور صوفے کے پیچھے موجود تھا۔

"ارے کہاں گیا وہ؟۔یہاں تو شیری بیہوش پڑی ہوئی ہے۔"....

دروازے سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران مسکرا دیا۔شیری کے ریوالور پر اس کی گرفت سخت ہو گئی تھی۔

"اسے ڈھونڈنا پڑے گا باس۔"... ایک اور آواز سنائی دی۔

"پھیل جاؤ۔۔پوری کوٹھی میں پھیل جاؤ۔۔جہاں وہ نظر آئے گولی مار دو۔اب ہم کوٹھی کے اندر ہی کرنل فریدی کا انتظار کریں گے۔"....

پہلی آواز نے کہا اور عمران کو بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں دروازے سے باہر جاتی سنائی دیں۔

عمران نے صوفے کی اوٹ سے دیکھا تو اس نے گنجے کرانٹ کو شیری

پر جھکے ہوئے پایا۔ اس کا منہ اسی صوفے کی طرف تھا جس کے پیچھے عمران چھپا ہوا تھا۔ لیکن وہ چونکہ جھکا ہوا تھا اس لئے اس کی کنپٹی ٹانٹ عین عمران کے سامنے تھی۔

عمران صوفے کے پیچھے سے اٹھا اور پھر اس نے پوری قوت سے کرافٹ کی کنپٹی ٹانٹ پر چیپ ماری اور بجلی کی سے تیزی سے دوبارہ صوفے کے پیچھے چھپ گیا۔

چیپ کھا کر کرافٹ ڈکراتا ہوا بری طرح اچھلا۔ وہ لٹو کی طرح گھوم کر کمرے میں ادھر دیکھ رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اسے وہاں کوئی نظر آتا تو وہ اسے دیکھتا۔ البتہ اس کی نظریں اب اس صوفے پر جمی ہوئی تھیں جس کے پیچھے عمران تھا۔ اب ظاہر ہے اتنا احمق تو وہ بھی نہ تھا کہ پوزیشن کو نہ سمجھ سکتا۔ کیونکہ اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کا سر اسی صوفے کے سامنے جھکا ہوا تھا۔ اس نے بڑی پھرتی سے ریوالور نکالا، ریوالور پر سائلنسر فٹ تھا۔ وہ شائد کوٹھی میں سائلنسر لگے ریوالور ہی استعمال کرنا چاہتے تھے تاکہ شور نہ ہو اور باہر موجود بلیک فورس کے رکن نہ آ جائیں۔

کرافٹ، شیری کے جسم کو پھلانگ کر آگے بڑھا اور پھر ایک ہاتھ میں ریوالور پکڑے اس نے دوسرا ہاتھ صوفے کی طرف بڑھایا اور اسی لمحے صوفہ خود بخود ہوا میں اچھلا اور کرافٹ کو لیتا ہوا دوسرے صوفے کے اوپر جا گرا۔ کرافٹ کا اوپر والا جسم دوسرے صوفے پر گرا اور عمران کے سامنے والا صوفہ اس کے دھڑ کے اوپر، ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا تھا۔

عمران صوفے کو پھینکتے ہی بجلی کی سے تیزی سے آگے بڑھا۔ لیکن پھر اچھل کر ایک طرف ہٹا۔ وہ صوفہ دوبارہ اڑتا ہوا اپنی پہلی جگہ پر آیا اور اسی لمحے عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اس کے ہاتھ میں پکڑے

طرح تالیاں بجاتے ہوئے کہا اور شیری بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔ اس نے مشرقی شہزادوں کے متعلق بیشمار کہانیاں پڑھ رکھی تھیں۔ لیکن اس کی ملاقات آج تک کسی پرنس سے نہ ہوئی تھی اور اب عمران کو بچوں جیسی حرکتیں کرتے دیکھ کر اسے بے حد لطف آ رہا تھا۔

''آپ واقعی پرنس ہیں۔۔کس ریاست کے پرنس ہیں؟ اور یہ ریاست کہاں واقع ہے؟''....شیری نے پوری دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے چوکیدار اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں پانی کا بھرا ہوا گلاس تھا۔

شیری نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پانی پی کر گلاس اسے واپس کر دیا۔

''واقعی کا جواب تو ڈیڈی یا ممی دے سکتے ہیں۔۔میں نے پیدا ہونے سے پہلے اللہ میاں سے سرٹیفکیٹ نہ بنوایا تھا۔ باقی ہماری ریاست کا

''سام۔سام۔ادھر آؤ۔''..عمران نے دروازے کی اوٹ سے ہو کر کرافٹ کے لہجے میں چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز دروازے کی طرف بڑھی۔

عمران دروازے کی سائیڈ میں کھڑا ہوا تھا۔ آنے والا دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ حرکت میں آیا اور سام کی گردن کی پشت پر عمران کی ہتھیلی پوری قوت سے لگی اور سام کراہتا ہوا کرافٹ اور شیری کے جسموں پر منہ کے بل اوندھا جا گرا۔ وہ ایک بار پلٹا، لیکن پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کا اعصابی نظام مفلوج ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے بھی گھسیٹ کر ایک طرف ڈال دیا۔ اس نے ان دونوں کو ایسی جگہوں پر ڈالا کہ دروازے کی سیدھ سے وہ نظر نہ آ سکتے تھے صرف شیری کی جسم ہی نظر آ رہا تھا۔

اب عمران کے خیال کے مطابق تین مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی

تھی۔عمران نے دروازے کی طرف قدم بڑھایا اور اسے اندر سے ہی کرافٹ کے لہجے میں چیخ کر کہا۔

"تم سب پچھلے کمرے میں چھپ جاؤ۔ کرنل فریدی آ رہا ہے۔ کمرے کے اندر چھپ جاؤ۔ جاکی، جیکی، بارٹن اور سمکا، چاروں چھپ جاؤ کمرے کے اندر۔"

"اچھا باس"۔۔۔ باہر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ اور پھر مختلف سمتوں سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پچھلے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

عمران نے جان بوجھ کر پچھلے کمرے کا کہا تھا۔ کیونکہ اس کمرے کا ایک ہی دروازہ تھا اور وہ دروازہ بیرونی پھاٹک کی سیدھ میں تھا وہاں سے پھاٹک صاف نظر آتا تھا۔ اس لئے عمران کو علم تھا کہ اس کمرے میں چھپنے سے وہ گھبرائیں گے نہیں۔ اور نہ ہی انہیں کوئی شک پڑے گا۔ ان کے پچھلے کمرے میں جاتے ہی عمران تیزی سے ڈرائینگ روم کے دروازے سے نکلا اور اوٹ لیتا ہوا پچھلے کمرے کی طرف دبے پاؤں بڑھتا گیا۔ وہ سائیڈ سے ہو کر آگے بڑھ رہا تھا تاکہ ان کی نظروں میں نہ آ سکے۔ سائیلنسر لگا ریوالور اس کے ہاتھوں میں تھا، پچھلے کمرے کی سائیڈ میں پہنچ کر وہ آہستہ سے دیوار کے ساتھ لگ کر دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کا ایک پٹ بند تھا جب کہ دوسرا پٹ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر ہاتھ بڑھایا اور جھٹکے سے دروازہ بند کر کے ہینڈل دبا دیا۔

"کک۔ کک۔ دروازہ کیوں بند ہوا؟"...اندر سے ایک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"گھبراؤ نہیں۔ اندر کھڑے رہو۔ میں نے ایک پلان بنایا ہے اگر فریدی تم سے بچ گیا تو وہ اس کمرے میں آئے گا اور اس وقت تم

اسے ختم کرسکتے ہو۔''..عمران نے کرافٹ کے لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے باہر سے چٹخنی چڑھا دی اور پھر تیزی سے بھاگتا ہوا واپس ڈرائینگ روم کی طرف گیا۔

ڈرائینگ روم پر ایک نظر ڈالتا ہوا وہ ایک گیلری میں دوڑتا ہوا آخری کمرے میں پہنچا، جہاں کرنل فریدی کی لیبارٹری تھی۔ فریدی بھی عمران کی طرح مختلف قسم کے تجربات کرنے کا شوقین تھے اس لئے اس نے کوٹھی کے اندر ہی ایک مکمل لیبارٹری قائم کر رکھی تھی۔ اور عمران سیکڑوں بار فریدی کے ساتھ اس لیبارٹری میں آتا رہا تھا۔ اس نے لیبارٹری کا دروازہ کھولا اور چند ہی لمحوں بعد اسے الماری میں اپنے مطلب کی چیزیں مل گئیں۔ اس نے ایک پمپ نکالا۔ اس کے ساتھ بنی ہوئی کیف میں ایک شیشی کا محلول ڈالا اور ایک اور شیشی اور وہ پمپ اٹھا کر وہ بھاگتا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف بڑھا جس میں کرافٹ کے چاروں ساتھی موجود تھے۔

''ہوشیار رہنا۔ فریدی اب پہنچنے ہی والا ہے۔۔ سام اور میں اس کا استقبال ڈرائینگ روم میں کریں گے۔''..عمران نے دروازے کے پاس پہنچ کر ایک بار پھر کرافٹ کے لہجے میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے پمپ کی نلکی کا منہ تالے کے سوراخ میں پھنسا دیا اور دوسرے شیشی کا ڈھکن کھول کر اس میں سے چند قطرے کیف کا ڈھکن کھول کر اس میں موجود محلول میں ڈالا اور جلدی ہی سے ڈھکن دوبارہ ٹائٹ کر دیا۔ دوسرے محلول کے پہلے محلول سے ملتے ہی کیف کے اندر سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس بننا شروع ہوگئی۔ جب پوری کیف گیس کے اندر سے ہلکے نیلے رنگ کی گیس بننا شروع ہوگئی۔ جب پوری کیف گیس سے بھر گئی تو عمران نے جلدی سے پمپ دبانا شروع کر دیا اور کیف میں موجود گیس نلکی سے ہو کر کمرے

بری طرح چیختی ہوئی پشت کے بل قالین پر جا گری۔
''ارے ارے آپ گر گئیں۔۔ارے کمال ہے۔۔سیاحت تو شروع کر دی، پہلے کھڑا ہونا تو سیکھ لیتیں۔''...عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ شیری اٹھتی، عمران کی لات تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو کی ضرب اس کی کنپٹی پر پوری قوت سے پڑی۔ضرب عمران نے مخصوص پوائنٹ پر ماری تھی اس لئے ایک ہی ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔وہ بیہوش ہو چکی تھی۔
اس کے بیہوش ہوتے ہی عمران اس پر جھکا اور اسکی تلاشی لیا چاہتا تھا کہ اسے باہر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران یہ آوازیں سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے گیس کے بھبھکے تیزی سے باہر نکلنے لگے۔عمران سانس روکے ایک طرف کھڑا رہا۔جب کچھ لمحے گذر گئے تو اس نے آہستہ سے سانس لیا۔اب گیس کا دباؤ ختم ہو گیا تھا۔اس نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر وہ کمرے میں داخل ہو گیا۔اس نے بٹن دبا کر بتی جلا دی۔کمرے کی دیواروں کے ساتھ کرافٹ کے چاروں ساتھی فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔ان کے ریوالور ابھی تک ان کے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے تھے۔اندر گیس ابھی تک موجود تھی۔عمران نے ایگزاسٹ کا بٹن دبا دیا۔طاقتور ایگزاسٹ کے چلنے سے چند ہی لمحوں میں گیس باہر نکل گئی اور کمرے کی فضا نارمل ہو گئی۔عمران باہر آ گیا۔
اس نے پمپ اٹھایا اور دوبارہ لیبارٹری کی طرف بڑھ گیا۔
لیبارٹری میں شیشی اور پمپ کو واپس ان کی جگہوں پر رکھ کر وہ باہر آیا اور اس نے لیبارٹری کے دروازے کو پہلے کیطرح بند کر دیا۔وہاں

سے نکل کر وہ تیزی سے کوٹھی میں گھوما۔ اسے اب چوکیدار کی فکر تھی۔ کیونکہ فریدی کا ملازم جو پہلے حملے میں زخمی ہو گیا تھا۔ ابھی تک ہسپتال میں تھا اور فریدی نے اس کی صحت یابی تک اور کوئی ملازم نہ رکھا تھا۔ کیونکہ وہ کوٹھی کے اندر کسی اور آدمی کو لانا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ اور پھر جلد ہی عمران کو پھاٹک کے پاس ہی چوکیدار کی لاش پڑی ہوئی نظر آ گئی۔ اسے ایک جھاڑی کے پیچھے چھپا دیا گیا تھا اس کے سینے میں عین دل کے مقام پر دو گولیاں ماری گئی تھیں اور وہ بیچارہ ٹھنڈا ہو چکا تھا۔ کرافٹ وغیرہ نے اسے اس طرح چھپایا تھے کہ جب تک اسے خاص طور پر تلاش نہ کیا جاتا اس کی تلاش ممکن نہ تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ اسے سائلنسر لگے ریوالور سے ہلاک کیا گیا ہے۔ تب ہی فائرنگ کی آواز اسے سنائی نہ دی تھی۔ عمران تیزی سے پلٹا۔ اب اس کے ذہن میں ایک اور کھچڑی پک رہی تھی۔ اس نے ڈرائینگ روم میں موجود شیری، کرافٹ اور سام کے بے ہوش جسموں کو باری باری اٹھایا اور اسی پچھلے کمرے میں لا کر ایک طرف لٹا دیا۔ جہاں پہلے ان کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اور پھر وہ سٹور سے ایک بڑی سی رسی نکال کر لایا اور اس نے ان سب کے ہاتھ اور پیر اچھی طرح باندھ دیئے۔ اسے نہیں معلوم تھا کہ کرنل فریدی اور حمید کس وقت لوٹیں گے۔ اس لئے وہ کوئی رسک نہ لینا چاہتا تھے۔ انہیں باندھنے کے بعد اس نے ان کی جیبوں سے رومال نکال کر شیری، کرافٹ اور سام کے حلقوں میں ٹھونس دیئے۔ اسے زیادہ انہی کی طرف سے خطرہ تھا کیونکہ گیس سے بیہوش ہونے والوں کے متعلق تو وہ جانتا تھا کہ انہیں تین چار گھنٹوں سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا۔ اور پھر وہ باہر نکلا اور دروازے کو باہر سے بند کر کے وہ واپس ڈرائینگ روم میں آیا اس نے الٹے پڑے ہوئے صوفوں کو دوبارہ سیٹ کیا۔ قالین پر ایک جگہ

کرانٹ کی گنجی کھوپڑی سے نکلنے والے خون کے دھبے موجود تھے۔
عمران نے سنٹرل ٹیبل کو ذرا سا کھسکایا اور دھبوں کے اوپر رکھ دیا۔
اب ٹیبل ہٹائے بغیر وہ دھبے نظر نہ آسکتے تھے۔ اور پھر وہ بڑے
اطمینان سے صوفے پر بیٹھ گیا۔

کرنل فریدی دانت بھینچے کار چلا رہا تھے۔ اس کے چوڑے چہرے پر
اس وقت جھنجلاہٹ کے آثار نمایاں تھے۔ ایک سو دس ماڈل کالونی پر
اس نے بلیک فورس کی مدد سے اچانک ریڈ کیا تھا۔ لیکن وہاں صرف
چار افراد موجود تھے۔ اور چاروں ہی مقابلے میں مارے گئے۔ لیکن
چاروں ہی انہی حلیوں پر پورے نہ اترے تھے جو عمران نے کراس
ورلڈ آرگنائیزیشن سے معلومات حاصل کر کے اسے بتائے تھے۔ کوٹھی
سے ڈارک کلب کے متعلق کاغذات بھی مل گئے تھے۔ ٹرانسمیٹر اور
اس قسم کی مشینری بھی ہاتھ لگی تھی۔ لیکن اصل مجرم موجود نہیں تھے۔

فریدی نے وہیں چھپ کر ان کا کافی انتظار کیا تھے۔ بلیک فورس نے
بھی پوری کوٹھی اور اس کے ارد گرد علاقے کو گھیرا ہوا تھا۔ پوری بلیک
فورس ہی وہاں موجود تھی۔ لیکن مجرم باوجود طویل انتظار کے کوئی نہیں
آیا۔ اور جیسے جیسے وقت گذرتا جارہا تھا فریدی کی جھنجلاہٹ بڑھتی ہی
جا رہی تھی۔

کافی دیر انتظار کرنے کے بعد آخر کار اس نے کوٹھی واپس جانے کا
فیصلہ کرلیا۔ اس نے نمبر الیون کو بلا کر اسے ہدایات دیں اور پھر خود کار
میں بیٹھ کر واپس کوٹھی کی طرف چل پڑا۔ وہ چونکہ عمران کو اپنے پیچھے
چھوڑ آیا تھا اور حمید بھی موجود نہ تھا اس لئے اس نے سوچا کہ بلیک
فورس کی موجودگی میں اس خود انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ
سنبھال لیں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے خیال آگیا تھا کہ کہیں
مجرم اس کی کوٹھی کے گرد اس کا انتظار نہ کر رہے ہوں۔ جس طرح وہ

ان کے ہیڈ کوارٹر میں ان کا انتظار کر رہا تھے۔ چنانچہ بلی کو تھیلے سے نکالنے کے لئے ہی اس نے واپس کوٹھی جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے بلٹ پروف کار کے شیشے چڑھائے ہوئے تھے تاکہ اچانک کسی طرف سے ہونے والے حملے سے فوری بچاؤ ہو سکے۔ اور اس کی تیز نظریں ارد گرد کا جائزہ بھی لے رہی تھیں۔ لیکن وہ کوٹھی کے پھاٹک پر بھی پہنچ گیا مگر کسی طرف سے نہ ہی اس پر کوئی حملہ ہوا اور نہ ہی کوئی مشکوک آدمی نظر آیا۔ پھاٹک البتہ کھلا ہوا تھا اور چوکیدار موجود نہیں تھا۔ یہ بات اس کے لئے حیران کن تھی۔ لیکن وہ کار اندر لے گیا۔ ایک لمحے کے لئے اسے خیال آیا کہ کہیں مجرم کوٹھی کے اندر نہ چھپے ہوئے ہوں لیکن دوسرے لمحے عمران کو ڈرائینگ روم کے دروازے سے نکل کر باہر کھڑے دیکھ کر اس نے یہ خیال جھٹک دیا۔ ایک تو یہ کہ عمران کی موجودگی میں مجرم اندر چھپ نہ سکتے تھے اور اگر چھپ بھی جاتے تو کم از کم عمران جیسا شخص اس طرح اطمینان سے نہ کھڑا ہوتا۔

فریدی نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر نکل آیا۔

''یہ چوکیدار کہاں گیا۔ پھاٹک کھلا ہوا تھا''... فریدی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''چوکیدار کی طبیعت خراب ہوگئی تھی۔ وہ مجھ سے چھٹی لے کر چلا گیا ہے۔ اور پھاٹک میں نے خود کھول رکھا تھا تاکہ مجھے چوکیدار نہ بننا پڑے''... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور فریدی سر ہلاتا ہوا ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

''آپ تو لمبے ہی گم ہو گئے تھے۔ کیا ہوا ریڈ کا''.... عمران نے اس کے ساتھ ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر فریدی کو باتوں میں لگا لیا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ فریدی کوئی جواب دیتا، ایک اور کار کے ٹائر

چڑچڑائے اور فریدی اور عمران دروازے سے ہی پلٹ پڑے۔ یہ حمید کی سپورٹس کار تھی۔ کار رکتے ہی حمید اچھل کر باہر آ گیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس نے کوئی بڑا میدان مار لیا ہو۔ ویسے بھی اس کا لباس مسلا ہوا تھا۔

''فریدی صاحب!۔۔۔ مجھے داد دیجئے۔۔ آپ اور آپ کی بلیک فورس جس راز کا پتہ نہ چلا سکی۔ وہ میں نے معلوم کر لیا ہے۔''..حمید نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ آیا۔

''کیا پتہ کر لیا ہے؟''...فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

''میں نے ڈارک کلب کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ چلا لیا ہے۔''..حمید نے اونچی اور فاخرانہ آواز میں کہا۔

''اچھا!۔۔کس نجومی کی شاگردی اختیار کی ہے؟''... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم خاموش رہو۔۔ آ جاتے ہیں بڑیں ہانکنے خواہ مخواہ۔۔ یہ سرکاری معاملہ ہے۔ سمجھے۔''..حمید نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اچھا!۔۔۔اسی لئے شاید کسی جیل میں مشقت کر کے آ رہے ہو۔ کپڑوں کا حال دیکھا ہے۔''.... عمران بھلا کہاں باز رہنے والا تھے۔ سرکاری معاملے کا تعلق اس نے جیل سے جوڑ دیا تھا۔

''جان پر کھیل کر کام کرتے ہیں۔ سمجھے۔ تمہاری طرح کپڑے پہن کر صوفوں پہ بیٹھے اینٹھتے نہیں رہتا۔''..حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''اچھا۔ تم بتاؤ تو سہی۔ کونسا ہے ہیڈ کوارٹر ڈارک کلب کا؟''..فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی کی مسکراہٹ نے حمید کے ذہن میں

پتنگے لگا دیئے۔
''تو آپ کو یقین نہیں آ رہا۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کیپٹن حمید کو''۔۔۔ حمید نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
''ارے اب بتاؤ بھی سہی۔ خوامخواہ چیخ رہے ہو''۔۔۔ حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور فریدی کی جھنجھلاہٹ دیکھ کر حمید کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔
''میں بتا دیتا ہوں۔ اگر حمید نہیں بتانا چاہتا۔ جس نجومی کا یہ شاگرد بنا ہے وہ نجومی خود میرا شاگرد ہے''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''تم۔ تم بتاؤ گے۔ کبھی اپنی شکل بھی دیکھی ہے''۔۔۔ حمید نے دانت پیستے ہوئے کہا۔
''کیوں فریدی صاحب!۔ بتا دوں۔ ایک سو دس کافی ہے۔ یا کالونی کا نام بھی بتا دوں''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور حمید یوں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا۔ جیسے اس کے سر پر اچانک سینگ نکل آئے ہوں۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ تھا کہ جو کلیو وہ اس قدر خوفناک لڑائی لڑ کر اور اپنی جان پر کھیل کر پتہ کر آیا ہے وہ عمران اس طرح کوٹھی میں بیٹھے بیٹھائے بتا دے گا۔ عمران نے نمبر درست بتا دیا تھا اور نمبر سے ہی پتہ چلتا تھا کہ اسے کالونی کا بھی علم ہے۔
''تم۔ تمہیں کیسے پتہ چلا''۔۔۔ حمید نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کے منہ سے حیرت کی شدت سے الفاظ صحیح طور پر نہ نکل رہے تھے۔
''بس کرو۔ تم عمران کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس نے تو اس بار مجھے بھی مات دے دی ہے۔ وہ تم سے پہلے ہی ہیڈ کوارٹر کا نہ صرف پتہ چلا چکا ہے۔ بلکہ اس نے وہ نقشہ بھی حاصل کر لیا ہے جو ڈارک کلب

والے ہماری کوٹھی سے اڑا کر لے گئے تھے۔''..فریدی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور حمید کی حالت فریدی کی بات سن کر ایسی ہوگئی جیسے اس پر گھڑوں پانی پڑ گیا ہو۔

''گھر کا پیر چھوڑ کر باہر مارے مارے پھرنے کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کپتان صاحب!۔۔۔میری شاگردی اختیار کر لینی تھی۔چلو کچھ مٹھائی وٹھائی ہی کھا لیتے تم سے۔''..عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران!۔۔میں نے ایک سو دس ماڈل کالونی پر ریڈ کیا ہے۔وہاں صرف چار ہی افراد موجود تھے۔وہ چاروں ہی مقابلے میں مارے گئے۔لیکن اصل مجرم نہیں تھے۔بڑا انتظار کیا۔پھر میں نے سوچا کہ شائد وہ میری کوٹھی کے گرد موجود ہوں اس لئے میں واپس چلا آیا۔''..فریدی نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا اور حمید کی آنکھیں مزید پھٹ گئیں۔وہ جس ہیڈ کوارٹر کا صرف پتہ کر کے آیا تھا۔کرنل فریدی نہ صرف اس پر ریڈ کر چکا تھا بلکہ اب عمران کو یوں رپورٹ دے رہا تھا جیسے وہ اس کا ماتحت ہو۔

''یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔کیا آپ عمران کے ماتحت ہیں جو اس طرح اسے رپورٹ دے رہے ہیں؟''..حمید سے رہا نہ گیا تو وہ بول ہی پڑا۔

''فریدی صاحب تم سے زیادہ عقلمند ہیں۔اس لئے گھر کے پیر کی عزت کرتے ہیں۔''..عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آخر یہ لوگ کہاں چلے گئے ہیں۔''..فریدی نے سوچنے والے انداز میں کہا۔

''بتا دوں۔۔مٹھائی کھلائیں گے''....عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کی بات سن کر فریدی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا مطلب؟۔۔۔کیا کہہ رہے ہو؟۔۔اب تم نے مجھے کیپٹن حمید

سمجھ لیا ہے"۔۔۔فریدی کے لہجے میں جھنجھلاہٹ کے ساتھ ساتھ غصہ بھی شامل تھا۔

"ارے ارے آپ تو ناراض ہو گئے۔ چلئیے نہ کھلائیے مٹھائی۔ بس اتنی سی بات تھی۔ میں حمید کی مٹھائی پر ہی گذارہ کر لونگا"۔۔۔۔عمران نے معصومانہ سے لہجے میں کہا۔

"منہ دھو رکھو!۔۔ تمہارے جیسے کئی میری جیبوں میں پڑے رہتے ہیں"۔۔۔حمید نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اپنی تو قسمت ہی خراب ہے شائد۔۔۔ زندگی میں پہلی بار دو مرید گھیرنے کی کوشش کی تھی۔۔ دونوں ہی رسیاں تڑوانے لگے"۔۔۔

عمران نے بڑے مایوس سے لہجے میں کہا۔

"عمران!۔۔۔ سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں سے کہیں گئے تھے۔ یا مجرم یہاں آئے تھے؟"۔۔۔فریدی جو بڑے غور سے اسے دیکھ رہا تھا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں!۔۔۔ انہوں نے فون کیا تھا کہ فریدی صاحب کو بتا دیں کہ ہم کہاں ملیں گے۔ خوامخواہ شہر بھر میں چکراتے نہ پھریں"۔۔۔عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور فریدی دانتوں سے ہونٹ کاٹنے لگا۔ وہ چند لمحے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تم واقعی شیطان ہو۔ مجھے بھی غصہ دلا دیتے ہو۔۔ بہرحال کبھی نہ کبھی تو وہ واپس اپنے ہیڈ کوارٹر لوٹیں گے۔۔ بلیک فورس خود ہی انہیں سنبھال لے گی"۔۔۔فریدی نے دوبارہ نارمل ہوتے ہوئے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اچھا پھر مجھے اجازت دیجئے۔۔ آپ تو مٹھائی نہیں کھلواتے۔ چلو میں جا کر اپنے خالہ جاد کو ہی گھیروں۔۔ وہ میرا مرید بن گیا تو سمجھو ساری عمر کی روٹیاں کھری ہو گئیں"۔۔۔عمران نے صوفے سے

اٹھتے ہوئے کہا۔

''بیٹھو بیٹھو!۔۔اب زیادہ نہ بنو۔خواہ مخواہ اس بے چارے کو تنگ کرو گے۔''...فریدی نے ہنستے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن وہ مٹھائی۔۔وہ تو آپ نے پھر گول کر دی۔''...عمران نے کہا

''یہ آخر تم نے کیا مٹھائی مٹھائی کی رٹ لگا رکھی ہے۔''...فریدی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اگر میں اپنے عمل کے زور پر مجرموں کو آپ کے سامنے پیش کر دوں۔پھر تو مٹھائی کھلائیں گے۔''...عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور فریدی ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''اوہ!۔۔تو تم نے ان کا پتہ چلا لیا۔کہاں ہیں وہ؟ جلدی بتاؤ''...فریدی نے کہا۔

''ارے ارے پھر مٹھائی گول۔۔یہ مٹھائی نہ ہوئی آب حیات ہو گیا۔ حامی ہی نہیں بھر رہے آپ۔''...عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''اچھا کھالینا مٹھائی بھی۔۔اب بولو۔''...فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''خواہ مخواہ کھالینا۔اسے مٹھائی کھلانا مٹھائی کی توہین کرنا ہے۔''...حمید نے چڑتے ہوئے کہا۔

''یہ مٹھائی کسی لڑکی کا نام نہیں ہے کپتان صاحب!۔۔بس تھوڑی سی اس کی تعریف کی اور وہ آپ کے ڈبے میں بند ہو گئی۔اصلی مٹھائی کھانے کے لئے جالی جمالی پروفیسر کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے کٹھن چلے کاٹنے پڑتے ہیں۔''...عمران نے کہا۔

''حمید!۔۔تم خاموش رہو۔آجکل اس کا ستارہ عروج پر ہے۔اس سے کوئی بعید نہیں کہ ابھی ہمیں لے کر مجرموں کے سامنے کھڑا

کر دے۔"..... فریدی نے حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اللہ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کی شادی کو بھی آبادی کی کوئی سبیل نکالے۔ تاکہ کپتان صاحب شیلا جیسی عورتوں کی بجائے آپ کے ٹائیں ٹائیں کرتے ہوئے بچے کھلاتا رہے۔"..عمران نے باقاعدہ دعا کے سے انداز میں ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"بس بس۔ اب بکواس بند۔۔ سیدھی طرح بات کرو۔"..فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سنا ہے کپتان صاحب!۔۔ آپ کے لئے ہدایت ہے یہ۔"... عمران نے فورا ہی حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ اس باتوں کے چرخے کی زبان کھینچ لے۔

"عمران!۔۔۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔"...فریدی نے اس بار انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے آپ پھر سنجیدہ ہو رہے ہیں۔ میری مٹھائی پھر نہ ادھر ادھر ہو جائے۔ آیئے!۔۔ میرے ساتھ تشریف لایئے۔ آپ کپتان صاحب!"..عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور فریدی اس کے پیچھے چل پڑا۔ مجبورا حمید بھی فریدی کی پیروی میں چل پڑا۔ لیکن اس کی ذہن بری طرح کھول رہا تھا۔ وہ سوچ بھی نہ سکتا تھے کہ فریدی جیسا آدمی اس احمق کے پیچھے اس طرح چل پڑے گا۔

عمران انہیں لئے ہوئے پچھلے کمرے کے دروازے پر آیا اور اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ کھولا اور اندر جا کر سوئچ دبا کر روشنی کر دی۔

"یہ لیجئے۔ زیارت فرما لیجئے۔"..عمران نے کہا اور فریدی اور حمید

دونوں کمرے میں داخل ہوتے ہی بری طرح چونک پڑے اور وہ حیرت سے کمرے میں پڑے ہوئے سات افراد کو دیکھ رہے تھے جن میں سے تین افراد رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ ان کے منہ میں رومال ٹھونسے ہوئے تھے۔ لیکن وہ بری طرح کلبلا رہے تھے۔ وہ ہوش میں تھے جبکہ چار افراد جن میں ایک عورت تھی ادھر ادھر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

''یہ گنجا ڈارک کلب کا چیف باس کرانٹ ہے۔ اور یہ باقی اس کے ساتھی ہیں۔ بیچارے آپ کا پتہ پوچھتے ہوئے آئے تھے۔ میں نے سوچا کہیں کوئی قرضہ دینے والے نہ ہوں۔ واپس چلے گئے تو قرضہ پھر ڈوب جائے گا۔ اس لئے میں نے انہیں روک لیا''... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم اکیلے نے اس سب کو قابو کیا ہے؟''... فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اکیلا کب تھا۔ آپ خود تو کہتے ہیں کہ میرے پاس جن ہیں۔ مل جل کر کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے''... عمران نے کہا اور فریدی ہنس پڑا۔

''بہت خوب!۔ عمران تم نے واقعی مجھے حیرت زدہ کر دیا ہے۔ تمہاری عزت میرے دل میں پہلے سے زیادہ بڑھ گئی ہے''... فریدی نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ حمید گم سم کھڑا تھا۔ ظاہر ہے اس سچوئشن میں اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ رہ ہی نہ گیا تھا۔

''ارے صرف عزت سے پیٹ نہیں بھرے گا۔ مٹھائی تو آپ کو منگوانی ہی پڑے گی۔ کیوں کپتان صاحب''... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں!۔۔۔واقعی اب تمہارا حق بن گیا ہے۔تم نے اکیلے جو کچھ کر دکھایا ہے۔جو میں اور میری پوری بلیک فورس مل کر بھی نہیں کر سکی۔یہ کیس واقعی تمہارا ہی رہا ہے۔''...فریدی نے کہا اور پھر اس نے حمید کو کہا کہ وہ جا کر بلیک فورس کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے یہاں بلوا لے۔

''یہ سب ہوا کیسے؟۔۔کیا انہوں نے کوٹھی پر حملہ کیا تھا؟ مگر تم نے آخر ان سب کو قابو کیسے کیا؟''...فریدی نے حمید کے جانے کے بعد عمران سے پوچھا۔

''یہ آپ کے بیچارے مرحوم چوکیدار کی مہربانی ہے۔وہ مس شیری کو میرے پاس لے آیا تھا کہ بے چاری سیاح ہے۔غنڈے اس کے پیچھے لگ گئے ہیں۔بس پھر یہ مجھ پر عاشق ہو گئی۔اور آپ جانتے ہیں کہ عشق کیا کیا جلوے دکھاتا ہے۔۔کاش!۔۔یہی بات جولیا کی بھی سمجھ میں بھی کبھی آ جائے۔''...عمران نے کہا اور فریدی قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''مگر تم نے چوکیدار کو مرحوم کہا ہے۔۔کیا مطلب ہے؟ کیا وہ مر چکا ہے۔''...اچانک فریدی کو خیال آ گیا۔

''ہاں!۔۔۔عشق کسی نہ کسی کی قربانی تو مانگتا ہی ہے۔۔عمران نے کہا اور پھر اسے تفصیل سے بتانے لگا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا۔اس نے انہیں کیسے بے بس کیا۔

''ویسے ایک بات ہے فریدی صاحب!۔۔۔جو مزہ کرافٹ کے گنجے سر پر چپت جمانے سے آیا ہے۔۔وہ شائد منوں مٹھائی کھانے سے بھی نہ آئے۔۔میرے تو ابھی تک ہاتھ میں کھجلی ہو رہی ہے۔کاش! اپنے کپتان صاحب ہی گنج کرا لیتے تو کم از کم کھجلی تو مٹ جاتی۔''...عمران نے آخری فقرہ حمید کے اندر داخل ہونے پر بڑھا دیا۔

''شٹ اپ!۔۔۔میں فریدی صاحب کی وجہ سے خاموش ہوں

ورنہ۔"... حمید نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"ورنہ سچ مچ میرے ہاتھ کی کھجلی مٹانے کا بندوبست کر ہی لیتے۔"... عمران نے اس کا فقرہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور حمید پیر پٹختا ہوا واپس مڑ گیا۔ اور کرنل فریدی کے قہقہے سے کمرہ گونج اٹھا۔